ع ٢٤٠

سيف بردين

جناب ملا طاہر سیف الدین صاحب کی کتاب ضوء نور الحق المبین نے باطل کی سیف بکر دین کا وار کیا۔ اور اہل سنت اہل
قرآن اور اہل آل رسول کا دل دکھایا

مسلمانان ہند کی متفقہ آواز

یعنی تحریریں جو کتاب ضوء نور الحق المبین کے خلاف سنی مشائخ و علماء اور شیعہ مجتہدین و تمام نامور اخباروں اور رسالوں کے ایڈیٹر
مسلمانوں نے لکھیں جنکو جمع کر کے خاکسار حاجی عمر حاجی احمد تاجر چوک بازار شہر سورت نے

باہتمام سید عزیز حسن نقشبندی مہتمم عزیزی انڈین پرنٹنگ ورکس واقع چھتہ شیخ منگلو دریبہ لکھنؤ سے طبع ہوا

پہلے اس کو پڑھیئے

جناب عالی! ابھی آپ اس کتاب کی ابتدائی تمہید میں میری طرف سے یہ درخواست ملاحظہ کریں گے کہ ملاؔ کی کتاب کے خلاف بمبئی گورنمنٹ کو تار اور میموریل بھیجے جائیں۔ مگر اب میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ بمبئی گورنمنٹ کو تار دینا یا میموریل بھیجنا مفید نہیں ہوگا۔ بلکہ براہ راست گورنمنٹ ہند یعنی حضور وائسرائے ہندوستان کے پرائیوٹ سکرٹری کے نام تار اور میموریل جانے مناسب ہیں۔ تاکہ گورنمنٹ ہند اپنی طرف سے تار اور میموریل گورنمنٹ بمبئی کو بھیجے۔

جو لوگ یہ کتاب پڑھیں

اُن کی خدمت میں التماس ہے کہ اپنے اپنے علاقوں میں جلسے کر کے حضور وائسرائے کو اپنی ناراضی کا تار بھیجدیں۔ یا خط لکھدیں۔

خاکسار

حاجی عمر حاجی احمد

تاجر چوک بازار شہر سورت

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

سیف بر دین

سنی شیعہ کی علانیہ دل آزاری

مسلمانو! اُٹھو سرکار سے فریاد کرو

تمام مسلمان اس خبر کو پڑھکر کمال درجہ رنجیدہ اور ناراض ہونگے کہ اس اتفاق و اتحاد کی ضرورت کے زمانہ میں جبکہ برٹش گورنمنٹ کے بادشاہ۔ وزیر۔ وائسرائے اور تمام ذمہ دار حکام ہندوستان میں بسنے والی اقوام کی باہمی محبت و اتفاق کی نصیحت کرتے ہیں اور جبکہ موجودہ گورنمنٹ نے ایک خاص قانون ایسا بنایا ہے کہ کوئی فرد کسی دوسرے فرقہ کی مذہبی دل آزاری تحریر و تقریر کے ذریعہ سے نہ کرے ورنہ اُس کو سخت سزا دی جائیگی۔ اور جبکہ ہندوستان کے ہندو و مسلمان۔ عیسائی۔ یہودی اور پارسی وغیرہ آپس میں میل جول اور دوستی پیدا کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں اور جبکہ مسلمانوں کے تمام فرقوں نے آپس میں اتحاد اور شرکتِ عمل کا مجھوتہ شروع کیا ہے +

ایسے وقت میں بوہروں کے مُلّا صاحب نے جنکا نام **طاہر سیف الدین** ہے ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام **ضوء نور الحق المبین** رکھا ہے اور جو برٹش انڈیا چھاپہ خانہ بمبئی میں چھپوا کر پانچ ہزار کی تعداد میں شائع کی گئی ہے اور جس میں سُنی شیعہ اور تمام غیر بوہرہ مسلمانوں کو کافر اور دوزخی بنایا گیا ہے اور مسلمانوں کے بعض بزرگوں کو شیطان۔ گمراہ۔ فتنہ پرداز۔ راندۂ بارگاہِ خدا۔ کافر۔ مرتد۔ کذاب فاسق ظالم وغیرہ سخت توہین کرنیوالے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔ اور جو مُلّا صاحب کی حکم سے بوہروں کی مجلسوں میں برسر منبر ہزار ہا آدمیوں کو سُنائی جاتی ہے اس کتاب کے صفحہ ۳۳-۳۴ میں درج ہے:-

"جو شخص مجھکو اپنا داعی اور پیشوا التسلیم نہ کرے اُس کی توحید قبول نہ کی جائیگی یعنی وہ مسلمان نہ ہو سکیگا"

اور صفحہ ۴۳ پر درج ہے کہ :- "جو لوگ اپنے آپ کو سُنّت جماعت کہتے ہیں اُن کا کلمہ پڑھنا مقبول نہیں ہوتا بلکہ اُن کے مُنہ پر مارا جاتا ہے اور وہ مسلمان نہیں ہیں"۔ اور صفحہ ۳۴ پر لکھا ہے کہ "شیعہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے دین کو پراگندہ کر دیا اور شیعہ ہو گئے"۔ اور صفحہ ۳۵ پر تو شیعہ فرقہ کے خلاف نہایت ہی سخت عبارت لکھی ہے جس میں ظاہر کیا ہے کہ "جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ نبیؐ اور وصیؑ اور امامِ زماںؑ پر ایمان لے آنا کافی ہے اور اپنے وقت کے داعی پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں ہے ایسا شخص سیدھے راستہ سے گمراہ ہو گیا اور عذابِ سخت کا سزاوار بن گیا اور اُسکا اقرار خدا کسی صورت سے قبول نہ ہو گا"

داعی سے مُراد مُلّا طاہر سیف الدّین صاحب کی اپنی ذات ہے کیونکہ انکو داعیِ امام ہونیکا دعویٰ ہے یہ کتاب پانچہزار چھاپکر تقسیم کی گئی ہے اور مُلّا صاحب نے اپنے نوکروں (عاملوں) کو حکم دیا ہے کہ منبروں پر بیٹھکر بوہروں کی مجمعِ عام میں اس کتاب کو سُنانے کا معمول مقرر کر لیں چنانچہ اُنہوں نے اسکی تعمیل کی اور اب یہ کتاب ہمیشہ مجالس میں پڑھی جاتی اور ہزاروں لاکھوں آدمیوں کو سُنائی جاتی ہے تو کیا ایسی کتاب جس میں کروروں سُنّی شیعہ کی نام لیکر دل آزاری کی گئی ہو اور ان کو کافر بے دین بنایا گیا ہو اور جس کے صفحہ ۱۶۳ پر سُنّیوں کے مشہور پیشوا حضرت جعفر نہروالی کو خنّاس۔ گمراہ شیطان مصاحبِ ابلیس۔ فتنہ پرداز کہا گیا ہو۔ (جنکا مزار احمد آباد (گجرات) میں ہے اور جنہوں نے ۱۲ لاکھ بوہروں کو عقائد فاسدہ سے بچا کر سُنّی کر لیا تھا اور جن کے لاکھوں سُنّی بوہرے پیرو ہیں۔)

اور جسکے صفحہ ۱۶۴ پر سلیمانیہ فرقہ کے مقتدا کو دشمنِ خدا۔ ایمان سے کفر میں بدلنے والا کہا گیا ہو (جن کے فرقہ میں بدرالدین طیب جی جج مرحوم اور مسٹر حیدری ہوم سکرٹری حیدرآباد جیسے سیکڑوں نامور لوگ ہیں) اور جس کے اندر تقریباً اسی قسم کے اشتعال انگیز تحریری اور ہز میجسٹی کی غیر بوہرہ رعایا کے خلاف نفرت و حقارت پھیلانے والے مضامین ہوں وہ اس قابل نہیں ہے کہ اُس کو ضبط کر کے اُس کے مصنّف پر مقدمہ چلایا جائے۔ ضرور ہے اور لازمی طور سے ہے۔

گجرات کے شہروں میں جوش کی لہریں!

صوبۂ گجرات کے شہروں میں دس دس ہزار۔ بیس بیس ہزار۔ چالیس چالیس ہزار آدمیوں نے جمع ہو کر اس کے خلاف جلسے کیے ہیں اور برطانی قانون کی دفعہ (۹۶) دفعہ (۱۵۳ الف) دفعہ (۵۰۵) سی کے مطابق عدالت میں چارہ جوئی شروع کر دی ہے کہ کتاب "ضوء نور الحق المبین" کو ضبط کر کے دریا برد کر دیا جائے

اوراس کے مصنّف مُلّاطاہر سیف الدّین صاحب کو اس جرم شدید کی سزا دی جائے۔

سُنّی شیعہ علماء کے فتوے۔

اس کتاب "ضوء نور الحق المبین" کی مذکورہ مضامین کے متعلق سُنّیوں کے علماء اور شیعوں کے علماء نے نہایت سخت فتوے دیے ہیں اور ہندوستان کے تمام علماء کا اس کے خلاف اتّفاق ہوگیا ہے وہ سب فتوے اسی مضمون کے آخر میں درج ہیں۔

کتاب مذکور کے ان مضامین کو معلوم کر کے جنکا تھوڑا تھوڑا نمونہ اوپر دکھایا گیا ہے اور اپنے نامور علماء و مشائخ کے فتوے دیکھنے کے بعد ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے رنج اور ناراضی کو اس کتاب کے خلاف ظاہر کرے اور اس کا اظہار کچھ مشکل نہیں ہے نہ اس کے ظاہر کرنے میں قانون اور سرکار کی کچھ ممانعت ہے کیونکہ یہ ایک مذہبی معاملہ ہے جسکی بابت ہر طرح کی آزادی سرکار نے دے رکھّی ہے۔

مسلمانوں کا کام صرف اتنا ہے کہ جمعہ کے دن جب مسجد میں نماز کو جائیں تو اُنکے امام صاحب نماز کے بعد سب نمازیوں کو یہ مضمون پڑھکر سُنا دیں اور اُن کی رائے لیکر ایک تار اس مضمون کا گورنر صاحب بمبئی کو بھیجدیں

"بخدمت گورنر صاحب بمبئی۔ جناب عالی۔ ہم فلاں قصبہ یا شہر کے اتنے مسلمان آج جلسہ عام کر کے ادب اگر جوش کے ساتھ درخواست کرتے ہیں کہ بوہرہ فرقہ کے ملّا طاہر سیف الدین کی کتاب ضوء نور الحق المبین" میں سُنّی شیعہ تمام مسلمانوں کی مذہبی توہین اور ذاتی دل آزاری کی گئی ہے اُس کو ضبط کیا جائے اور ملّا صاحب سے باز پُرس ہو"!

اور دوسری تجویز یہ ہے کہ سب مسلمان ایک کاغذ پر بہت سے دستخط کر کے گورنمنٹ صوبۂ بمبئی کے نام بھیجیں۔ چنانچہ بعض ہمّت والے مسلمانوں نے اس کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ اُن کے پاس چھپے ہوئے نقشے موجود ہیں جن پر انگریزی اور اُردو میں یہ عبارت لکھی ہے۔ جب یہ فارم تمہارے سامنے آئیں اور تم اُن کی پیشانی کا مضمون پڑھ لو یا سُن لو تو فوراً اسپر نام و پتہ لکھدو یا لکھوا دو اور اپنے دستخط یا انگوٹھے کا نشان کر دو۔ فارم کا مضمون یہ ہوگا:۔

ہم سب جنہوں نے اس فارم پر دستخط یا انگوٹھے کے نشان کیے ہیں بوہروں کے مُلّا طاہر سیف الدّین کی کتاب "ضوء نور الحق المبین" کے ان مضامین سے نہایت سخت ناراض اور رنجیدہ ہیں جنمیں سُنّیوں اور شیعوں کو کافر اور دوزخی کہا گیا ہے اور جنمیں سُنّی شیعہ بزرگوں کو خنّاس۔ گمراہ۔ خدا کا دشمن۔ شیطان۔ مصاحب ابلیس وغیرہ گندے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔ ہم ایسی کتاب کی ضبطی اور ایسی کتاب لکھنے۔ شائع کرنے اور بوہروں کی مجلسوں میں

عام طور سے حکماً پڑھوانے والے شخص کو برطانی انصاف سے سزا پانے کے قابل سمجھتے اور ہز میجسٹی کی گورنمنٹ سے فریاد کرتے ہیں +

ایمان کے امتحان کا وقت

اے مسلمانو! اور **لے ایمان والو!!** یہ تمہارے ایمانی جوش کے امتحان کا وقت ہی۔ اگر تُمنے ایسی دل آزار کتاب کے خلاف عام اتفاق سے جلسے کیے یا فارموں پر دستخط کرا کے سرکار کو بھیجے یا زیادہ ہمت کر کے مُلّا صاحب پر فوجداری میں مقدمات قائم کر دیے تو یہ کتاب ضبط ہو جائے گی جس نے تم مسلمانو کے دل پاش پاش کر دیے ہیں۔ اور آئندہ پھر کسی شخص کو ایسی گستاخی اور زیادتی کی جرأت نہ ہوگی اور اگر تم نے غفلت کی تو کل قیامت کے دن خدا تعالےٰ کے سامنے تم کو شرمندہ ہونا پڑیگا۔ جبکہ وہ تم سے سوال کریگا کہ میرے دین کی ایسی کھُلم کھُلا بے حُرمتی ہوئی اور تم نے قانون کے موافق اُسکی مخالفت کی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کو ملامت کرینگے کہ مجھ جیسے حق پرست اور دلیر و صاف گو رسُول کی اُمت ہو کر تم نے سچائی کی حمایت میں حصّہ نہ لیا اور میرے پیارے دین اسلام کی علانیہ بے ادبی کو برداشت کر لیا۔ اور خدا کے پیارے بندوں کی شان میں ایسے گستاخانہ الفاظ سُننے گوارا کر لیے۔

مُسلمانو! اُس وقت تم کو بڑی شرمندگی اور ندامت ہوگی، لہٰذا آج کے دن کو غنیمت جانو اور فوراً کتاب "ضوء نور الحق المبین" کے خلاف اپنی رائے ظاہر کر دو تاکہ خدا رسُول کے سامنے سُرخرو ہو کر جاؤ۔ مگر سوائے سرکار سے فریاد کرنیکے اور کوئی بات خلاف قانون ہرگز نہ کرنا +

اب تم ان فتووں کو غور سے پڑھو جو سُنیوں کے مشہور علمار اور مشائخ کے آئے ہیں اور شیعوں کے نامور علما، و مجتہدین نے اس کتاب کی نسبت لکھے ہیں، ان سے تم کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ کتاب مخالفت و ضبطی کے قابل ہے یا نہیں +

ہندوستان کے مشہور شیعہ سُنی علمار کے مذہبی فتووں کے علاوہ یہاں سیاسی اور قومی لیڈروں اور معتبر و مستند اسلامی اخباروں اور رسالوں کی رائے بھی درج کی جاتی ہے جو اُنہوں نے اس کتاب کے خلاف ظاہر کی ہے اور اس کی ضبطی کو ضروری تسلیم کیا ہے، ان سب تحریروں کو دیکھکر معلوم ہو جائیگا کہ ملک کے مذہبی اور سیاسی پیشواؤں کا اس کتاب کے خلاف پورا اتفاق ہے اور ہر مسلمان کو اسکی قانونی مخالفت میں حصّہ لینا ضروری ہے +

العبد:- حاجی عمر حاجی احمد تلّحجر جرم جکٹ بازار شہر سورت

سلطان الہند خواجہ اجمیریؒ کے
دربار کا فرمان

سب سے پہلے کتاب ظہور نور الحق المبین اور اس کے مصنف ملا طاہر سیف الدین کی نسبت ہندوستان کی سب سے بڑی درگاہ اور تمام صوفیائے کرام کے مرکز اعظم یعنی دربار سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے دیوان صاحب اور متولی صاحب کا فرمان - اور دربار موصوف کی مشہور دینی درسگاہ معینیہ عثمانیہ کے صدر اعظم کا عالمانہ و محدثانہ ارشاد درج کیا جاتا ہے یہ فرمان جس پر شیخ المشائخ حضرت دیوان سید شرف الدین صاحب چشتی سجادہ نشین اور حضرت سید نثار احمد صاحب چشتی متولی بارگاہ اجمیری کے خاص دستخط اور مہریں ثبت ہیں - اور حضرت مولانا معین الدین صاحب صدر اعظم درسگاہ دینی و روحانی کا مفصل جواب تحریر ہے کل ہندوستان کے مشائخ صوفیہ اور علمائے تصوف کا قائم مقام سمجھنا چاہیئے - کیونکہ سارا ملک اس دربار کا حلقہ بگوش ہے - ہندو مسلمان - عیسائی - پارسی - یہودی وغیرہ تمام فرقے جو روحانی عقائد رکھتے ہیں اور حضرت خواجہ اجمیریؒ کے آستانہ سے بدل و جان وابستہ ہیں یہ فرمان گویا ان سب کے خیالات اور رائے کی ترجمانی کرتا ہے -

پہلے سوال کی عبارت لکھی جاتی ہے - اس کے بعد جواب کا مضمون درج کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین کو سوال و جواب کی مناسبت معلوم ہو جائے اور وہ یہ ہے -

باسمه الاعظم

ما قولکم رحمکم الله

اس بارے میں کہ زید نے جو امام زمان کی طرف سے اپنے کو داعی ظاہر کرتا ہے ایک کتاب لکھی ہے جس میں صفحہ ۳۴ پر یہ عبارت ہے۔ فالمسلمون الذین یشہدون بکلمۃ الاخلاص وھم کافۃ اھل السنۃ والجماعۃ۔ وکلمۃ الاخلاص ھی التی قال فیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ من قالہا دخل الجنۃ۔ وھی لا تقبل عنھم وترد علیھم لانھم لم یقرؤا الا بالرسول وحدہ۔ اور صفحہ ۳۵ میں یہ عبارت ہے ان الحبل الذی امرکم اللہ الی الاعتصام بہ احد طرفیہ بایدیکم ھو اخوکم واقل عبید امامکم الذی یدعوکم الیہ ویھدیکم۔ والطرف الآخر الذی بید اللہ ھو منتھی حدود عالم النفس۔ اس کے چند سطر بعد یہ عبارت ہے فمن زعم ان معرفۃ لنبیہ او وصی نبیہ او امام زمانہ تکفیہ دون معرفۃ داعی او انہ ضل عن قصد السبیل وباء بالعذاب الوبیل وکانت شہادتہ للہ غیر مقبولۃ۔ صفحہ ۱۶۳ پر حضرت جعفر نہروانی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ خناس تھے۔ گمراہ تھے۔ مصاحب ابلیس تھے۔ شیطان تھے کیونکہ انہوں نے بارہ لاکھ شیعوں کو تبلیغ حق سے سنی کر لیا تھا جو آجتک سنی ہیں۔ ان بزرگ کا مزار احمد آباد گجرات میں ہے۔ اور بڑے صاحب تصرف بزرگ ہیں۔ پس ایسی کتاب اور ایسی کتاب کے مصنف کے حق میں سرکار شریعت کیا حکم دیتی ہے۔ جس میں تمام سنیوں کو کافر اور ان کے بزرگوں کو مذکورہ الفاظ بد سے یاد کیا گیا ہو۔ اور وہ کتاب عام جلسوں میں

ممبروں پر پڑھی جاتی ہو۔ کہ آیا وہ کتاب ضبطی کے قابل ہے یا نہیں۔
اور اسکے مصنف کو اسکی پاداش ملنی لازم ہے یا نہیں۔ اور سنیوں کو اسکے
خلاف آئینی جد وجہد کرنی واجب ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

زید نے دراصل سنیوں کے پردہ میں مولی سبحانہ اور اسکے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا رد کیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زید کو درحقیقت سنیؔ و شیعہ سے بحث نہیں۔ اسکی تمامتر جد وجہد یہ ہے کہ اولاً خاکش بدہن) اصل اصول اسلام کا خاتمہ کردیا جاوے۔ ثانیاً ایک مستقل نظام شریعت قائم کیا جاوے نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا ہم ناظرین کی سہولت وآسانی کیلئے سلسلۂ آیات واحادیث نمبروار قائم کرتے ہیں۔ ہر آیت کریمہ و حدیث شریف کے بعد زید کا مقولہ پیش کرتے جاوینگے۔ اس طریق میں گو داعی کے بوالعجب مقالہ کی تکرار ہوگی لیکن نہایت وضاحت وتفصیل کے ساتھ داعی کا مکنون خاطر ونقطۂ نظر مسلمانوں کے علم میں آجاوے گا۔ اور یہ کہ اسکو فروع اسلام سے چنداں بحث نہیں اسکا نقطۂ نظر اصل اسلام کا انہدام ہے نعوذ باللہ منہا۔ اصل بحث کے قبل اسکا اظہار ضروری ہے کہ ہمارے حضور اعلی واقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے اشخاص کی نسبت پیشین گوئی فرمائی ہے کہ جو اسلامی دنیا کو اپنی شخصیت وبرتری منوانے کیلئے صراحۃً یا اشارۃً دعواے نبوت کریں گے۔ چنانچہ حضرت **ابوہریرہ** رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

حدیث ۱

لاتقوم الساعۃ حتی یبعث دجالون کذابون قریبا من ثلثین

قیامت قائم ہونے کے پیشتر (علاوہ دجال اکبر) تقریباً تیس دجال ہونگے جو جھ

کلھم یزعم انہ رسول اللہ کاذب ہونگے۔ ہر دجال کا یہ دعوی ہوگا کہ میں رسول اللہ ہوں
اس پیشین گوئی کے مطابق کئی دجال پیدا ہوے کہ جن میں سے بعض کو ابتدا و کمال حال میں قدرے فروغ بھی ہوا لیکن انجام کار وہ ذلیل و رسوا ہوے۔ انکی خود ساختہ شریعت کو زمانہ نے ایسا محو کیا کہ اب کامل جد وجہد کے بعد بھی انکی نشانہی تک محال ہو گئی۔ حق تعالی کی سنت مستمرہ ہے کہ وہ کاذبین کے نام ونشان کو صفحہ ہستی سے محو کر دیتا ہے۔ زندگی میں انکو ذلیل و رسوا کرتا ہے اور بعد موت انکا نام رسوائی و برائی کیساتھ لیا جاتا ہے ان حضرات دجالین کی یہ علامت خاص ہوتی ہے کہ وہ ایسی جدید باتیں اسلامی دنیا میں پیش کرتے ہیں جس سے تمام کے کان نا آشنا ہوتے ہیں ان کی تصدیق کیلیئے یہ حدیث شریف کافی ہے جو صحیح مسلم میں ہے

عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم بما لم تسمعوا انتم ولا آباءکم فایاکم وایاھم۔ لا یضلوانکم ولا یفتنوانکم۔

قرب قیامت میں جھوٹے دجال ایسی نئی نئی باتیں تمکو سناوینگے جنکو پیشتر نہ تمنے سنا نہ تمہارے بزرگوں نے ایسے لوگوں سے بچو اور علیحدگی اختیار کرو ایسا نہو کہ وہ تمکو گمراہ کر دیں اور فتنہ میں ڈالدیں اور (تمکو خبر تک نہو)

اس پیشین گوئی کو بہت سے حضرات نے اپنے طرز عمل و باطل دعوے سے سچ کر دکھایا جنکا ادنی ذلہ ربا و خوشہ چین داعی ہے۔ اسحق اخرس (مدعی نبوۃ کا) حال کتاب المختار میں علامہ جوہری نے اسطرح لکھا ہے۔ کہ یہ شخص مغربی تھا تمام آسمانی کتابیں پڑھکر اصفہان کے مشہور مدرسہ میں آیا اور دس برس تک خاموش رہا یہانتک کہ گونگا مشہور ہو گیا۔ ایک رات اٹھکر اہل مدرسہ کو جمع کر کے کہا کہ آج دو فرشتہ میرے پاس آئے اور مجھکو جگا کر میرے منہ میں ایک ایسی چیز ڈالی جو

جو شہد سے زیادہ شیریں اور برف سے زیادہ سرد تھی پھر مجھکو ان دونوں
فرشتوں نے نبوت کی بشارت سے سرفراز کیا ہر چند میں اسکے قبول سے گریز
کرتا رہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں مگر انہوں نے نہیں مانا اور اس بار
عظیم کو مجھ ناچیز کی گردن پر رکھ ہی دیا اور معجزہ یہ عطا فرمایا کہ باوجود اخرس
(گونگا) ہونیکے میں نہایت خوش بیان و فصیح ہو گیا پھر مجھکو فرشتوں نے
قرآن و توراۃ و انجیل و زبور پڑھنے کو کہا ۔ میں نے تمام کتابیں انکو برجستہ
سنادیں اور وہ مجھکو یاد ہو گئیں ۔ چنانچہ اب بھی پڑھ سکتا ہوں ۔ پس اب
جو شخص خدا پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مجھپر ایمان لائے اسکو تو نجات ہے
اور جو کوئی عذر کرے یاد رکھو کہ اسکا ایمان ناقص و ہیچ ہے اور عند اللہ
وہ ایمان مقبول نہیں وہ ایمان قیامت کیدن اسکے منہ پر مارا جاوے گا
اسی کے بالکل مطابق زید نے بھی دعوے کیا ہے ۔ کہ کلمہ اخلاص (لا الہ
الا اللہ محمد رسول اللہ مقبول نہیں وہ مسلمان کے منہ پر مارا جاوے گا
(العیاذ باللہ) البتہ اگر زید پر ایمان لایا جاوے جو کہ اس زمانہ میں امام زمان
کیطرف سے داعی ہے اوسوقت ایمان مکمل ہو سکتا ہے اب دیکھیے زید کے اس
قول اور اسحق اخرس کے دعوے میں کیا فرق ہے دونوں نے حضور اقدس
صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی لیکن اپنی تصدیق کو بھی اسکے ساتھ جزو
ایمان قرار دیدیا اسطرح کہ بغیر اسکے نجات ممکن نہیں ۔ فرق اگر ہے تو صرف اسقدر
کہ اسحق اخرس نے صاف لفظوں میں دعوائے نبوۃ کا کر دیا ۔ اور یہ صرف داعی
رہے لیکن اس کسر نفسی سے مسلمانوں کا کیا بھلا ہوا جبکہ بغیر انکی تصدیق کے مسلمان
نجات ابدی سے محروم اور عذاب دائمی میں گرفتار ہو گئے ۔ نتیجہ میں دونوں
برابر البتہ مصلحت شناسی میں داعی کا درجہ اسحق اخرس سے بڑھا ہوا ہے

کو صراحۃً دعوائی نبوۃ نہیں کیا تاکہ مسلمان یک لخت بھڑک نہ جاویں اس لئے صرف داعی ہونے پر کچھ دنوں کے لیے مصلحۃً قناعت فرمائی۔ رفتہ رفتہ ترقی ہونے پر اس مصلحت کا بھی خاتمہ کر دیا جاویگا۔؎

ابتدائی عشق ہے روتا ہے کیا * آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

یہاں قابل غور یہ امر ہے کہ ان داعی صاحب نے ایسی عجیب و نرالی بات ارشاد فرمائی کہ جو مدعیان نبوۃ سے بھی صادر نہوئی اور انکی عجوبہ کاری سب سے سبقت لیگئی انکے سابق بزرگوار ونکا گو دعوائی نبوۃ سراسر غلط و سراپا کذب تھا لیکن جب حیا کو بالائے طاق رکھکر دعواے کر دیا تو جسقدر لوازم نبوت تھے وہ بھی انہوں نے اپنی ذات پر چسپاں کر لئے اور اپنی تصدیق کو مثل تصدیق مولی سبحانہ جزو ایمان قرار دیدیا۔ داعی صاحب نہ نبی تھے نہ وصی نہ امام زمان بلکہ امام زمان کے ادنی غلام و خادم اسپر لطف یہ کہ آپ کی تصدیق ہم رتبہ تصدیق خدا و رسول ہوگئی اور کلمہ توحید آپکے نام نامی کے بغیر بیکار ہوگیا یہ شان اقدس واعلی بالاجماع اہل اسلام بلکہ باجماع جملہ اہل مذاہب سوائے خدا اور اُسکے رسول کے کسی تیسرے کی نہیں ہے کہ اسکا نام کلمہ توحید کا جزو کیا جاوے۔ لیکن داعی صاحب کے طفیل ہمارے کانوں نے یہ بوالعجب مقولہ بھی سُن ہی لیا کہ جو بات وصی و امام زمان تک کو حاصل نہو وہ انکے ادنی غلام و خادم کو حاصل ہو جاوے۔ ؎ ان اللہ لآت بالاعاجیب۔

اہل زمانہ کے طرز عمل و دینی بصیرت کے فقدان نے دراصل داعی صاحب کو یہ جرأت دلائی۔ انہوں نے زمانہ حال ہی میں یہ کرشمہ اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوائے مجددیت کیا پھر ظلّی طور پر مسیح موعود ہوئے۔ پھر بروزی مسیح موعود بنگئے۔ اسکے بعد جب ترقی ہوئی تو حضور قدس

صلے اللہ علیہ وسلم کے ظل ہوگئے اسی اثنار میں مہدی و منصور و حارث
بھی بنتے رہے حتی کہ کرشن ہونیسے بھی نہ چوکے شدہ شدہ انکے لئے یہانتک
بڑہی کہ اصلی مسیح موعود ہوگئے۔ جب یہ دعوی بھی فیاضی کیساتھ انکی جماعت
نے تسلیم کرلیا تو پھر حضرت مسیح سے بھی افضل ہونیکا دعوی کردیا ان کا شعر
ملاحظہ ہو۔ ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو * اس سے بہتر غلام احمد ہے

جب خوش اعتقادوں نے اسپر بھی اُف نہ کی تو مرزا صاحب تھے آدمی سمجھدار
اونہوں نے خیال کیا کہ جب معتقدین اس بری طرح اپنی عقلونکو ہمپر اور ہمارے
کلام پر نثار کر رہے ہیں تو اب کور کسر اوٹھار کھنے کی کوئی وجہ نہیں چنانچہ
انکو فوراً الہام ہوا کہ انت منی بمنزلت اولادی اولاد کے بننے کے بعد
اب خدائے تعالی کیساتھ بے تکلف دوستی ہوتی ہے چنانچہ اپنے رسالہ
ضرورۃ الامام صفحہ ۲۴ میں لکھدیا کہ خدائے تعالی اس عاجز سے بہت قریب
ہوجاتا ہے اور کسی قدر پردہ اپنے روشن چہرہ سے اتار دیتا ہے اور میں اپنے
تئیں ایسا پاتا ہوں کہ گویا کوئی مجھسے ٹھٹھا کر رہا ہے۔
لیجئے جب ٹھٹھے بازی تک نوبت پہونچ چکی تو اب برابر کی دوستی میں کیا
شبہ رہا۔ اسکے بعد مرزا صاحب عین خدا ہوجاتے ہیں چنانچہ الحکم مورخہ ۲۴
فروری سنہ ۱۹۰۵ء میں مرزا صاحب کا الہام لکھا ہے۔ انما امرک اذا اردت
شیئا ان تقول لہ کن فیکون مرتبہ کن فیکون حاصل ہونیکے بعد اب ان میں اور
خدائے تعالی میں کیا فرق رہا۔ (العیاذ باللہ) دیکھئے سلسلہ کہاں سے شروع ہوا
اور اسکا خاتمہ کہاں ہوا۔ پھر لطف یہ کہ اسکے بعد بھی مجددیت کے چودہ کی
آڑ لیتے رہے اور مثیل مسیح موعود اور مثیل مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کو

لکھتے رہے - غرض مرزا صاحب اپنی تحریرات کی بموجب خدا بھی تھے - خدا کی اولاد بھی تھے - اور خدا کے دوست بھی تھے - کرشن بھی تھے - مہدی بھی تھے مجدد بھی تھے - مسیح بھی تھے - ظلی نبی بھی تھے - اور نہ معلوم کیا کیا تھے انپر ایمان فرض بھی تھا کیونکہ نبی تھے اور بالکل فرض نہ تھا کیونکہ صرف مجدد تھے غرض مرزا صاحب سب کچھ تھے - اقوال میں تناقض بھی تھا زبانی جمع خرچ کے لحاظ سے پکے دیندار تھے - عمل کے لحاظ سے دنیا داروں کی بھی انکے سامنے ہستی نہ تھی - مرزا صاحب کیا تھے سراسر گلدستۂ عجائب تھے - لیکن جو خوش اعتقادی انکی نسبت قائم ہو چکی تھی وہ گئی پر نہ گئی - داعی صاحب نے یہ بھی منظر دیکھے ہیں اونہوں نے خیال کیا کہ میری تو یہ ہنونا ایک ہی عجوبہ بات ہے معتقدین سلامت رہیں تو بہت کچھ کرشمے ہم بھی دنیای اسلام کو دکھا دینگے اس امر کا بھی اظہار ضروری ہے - کہ ہر دعویٰ باطل کے لیئے یہی ایک بنیاد ہوتی ہے جسپر آئندہ عمارت قائم کی جاتی ہے - مرزا صاحب کے دعوے کی بنیاد انکی عام تاریخی واقفیت تھی جسکے روسے انہون نے ابتداءً دعوے مہدی و مسیح موعود ہونے کا کر دیا کیونکہ صفحات تاریخ نے کئی مہدی کذاب انکے پیش نظر کر دیئے اور وہ انکی جسارت اور دلیری کا باعث ہوے داعی صاحب نے اسبات میں غالباً ابو الخطاب اسدی کی تقلید کی ہے جسکا حال عبد الکریم شہرستانی نے اپنی کتاب ملل و نحل میں اس طرح لکھا ہے کہ ابو الخطاب اسدی نے اپنے آپکو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے منتسبین میں مشہور کر کے لوگونکا اعتقاد حضرت امام کے اور اپنے ساتھ خوب مستحکم کیا اور یہ بات ذہنون میں جمائی کہ یہ حضرات ائمہ جنکی طرف سے میں داعی ہوں پہلے امام زمان ہوتے ہیں پھر آلہ ہو جاتے ہیں - الوہیت ایک

نور ہے جو نبوۃ کے پردہ میں نہاں ہوتا ہے جس طرح نبوۃ ایک روشنی ہے جسکی چمک امامت کے لباس میں ہوتی ہے۔ اسنے بتدریج اپنی تعلیمات میں یہ بات بھی شامل کر لی تھی کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالے عنہ اس زمانہ کے الہ ہیں یہ نہ سمجھو کہ جس صورت کو تم دیکھتے ہو وہی جعفر ہیں وہ تو ایک لباس ہے جو اس عالم میں اترنیکے وقت خدا نے پہن لیا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو جب اُسکی خرافات و کفریات پر اطلاع ہوئی تو اسکو اپنے دربار سے ذلت کیساتھ نکال دیا اور اسپر لعنت کر کے ان تمام اقوال سے اپنی برارت ظاہر کی چونکہ اسکو امام سے در اصل کوئی تعلق نہ تھا اس کی غرض صرف یہ تھی کہ اسکے نامزد ایک فرقہ ہو جائے اسوجہ سے اپنے دعوے پر بدستور قائم رہا حتی کہ خلیفہ منصور عباسی کے عہد میں مارا گیا اسکا قول تھا کہ میرے اصحاب میں ایسے بھی لوگ ہیں کہ جو جبرئیل و میکائیل سے بھی افضل ہین۔ اب دیکھئے جس طرح ابو الخطاب اسدی نے حضرت امام جعفر صادق رضہ کے پردہ میں اپنی نبوۃ و مقتدائی کی بنیاد ڈالی تھی۔ داعی صاحب بھی انہیں کے قدم بقدم چلے چنانچہ اپنی کتاب ضوء نور الحق المبین میں کہتے ہیں۔

فنقول ان الحبل الذی امرکم اللہ الی الاعتصام بہ احد طرفیہ بایدکم ھو اخوکم واقل عبید امامکم الذی یدعوکم الیہ ویھدیکم والطرف الآخر الذی بید اللہ ھو منتھی حد وجد عالم النفس	وہ رسی جسکی تمسک کیطرف حق تعالے نے رغبت دلائی ہے اسکا ایک سرا تمہارے بھائی (داعی) کے ہاتھ میں ہے (جو کہ امام زمانکے کمترین غلاموں اور خادموں سے ہے اور جو تمکو ہدایت کرتا رہتا ہے) اور اسکا دوسرا سرا اللہ تعالے کے ہاتھ میں ہے

ملاحظہ فرمائیے اقل عبید امامکم کے جملہ کو اس جملہ سے سیدھی سادھی

خلقت یہ سمجھے گی کہ امام زمان جو اہل بیت سے ہیں انکے ساتھ کسقدر خوش اعتقادی
و نیازمندی اس شخص کو ہے لیکن اس نیازمندی میں بھی اپنا جوہر دکھا گئے
ایک تنی ہوئی رسی کے ایک طرف خدا ہے اور دوسری داعی صاحب
ہیں - نبی و وصی و امام زمان سب بیچمیں ہیں گویا احاطہ کرنیوالوں میں صرف
دو ہیں ایک خدا اور دوسرے داعی صاحب اس شرف میں داعی صاحب کے
کوئی شریک نہیں جب انکی نیازمندی و غلامی کا یہ عالم ہے تو خدا خیر کرے
جب پورے عروج کیساتھ آپ تخت جلال پر رونق افروز ہونگے ۔ ؎

سال اول شیخ بود م سال دوم میرزا * غلہ چون ارزان شود فی الفور سید میشوم

خوش اعتقادی کا کارخانہ اس طرح جما کر چند سطر کے بعد تحریر فرماتے ہیں

فمن زعم ان معرفۃ لنبیہا و امام زمانہ تکفیہ دون معرفتہ داعیہ او انہ ضل عن قصد السبیل و باء بالعذاب الوبیل و کانت شہادتہ للہ غیر مقبولہ

جو شخص خیال کرے کہ صرف نبی کریم صلعم اور وصی مرتضی کرم اللہ وجہہ اور امام زمانکی معرفت ایمان و نجات کیلیے کافی ہے وہ سیدھے راستے سے بہک گیا اور دردناک عذاب کا مستحق ہوا انکون معرفتوں کے ساتھ داعی وقت کی معرفت بھی ضروری ہے تب ادسکو نجات ملسکتی ہے ورنہ یاد رکھو کہ توحید باری تعالی بھی اوسکے کچھ کام نہ آوے گی

اسی کو دوسری جگہ نہایت صفائی کے ساتھ ذکر کیا ہے جو استفتا میں مندرج ہے کہ صرف کلمہ اخلاص (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کے اقرار کرنیوالے مسلمان مسلمان نہیں جسکی نسبت حضور اقدس صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ (من قالہا مخلصا دخل الجنۃ) ابو الخطاب اسدی نے بھی صراحتہً دعوی نبوۃ نہیں کیا تھا داعی صاحب بھی اس سے تبری کر رہے ہیں -

ابو الخطاب اسدی حضرت امام جعفر صادق ؑ کا اوائل حال میں داعی ہوا تھا
داعی صاحب بھی امام زمان کیطرف سے داعی اور انکے کمترین غلاموں میں سے
ہیں - ابو الخطاب اسدی نے امام جعفر صادق ؑ کو رسالت بلکہ الوہیت کا درجہ

عطا کیا تھا داعی صاحب بھی امام زمان کی تصدیق کلمہ اخلاص کا جزء گردان رہے ہیں اور اتنا اور مستزاد فرماتے ہیں کہ میری تصدیق بھی جزو ایمان ہے مسلمانو! دیکھا (یہ دونوں ابو الخطاب و داعی) کسقدر ایک دوسرے کے مشابہ ہیں اگر اختلاف زمانہ نہوتا تو یہ رائے قائم کرنیکی گنجایش تھی کہ دونوں نے خلوت میں صلاح و مشورہ کرکے اس بدنما کارروائی کا آغاز کیا ہے (صدق اللہ تعالی تشابہت قلوبھم) جب دونوں کے خیالات وطرز عمل ایک ہیں تو جس طرح ابو الخطاب حضرت امام جعفر صادق ؑ کی لعنت و پھٹکار کا مستحق ہوا اور انکے دربار عالی سے نکالا گیا حالانکہ وہ حضرت امام ؑ کی مدح و منقبت میں سرشار و منہمک تھا یہی انجام قاعدہ کے رو سے داعی صاحب کا بھی ہونا چاہیے تھا انکی خوش قسمتی ہے کہ اس زمانہ میں داعی صاحب حضرات ائمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دربار میں ابو الخطاب کیطرح حاضر نہیں ہیں ورنہ جو گت ابو الخطاب کی بنی تھی وہی درگت انکی ہوتی اسقدر تمہید کے بعد اب ہم اصل بحث کیطرف رجوع کرتے ہیں داعی صاحب فرماتے ہیں۔

فالمسلمون الذین یشھدون بکلمۃ الاخلاص (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) وھم کافۃ اھل السنۃ والجماعۃ وکلمۃ الاخلاص ھی التی قال فیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ من قالھا مخلصا دخل الجنۃ وھی لا تقبل منھم وترد علیھم

کلمہ گو مسلمان سے (جو تمام کے تمام زمرہ اہل سنت سے ہیں) وہ کلمہ قبول نہ کیا جاوے گا بلکہ وہ انپر رد کر دیا جاوے گا (انکے منہ پر مارا جاویگا) اور یہ کلمہ وہ ہے جسکی نسبت رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جسنے اسکو خلاص سے پڑھا جنتی ہو گیا۔

باانیہمہ کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کلمہ کی نسبت یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے سچے دل سے اسکو کہا وہ جنتی ہے یہاں قدرتی طور پر

یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب حضور اقدس صلعم اس کلمہ کی مقبولیت کا اظہار فرمارہے
ہین اور جنت جیسی ابدی نعمت کی بشارت سے اسکے کہنے والونکو سرفراز
فرمارہے ہیں تو یہ داعی صاحب اس کلمہ کو منہ پر مارنیوالے کون جو قبول
ادنہیں سکے نہ نبی نہ وصی نہ امام زمان بلکہ امام کے خادم اور ادنی غلام
اس شبہ کا دلچسپ جواب اسی عبارت کے متصل اس طرح دیتے ہیں کہ ۔ لانہم
لم یقروا الابالرسول وحدہ کلمہ اخلاص اسوجہ سے مقبول نہوگا کہ مسلمانوں نے
صرف رسول کا اقرار کیا ۔ مطلب یہ کہ مقبولیت کیلئے ضرورت اسکی تھی
کہ وہ وصی و امام زمان اور داعی صاحب کی بھی تصدیق کرتے اور نہ صرف
تصدیق کرتے بلکہ کلمہ میں ان سب حضرات کے نام شریک کرتے ۔ اب رہا
یہ امر کہ یہ بات کیوں ضروری ہے اسکے جواب سے غالبا داعی صاحب اسوجہ سے
سبکدوش ہیں کہ وہ ظاہر میں داعی ہیں اور درپردہ مدعی نبوۃ ۔ اگر یہ پہلو
اختیار نہ کیا جاوے تو داعی صاحب پر سخت الزام عائد ہوگا کہ وہ حضور
اقدس صلعم جن کی غلامان غلام کی غلامی کا دعوی ہورہا ہے انہیں کے ارشاد
کو رد کرنے اور اپنی بات کو منوانے کا آپ کو کہاں سے حق حاصل ہوگیا
جب حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی قید نہیں لگائی تو داعی صاحب
اپنی طرف سے قیود بڑہانیوالے کون ۔ پس داعی صاحب اس شدید الزام سے
جب ہی بری ہوسکتے ہیں کہ ان کی نبوت انہیں کے زعم میں تسلیم کیجاوے
یہ نہیے جس امر کا اخفا کیا تھا وہ اس طرح قبل از وقت طشت ازبام ہوگیا
اب ہم چند آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ پیش کرکے اس معیار پر
داعی صاحب کے اس جدید خیال کو پرکھتے ہیں ۔ ابتدا آیات
قرآنیہ سے کیجاتی ہے ۔

(۱) الذین آمنوا باللہ ورسولہ اولٰئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم	جو مولیٰ سبحانہ وآنحضرت صلعم پر ایمان لائے وہی درحقیقت حق تعالیٰ کے نزدیک صدیقین وشہدا ہیں۔

اس سرفرازی کو ملاحظہ فرمائیے کہ حق تعالےٰ نے محض اپنے واپنے حبیب پاک کے ایمان پر جو کلمہ اخلاص کا مضمون ہے وہ مرتبہ عطا فرمایا جسکا درجہ نبوت کے بعد ہے چنانچہ دوسری آیت کریمہ اس کی شاہد ہے کہ من النبیین والصدیقین والشھداء الآیہ۔ لیکن داعی صاحب کے نزدیک یہ ایمان بجوئی نیرزند۔ اس آیۃ کریمہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ صرف تصدیق وحدانیت وتصدیق رسالت ایمان کیلئے کافی ہے۔ داعی صاحب کے نزدیک یہ مسلم نہیں کیونکہ انکی تصدیق بغیر یہ تصدیق بیکار بلکہ موجب عذاب وبیل۔ استغفر اللہ

(۲) آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل آمن باللہ و ملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجملہ مومنین کا اسپر ایمان ہے جسکو حق تعالیٰ نے نازل فرمایا اسیطرح جملہ اہل ایمان اللہ تعالےٰ اور اسکے فرشتوں اور آسمانی کتابوں رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں

اس آیت پاک میں حقتعالیٰ نے ایمان کی حقیقت واضح کردی اور آیت قد افلح المومنون الآیۃ میں انکے لئے بہبودی دارین کی بشارت دی لیکن داعی صاحب دونوں آیتوں میں یہ ترمیم کرتے ہیں کہ آیت اولی کو اسطرح ہونا چاہیئے کہ کل آمن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ وداعی اواند۔ گویا چہار اول الذکر کے ساتھ پانچویں داعی صاحب کی بھی تصدیق کیجاوے تاکہ پانچویں سواروں کی مثل صادق آوے اور دوسری آیت میں قد افلح۔ العیاذ باللہ (قد خاب) ہونا چاہیے۔ ورنہ پھر انکا جملہ ضل عن قصد السبیل وباء بالعذاب الوبیل بیکار ومہمل ثابت ہوگا جسکو داعی صاحب کسی طرح پسند نہیں کرسکتے

(۳) ومن لم یومن باللہ ورسولہ	جو حق تعالےٰ اور اسکے رسول پر ایمان نہ لایا

فانا اعتدنا للکفرین سعیرا — سو یاد رہے کہ ہمنے کافروں کیلئے دہکتی آگ تیار کر رکھی ہے

اس آیت پاک میں حق تعالٰے اور اوس کے رسول پاک پر ایمان نہ لانیوالونکو تہدید کی گئی ہے۔ داعی صاحب کے نزدیک مضمون تہدیدی ہنوز نامکمل ہے جبتک انکی ذات کا بھی اضافہ نہ کیا جاوے انکے مسلک پر لفظ داعی اوانہ مقدر رہے اب احادیث نبویہ کے فیصلے کلمہ اخلاص کے متعلق سنئے صحیحین میں حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ کہ

(۱) بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا عبدہ و رسولہ واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ والحج وصوم رمضان

اسلام کی بنا پانچ باتوں پر ہے اوّل وہ کہ جسکا حاصل کلمہ اخلاص ہے یعنی لا الٰہ الا اللہ و محمد رسول اللہ دوم صلوۃ سوم زکوۃ چہارم حج پنجم صوم رمضان۔

دیکھیئے اس حدیث میں جو مضمون کلمہ اخلاص آیا ہے وہاں امام زمان تک کا ذکر نہیں ہے۔ داعی بیچارے اور وہ بھی غلط داعی تو بجائے خود رہے خصوصًا وہ داعی جو اصل بنائے اسلام کو تسلیم نہ کرے۔ اسپر بجائے ایمان فرض ہونیکے کسی چوحرفی لفظ کے تجویز کی ضرورت ہے مشکوۃ شریف میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ

ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم ومعاذ ردیفہ علی الرحل قال یا معاذ قال لبیک یا رسول اللہ وسعدیک قال یا معاذ قال لبیک یا رسول اللہ وسعدیک قال یا معاذ قال لبیک یا رسول اللہ وسعدیک ثلثا قال ما من احد یشہد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ صدقا

نبی کریم صلعم و حضرت معاذ ایک بار سواری پر تھے کہ حضرت نے فرمایا کہ اے معاذ حضرت معاذ نے عرض کیا کہ خدمت میں حاضر ہوں کیا ارشاد ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح دو بار اور حضرت معاذ بن جبل کو ندا دی اور

من قلبہ الا حرمہ اللہ علی النار انہوں نے بدستور وہی جواب دیا
(تین بار ندا دینے میں یہ مصلحت تھی کہ تاکہ حضرت معاذ پورے طور پر متوجہ
ہو جاویں اور یہ سمجھ لیں کہ جو ارشاد ہونیوالا ہے وہ نہایت وقیع ہے)
غرض تین بار خطاب کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جو صدق دل سے
اسکی شہادت دے گا کہ لا الہ الا اللہ محمداً رسول اللہ اسپر حق تعالے
دوزخ کی آگ حرام کردے گا۔ دیکھیئے حضور اقدس نے کس اہتمام
کیساتھ کلمہ اخلاص کی تصدیق کرنیوالوں کو عذاب ابدی سے نجات کی
خوشخبری سنائی ہے یہی وجہ ہے کہ امت محمدیہ نے بالاجماع کلمہ اخلاص
کی عظمت کو تسلیم کیا ہے اس طرح پر کہ خواص چھوڑ عوام تک کے قلوب میں
اسکی وقعت کا سکہ بیٹھا ہوا ہے کہ اسکے خلاف ایک حرف سننے کی کسی
میں تاب نہیں اور کیوں نہو جبکہ انکے نبی نے اس تاکید و اہتمام کیساتھ
اسکی وقعت ذہن نشین کرائی ہو تو پھر کون وہ شقی ہوگا جو اس سے
سرتابی کرے اب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مقابلہ
میں داعی صاحب کا انداز ملاحظہ ہو حضور اقدس صلعم فرماتے ہیں حرمہ اللہ
علی النار کلمہ گو پر حق تعالے نے نار دوزخ حرام کردی۔ داعی صاحب
کا ارشاد ہے کہ ضل عن قصد السبیل وباء بالعذاب الوبیل۔
کلمہ گو سیدھے راستہ سے بھٹک گیا اور دردناک عذاب کا مستحق ہوا۔
اور دوسرا ارشاد ہے وکانت شہادتہ للہ غیر مقبولۃ۔ یعنی کلمہ توحید
غیر مقبول ہے۔ تیسرا ارشاد ہے۔ وھی لا تقبل عنہم وترد علیہم
کلمہ مقبول نہوگا اور مسلمانوں کے منہ پر مار دیا جاوے گا۔ اس اختلاف
کو دیکھئے کجا یہ حکم کہ کلمہ گو پر نار دوزخ حرام ہے اور کجا یہ ہفوات کہ

کلمہ گو دردناک عذاب کا مستحق ہے۔ پھر لطف یہ کہ اتنی زبردست جسارت ودلیری پر دلیل بھی ندارد۔ یہ تماشہ صرف عوام کالانعام کی خوش اعتقادی دکھاتی رہتی ہے ورنہ ان حضرات کے یہ حوصلے کبھی نہوتے۔

عن عبد الله بن عمرو بن العاص یقول سمعت رسول الله صلعم یقول ان الله سیخلص رجلاً من امتی علی رؤس الخلائق یوم القیمة فینشر علیه تسعة وتسعین سجلاً کل سجل مثل مد البصر ثم یقول اتنکر من هذا شیئاً اظلمك كتبتی الحافظون یقول لا یا رب فیقول بلی ان لك عندنا حسنة وانه لا ظلم علیك الیوم فیخرج بطاقة فیها اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبده ورسوله فیقول احضر وزنك فیقول یا رب ما هذه البطاقة مع هذه السجلات فقال فانك لا تظلم قال فتوضع السجلات فی کفة والبطاقة فی کفة فطاشت السجلات وثقلت البطاقة ولا

حضور اقدس ارشاد فرماتے ہیں کہ حق تعالی میری امت میں سے ایک شخص کو علی رؤس الاشہاد قیامت کے روز طلب کریگا اور اسکے گناہوں کے ننانوے ۹۹ طومار اسکے سامنے پیش کریگا جنمیں سے ہر طومار کی درازی بقدر منتہائے بصر کے ہوگی۔ ارشاد ہوگا کہ کیا تم کو ان طولانی گناہ کے دفتروں میں سے کسی قسم کے انکار کی گنجایش ہے کیا تم یہ ثابت کرسکتے ہو کہ تم پر میرے فرشتوں (کراماً کاتبین) نے کسی قسم کی کوئی زیادتی کی ہے۔ وہ شخص عرض کریگا اے میرے پروردگار ہرگز نہیں اسپر ارشاد ہوگا کہ کیا تم اسکی بابت کوئی عذر پیش کرسکتے ہو عرض کریگا اے رب عذر کیسا۔ اسپر حق تعالی ارشاد فرماویگا کہ گو تیرا دفتر گناہ طولانی ہے لیکن جہاں تو نے اسقدر گناہ کئے ہیں وہاں تیری ایک نیکی بھی ہے کہ جسکا علم ہمکو ہے اور آجکا روز روز انصاف ہے اس میں کسی پر ذرہ برابر ظلم نہوگا۔ پس مولی سبحانہ ایک پرچہ نکالیگا جسمیں یہ درج ہوگا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد عبدہ ورسولہ یعنی کلمہ اخلاص ارشاد ہوگا کہ جاؤ اور میزان اعمال میں اسکا ان گناہوں کے طوماروں کے ساتھ وزن کراؤ۔ وہ شخص حیرت زدہ ہوکر عرض کریگا کہ بھلا اس پرچہ کی ان طوماروں کے سامنے کیا ہستی ہے۔ ارشاد ہوگا وزن کراؤ اور خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھو آج کسی قسم کی کوئی زیادتی نہ کیجاویگی پس میزان کے ایک پلہ میں وہ طولانی طومار رکھوا جاوینگے اور دوسرے پلہ میں

یثقل مع اسم اللہ شی رواہ الترمذی	دو مختصر پرچہ (لیکن ہوگا یہ) کہ بار ظلمات اڑ جاویگا اور مختصر پرچہ کا پلہ جھک جاویگا اسکی وجہ حضور اقدس صلعم ارشاد فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نام کیساتھ کوئی چیز ثقیل یعنی بھاری نہیں ہو سکتی

کلمۂ اخلاص کی نسبت یہ الٰہی فیصلہ و نبوی ارشاد ہے کہ صدق دل سے کلمۂ اخلاص کی نیکی عمر بھر کے گناہونکو محو کر دے گی۔ اس سے بڑھ کر کیا مقبولیت ہو سکتی ہے۔ داعی صاحب اسکے مقابلہ میں کس جرأت و جسارت کیساتھ فرماتے ہیں کہ وھی لا تقبل عنہم و ترد علیہم۔ انا للہ و انا الیہ راجعون اب مسلمانونکو اختیار رہے کہ خواہ اپنے خدا و رسول کے ارشادات کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔ یا داعی صاحب جیسے بزرگواروں کے اقوال پر ایمان لائیں جو علانیہ خدا اور رسول کے مقابلہ میں کھڑے ہو کر اپنی ملمع سازیوں سے بھولے بھالے مسلمانوں کو طریق مستقیم سے منحرف کر رہے ہیں۔ جب داعی صاحب نے خدا و رسول کے ارشادات کو رد کر دیا اور جسکو خدا و رسول بنظر قبول دیکھتے ہیں اس کی نسبت علانیہ کہدیا کہ وہی لا تقبل عنہم و ترد علیہم مطلب یہ کہ جو مولی سبحانہ و حضور اقدس کے نزدیک مقبول و العیاذ باللہ داعی صاحب کے نزدیک مردود۔ تو خدا و رسول پر ایمان لانے والوں کے نزدیک داعی صاحب مع اپنے جمیع اقوال کے مردود ہو گئے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایسے عقائد مخدوش و مردود سے محفوظ رکھے۔ اور داعی صاحب کے دل کو ہدایت سے کہ وہ ان کفریہ خیالات سے باز آئیں ورنہ شریعت کا حکم صادر ہوگا کہ داعی صاحب باینہمہ زمرۂ کذابین میں بھی داخل ہیں اور اسکے متعلق فیصلہ سن چکے کہ حدیث من فا حدا و هم وارد ہوا ہے اور وایاکم و ایاھم سے اسکی تاکید کی گئی ہے مطلب

کہ اُن سے پوری پیری کرو اور جس صورت کے ذریعہ ان سے علیحدگی ہو
اُسکو اختیار کیا جاوے مسلمانون کو انکے فتنہ سے بچایا جاوے کہ اس سے
بڑھ کہ کوئی دوسرا کام مولی سبحانہ اور اسکے رسول پاک کے نزدیک وقیع نہیں ہے
ظاہر ہے کہ کتاب کی ضبطی کی صورت میں عقائد اسلامیہ کی کامل حفاظت اور
ارشاد فاقدروہم کی پوری تعمیل اس سے ہر داعی کی کتاب کیلئے ضبطی
کی کوشش کرنا مسلمانون کا اسلامی فرض ہے ورنہ پھر ارشاد فاحسی ہم وہم
کی کیا صورت ہوگی جسکے مسلمان مامور ہیں - علامہ شامی نے رد المختار میں
بحوالہ تنبیہ الغبی بتبرئۃ ابن عربی (تصنف علامہ سیوطی) حضرت شیخ اکبر
محی الدین عربی کا قول نقل کیا ہے کہ نحن قوم یحرم النظر فی کتبنا -
یعنی ہم ایسے (دقیق النظر) لوگ ہیں کہ ہماری کتابوں کا مطالعہ عوام پر حرام ہے
اس کی وجہ اسکے متصل یہ لکھی ہے کہ وذلک ان الصوفیۃ تواطؤا علی
الفاظ اصطلحوا علیہا وارادوا بہا معانی غیر المعانی المتعارفۃ منہا
بین الفقہاء - فمن حملہا علی معانیہا المتعارفۃ فکفر - نص علی ذلک
الغزالی - فی بعض کتبہ وقال انہ شبیہ بالمتشابہ فی القرآن والسنۃ -
اسوجہ سے کہ حضرات صوفیائے کرام نے اپنے مصطلح الفاظ کے استعمال
کرنے میں عام اتفاق کیا ہے انکا مقصد ان الفاظ سے وہ نہیں ہوتا جسکو
فقہائے کرام عام طور سے سمجھتے ہیں - اب جو شخص ان الفاظ کو معانی متعارفہ
پر محمول کرے گا وہ کفر کے گڑھے میں گرے گا یا ان حضرات کی تکفیر کیطرف
جھکے گا - العیاذ باللہ - اس کی امام غزالی نے تصریح کی ہے اور فرمایا ہے
کہ صوفیہ کے اس قسم کے کلمات متشابہات قرآن و حدیث کے مشابہ
ہیں - دیکھیے کلمات صوفیہ میں کلام ہے کہ جو با جماع امت سراسر ہدایت شدید ہیں

مسئلہ زیر بحث مطالعہ کتب حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ ہے
جنکی تصانیف کی منقبت خود صاحب درمختار اسطرح کرتے ہیں۔ من خواص
کتبہ انہ من واظب علی مطالعتہا انشرح صدرہ لفك المعضلات
وحل المشكلات انکی تصانیف کی یہ خاصیت ہے کہ جو شخص پابندی کیساتھ
انکی کتابونکا مطالعہ کرے تو اس کی شرح صدر اس طرح ہو جاتی ہے کہ
پیچیدہ مسائل حل ہو جاتے ہیں اور مشکلات سہل ہو جاتی ہیں۔ ایسی کارآمد
وسراسر رشد وہدایت کتابوں کے حق میں صاحب درمختار بلکہ خود شیخ
اکبر کا یہ فتوی ہے کہ عوام کو انکا مطالعہ حرام ہے۔ کہیں ایسا نہو کہ وہ اپنی
کوتاہ عقلی وسوء فہمی سے بہٹک جاویں۔ مطلب کچھ ہو اور سمجھ جاویں کچھ
جب عامۂ مسلمین کی حفاظت عقائد کی غرض سے ایسی برگزیدہ کتب کے
مطالعہ سے انکو روکا گیا ہے اور اسقدر احتیاط برتی گئی ہے تو داعی صاحب
کی کتاب جس میں صراحۃً اصل اُصول اسلام ہی کا انکار ہے اور جس میں
تمام سنیوں بلکہ تمام مسلمانوں حتی کہ بعض بزرگان دین کو دوزخی وخناس
کہا گیا ہے کیونکر اس قابل ہو سکتی ہے کہ کسی مسلمان کی غلط نظر بھی اسپر
پڑے۔ اسکی جسقدر جلد ضبطی ہو اسی قدر مسلمانوں کے حق میں بہتر ہے
تمام سنیوں بلکہ ایک ادنی مسلمان کو بھی کافر کہنے کے متعلق فیصلہ نبوی یہ ہے

ثلث من اصل الایمان الکف
عمن قال لا اله الا الله ولا نکفره
بذنب ولا نخرجه من الاسلام
رواہ ابوداؤد۔

اصول ایمان سے تین چیزیں ہیں۔ اول یہ کہ کلمہ گو کی
ایذادہی سے بچے خواہ مالی ہو یا جانی اور اس کی آبرو
ریزی نہ کرے دوم یہ کہ کلمہ گو کے گناہ کیوجہ سے تکفیر
نہ کرے (خواہ گناہ صغیرہ یا کبیرہ) سوم یہ کہ اسکو
دائرہ اسلام سے خارج نہ کرے۔

داعی صاحب نے جب کلمہ ہی کی قدر نہ کی تو کلمہ گو انکے نزدیک کس شمار وقطار میں ہے۔ انہوں نے تمام سنیوں کو کافر کہکر حکم نبوی کی صریح عدول حکمی اور اصول ایمان کی کھلی ہوئی توہین کی ہے بلکہ انکی تکفیر کر کے اپنی ذات کو کفر کے بد نام دہبہ سے ملوث کر دیا ہے۔ اسکا حکم بھی حضور اقدس ہی سے سنو

ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدھما۔ رواہ الترمذی	جس شخص نے اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہا تو وہ کفر ضرور ان دونوں میں سے ایک پر لوٹے گا

ظاہر ہے تمام سنی کافر نہیں ہوسکتے کہ وہ ید اللہ علی الجماعۃ کے تحت میں داخل ہونیکی وجہ سے محفوظ ہیں اور داعی صاحب من شذ شذ فی النار کے دائرہ میں داخل۔ پس انکا عطیہ انہیں پر لوٹا۔ الحمد للہ علی ذلک۔

علاوہ ازیں داعی صاحب کی سیف مسلول سے حضرات شیعہ کب محفوظ رہے وہ بھی سنیوں کی طرح کلمہ اخلاص کی وقعت کرتے ہیں اور اسوجہ سے سنی وشیعہ۔ دونوں انکے نزدیک کافر۔ دوزخی ہیں وضل عن قصد السبیل وباء بالعذاب الوبیل میں داخل ہیں۔ اب داعی صاحب کے من شذ شذ فی النار کی داخلی میں کیا شبہ رہا۔

ایک مقبول بزرگ حضرت جعفر نہر والی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت جو لکھا ہے کہ وہ خناس تھے وغیرہ وغیرہ اسکے فیصلہ کیلئے صرف یہ حدیث کافی ہے۔

عن معاذ بن جبل قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من عادی للہ ولیا فقد باز اللہ بالمحاربۃ الحدیث (رواہ ابن ماجہ)	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جسنے حق تعالی کے ولی کیساتھ دشمنی کی تو وہ علانیہ اللہ تعالی سے جنگ کے لئے میدان میں آگیا

پس جسکا مقابل خدا ہوا اسکی شقاوت کا اندازہ سہل نہیں ہے بجائے اندازہ شقاوت نہایت تضرع وزاری کیساتھ اسکی ضرورت ہے کہ بارگاہ حق تعالی میں یہ دعا کریں

جو خود اسنے اپنے بندونکو تلقین فرمائی ہے

لا تجعل فی قلوبنا غلاً للذین آمنوا الخ	خداوند تو ہمارے دلونمیں گذرے ہوے برگزیدہ مسلمانونکی طرف سے کسی قسم کی کدورت پیدا نہ کیجیو۔

یہ دعا اسوجہ سے تلقین کی گئی ہے تاکہ مقبولان بارگاہ الٰہی کیطرف سے دل میں کسی قسم کی کوئی کدورت پیدا ہونے نہ پاوے اور وہ ہماری دنیا و عقبیٰ کی تباہی کا سبب ہو جاوے۔ یہ شفقت خداوندی ہی کہ خود اسنے ہمکو ایسی دعائیں تلقین فرمائیں کہ جو سبب فلاح ہونے کیساتھ ہمارے عقائد و اعمال کا بھی تزکیہ کرتی ہیں واللہ اعلم و علمہ اتم و احکم ؁

کتبہ العبد المسکین معین الدین اجمیری کان اللہ لہ ؁ ؁ ؁

حضرت سجادہ نشین صاحب اجمیر شریف کی مہر اور خاص دستخط	جناب متولی صاحب اجمیر شریف کی مہر اور خاص دستخط

گولڑہ شریف کے پیر صاحب کا ارشاد

(۲)

حضرت مولانا خواجہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب چشتی نظامی سجادہ نشین گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی جو صوبہ سرحدی کے بہت بڑے پیشوا ہیں اور سرحدی اقوام وقبائل میں لاکھوں آدمی انکے غلام وتابعدار ہیں ملاکی کتاب کی نسبت وہ خود فرماتے ہیں۔

یہ تو ایک مسلمہ مسئلہ ہے کہ مکفر المسلم کافر (مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہے) ایسے شخص کو بالمشافہ براہین ساطعہ سے ساکت کرنا یا مدلل طور پر ایسی تردید کو شائع کرنا جس کی بنا اصول مسلمہ پر ہو ناظرین کے لئے موجب ہدایت ہو سکتی ہے

العبد الملتجی والمستکی الی اللہ

المدعو مہر علی شاہ بقلم خود

پھلواری شریف کا ارشاد

(۳)

حضرت مولانا سید شاہ محمد سلیمان صاحب چشتی قادری پھلواری مشہور واعظ وجد آفرین نے تحریر فرمایا ہے۔

جو بزرگان دین کے ساتھ گستاخی کرے شقی ازلی ہے۔ ایسی کتابوں کا ممبروں پر پڑھنا گمراہی اور سخت گمراہی ہے۔

دعاگو محمد سلیمان قادری چشتی

(۴) علمائے فرنگی محل کی رائے

حضرت مولانا عبد الباری صاحب کی خدمات اسلامی سے سب مسلمان واقف ہیں اور علمائے فرنگی محل کے اسمائے گرامی سے ہر شخص آگاہ ہے کہ وہ صوفیانہ مشرب کے علما ہیں۔ اس جماعت کے آرگن خصوصی رسالہ النظامیہ کے ایڈیٹر صاحب نے حسب ذیل رائے کتاب ھٰذا کی نسبت تحریر فرمائی ہے۔

آج جبکہ اسلام کی موت وحیات کا مسئلہ درپیش ہے مسلمانوں کو اس قسم کی ناگوار بحثوں میں پڑنے سے زائد مناسب اپنی فلاح وترقی کی فکر کرنا ہے آج تمام کلمہ گوؤں کا فرض ہے کہ متحدہ قوت سے اسلام کی زندگی کی کوشش کریں۔

کسی جماعت اہل اسلام کو کافر ثابت کرنے سے اسلام کا حلقہ اثر گھٹانا اسوقت سب سے بڑی خدمت ہے، ظاہر سیف الدین نہ صرف قانون اسلام واخلاق کا گنہگار ہے بلکہ تعزیرات ہند کا بھی مجرم ہے۔ مسلمانوں کے تمام فرقوں کو سوائے اپنے فرقے کے دائرہ اسلام سے خارج کرنا یقیناً ایک گناہ ہے جو معاف نہیں کیا جا سکتا

ایڈیٹر رسالہ النظامیہ

(۵) نظام المشائخ کی رائے

مشائخ ہندوستان کے ممتاز ومعتبر آرگن رسالہ نظام المشائخ دہلی کے ایڈیٹر صاحب نے یہ رائے لکھی ہے۔

الحرب من الاسلام

سنیون ۔ شیعون اور صوفیون کی تکفیر

اہل اسلام کے موجودہ حزن وملال کے ایام میں ایک کتاب ضوء نور الحق المبین کے نام سے شائع ہوئی ہی جو انکے مجروح احساسات وجذبات پر آجکل نمک پاشی کا اثر کرے گی اس کتاب میں اہل سنت والجماعت اور اہل التشیع ۔ اور صوفیائے کرام کے خلاف نہایت دریدہ دہنی سے عبارت آرائی کیگئی ہے اور انکو کافر اور خارج اہل اسلام ثابت کرنے میں فصاحت وبلاغت عربیہ کو ختم کیا گیا ہے

نظام المشائخ اس کتاب کو جو جناب ملا طاہر سیف الدین صاحب شیخ اکبر فرقۂ بواہر کی تصنیف کردہ ہے ۔ بلحاظ اسکے مضامین جدلیہ کے جن کی زد خاص وجود اسلام پر پڑتی ہے ۔ "الحرب من الاسلام" کے نام سے تعبیر کرنا غیر واجب نہین سمجھا ۔ اور اسکو خدمت اسلام کا فرض اور حمایت مشائخ صوفیہ کا منصب مجبور کرتا ہے کہ ایسی مضر تاثرات کی تحریر کے خلاف قلم اٹھائے ۔

مصنف "ضوء نور الحق المبین" عالم ہیں ۔ ایک ممتاز جماعت کے رہنما ہیں اور دعوت الی الحق کے دعویدار ہیں ۔ پھر انہوں نے کلام ربانی کے منشا سے گریز کر کے اور اوس کی ہدایت جَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ کو پس پشت ڈال کر اس امت کی علے الاطلاق وعلی العموم تکفیر کا فتوے کیونکر لگادیا جس کی شان میں كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وارد ہوا ہے اور اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي الخ ارشاد کیا گیا ہے ۔ کیا ایسے مصنف کے حق میں قرآن مبارک کی یہ آیت صادق نہیں آتی ۔ إِنَّ الَّذِينَ

يكتمون ما انزل الله من الكتب ويشترون به ثمنا قليلا اولئك
ما ياكلون في بطونهم الا النار ولا يكلمهم الله يوم القيمة ولا يزكيهم
ولهم عذاب اليم - کیونکہ انہوں نے حیات دنیا کی عزت وبزرگی کے
ثمن قلیل کی خاطر خداتعالی کے کلام رحمت عام کو مخفی کردیا اور کیا دعوت
الی اللہ کے دعوے پر جس پر انکی موجودہ مقتدائی کا حصر ہے) کلام الہی کی
اس آیت کا ایراد نہیں ہوتا - وجعلنهم ائمة يدعون الى النار ويوم القيمة
لا ينصرون ۝ واتبعنهم في هذه الدنيا لعنة ويوم القيمة هم
من المقبوحين ۝

سنیوں کے ایک صوفی منش بزرگ حضرت جعفر نہروالی رحمۃ اللہ علیہ
کی نسبت الفاظ خناس، شیطان، مصاحب ابلیس وغیرہ مصنف ضوء نور الحق المبین
کے قلم سے نکلنے نہ صرف اس لئے نامناسب تھے کہ مصنف ملا صاحب ایک
مقدس وشائستہ شخصیت رکھتے ہیں بلکہ اس میں حکم خدائے عزوجل سے بھی
سرتابی وسرکشی پائی جاتی ہے - چنانچہ وہ فرماتا ہے یایھا الذین
امنوا لا یسخر قوم من قوم عسے ان یکونوا خیرا منہم اگر کسی شخص سے اختلاف
کرنا منظور ہو تو اسکا طریقہ بھی قرآن مقدس نے بتادیا ہے ادفع بالتی
ھی احسن فاذی الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم ۝

انما المؤمنون اخوۃ کا اشارہ سننے والا اگر ایسی بیباکی سے مومنین کے
تمام افراد کو اسلام سے جدا یا ان کرے - تو وہ زمین پر فساد برپا کرنے کی
کوشش کرتا ہے اور ارحام وانساب کے قطع کرنے کا وبال اس پر عاید ہوتا ہے
پروردگار تبارک وتعالی فرماتا ہے فھل عسیتم ان تولیتم ان
تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین

لعنہم اللہ فاصمہم واعمی ابصارھم۔

مسلمانوں کو قلم والفاظ کے ہتیاروں سے زخمی کرنا اور ایذا پہنچانا خدا رسول کو اذیت دینا ہے۔ کیونکہ مومنین عصمت الٰہی میں ہیں۔ ایسے ہی ایذا دہندہ لوگون کی نسبت قرآن ارشاد کرتا ہے ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے امروذکر کے مامور داعی کی یہ شان نہ تھی کہ انہون نے ذکر حق و صداقت کا حظ فراموش کر دیا۔ اور کلمات طیبات میں تحریف کرنے کی سعی فرمائی۔ کیا انہوں نے یہ آیت شریف یحرفون الکلم عن مواضعہ ونسوا حظا مما ذکروا بہ۔ نہیں پڑھی۔ اور یقیناً انہوں نے فیض قرآنی سے بہت تھوڑا حصہ حاصل کیا ہے یا بالکل محرومی ہے ورنہ ان مناصب و مراتب کا اپنی ذات بشری کیلئے ادعا نفرماتے جو ذات رب العلمین کیلئے مخصوص ہیں۔

پروردگار نے قرآن کریم میں اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا تھا کہ کہو رب الناس - ملک الناس - الہ الناس کے طفیل شرارت وسوسۂ خناس سے پناہ مانگتا ہوں اس آیہ شریفہ میں۔ رب۔ ملک۔ الہ کے تین الفاظ جمع فرمائے گئے ہیں۔ حالانکہ ہر لفظ کے معانی وصفات جدا گانہ ہیں۔ رب کے اندر شان پرورش ونوازش واکرام ہے۔ اور ملک بادشاہت اور سلطانیت کا ظہور اتم ہے۔ اور الہ کو سب جانتے ہیں کہ الوہیت تامہ کا مظہر ذاتی ہے

قابل تدبر یہ امر ہے کہ خدائے برتر جل وعلا نے شر خناس سے محفوظ رہنے اور پناہ چاہنے کو ان تین صفات کے ذریعہ اور وسیلہ سے مخصوص کیوں فرمایا بشری قیاس کو نظر آتا ہے کہ اس کے اندر انسان کی تین حالتیں مذکورہ ہوئی ہیں۔ ایک تمدنی ہے جو رب کے ماتحت رکھی گئی ہے۔ دوسری سیاسی ہے،

جو ملک کے لفظ سے عیاں ہے۔ تیسری مذہبی ہے جو لفظ الٰہ سے ظاہر ہوتی ہے۔

وہ سبحانہ تعالیٰ انسانوں کو بتاتا ہے کہ خناسی وسوسہ کے یہ تینوں محل ہیں۔ یعنی آدمیوں کے تمدنی۔ سیاسی۔ مذہبی معاملات میں وسواس خناس کا دخل ضرور ہوتا ہے۔ اسواسطے انکو اس شر سے پناہ مانگنی اور اپنے خدا کی حفاظت طلب کرنی چاہیئے۔

رب الناس کو پیش نظر رکھکر اس کتاب کو پڑہا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ملا صاحب خدا کو رب البواہر (بوہروں کا رب) ہی رکھنا چاہتے ہیں اور باقی سب آدمیونکو اسکی ربوبیت سے خارج کردینا انکا مقصود ہے۔ ملک الناس کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ وہ خدا اور اسکے رسول کو بھی قوت ملوکی سے جلاوطن کرنے پر آمادہ ہیں اور صرف اپنی ذات کو ملک الناس رکھنا چاہتے ہیں یا اگر مبالغہ سے احتیاط کیجائے تو کم از کم بوہروں کا بادشاہ تو وہ اپنی ہستی کے سوا خدا۔ رسولؐ اور آل رسولؐ کو ہونے دینا گوارا نہیں کرتے کیونکہ وہ لکھتے ہیں کہ خدا رسولؐ اور آل رسول اور امام زمان کے قبول کرنے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک مجکو نہ پہچانا جائے اور مجکو نہ قبول کیا جائے اسوقت تک سب گمراہ ہیں۔ اور عذاب کے سزاوار (دیکھو ملا صاحب کی کتاب کا صفحہ ۳۵)

الٰہ الناس کی شان بھی وہ خدا کے لئے مقید رکھنے کو گوارا نہیں فرماتے اور صرف اپنی ذات کو اس مقصد کے لئے کافی تصور فرماتے ہیں۔ اسی کتاب کے صفحہ ۳۵ میں انکا ارشاد ہے کہ رسی کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا میرے ہاتھ میں ہے تم کو میرا پکڑ لینا کافی ہے۔ وشهادته لله غير مقبولة اور آدمی کا خدا کی گواہی دینا غیر مقبول ہے۔

ملا صاحب کی یہ کتاب پڑہکر تمدنی سیاسی اور مذہبی زندگی رکھنے والا آدمی

ہندو ہو یا مسلمان - یہودی ہو یا عیسائی - یا ہر اس قوم کا آدمی جو خدا کو رب الناس
ملک الناس - الہ الناس سمجھتا ہو اعوذ پڑھے گا - اور اسکو ایسی کتاب کے طغیان
وعصیان پر انا للہ کہنے کی ضرورت محسوس ہوگی سنیوں اور شیعوں اور تمام غیر عوزی
آدمیوں کے خلاف جسقدر زہر اس کتاب میں ہے وہ کھلی ہوئی دلیل خناسی وسوسہ
کے شرور کی تسلیم کیجائیگی - الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ و
الناس کا یہی مطلب ہے کہ وسوسہ ڈالنے والے جنات ہی نہیں آدمی بھی ہوتے ہیں
اور غالبا ملا صاحب کے خیال وعقیدہ میں کسی خناسی انسان ہی نے وسوسہ ڈالا
ہوگا - فیاحسرتا علی العباد من شرور ذالک الفساد - اللھم اعذنا من
شرور انفسنا والھمنا رشدنا -

ہم کمال دردمندی و دلسوزی اور تعلق اخوت اسلامی سے اپنے بوہرے بھائیوں کو
نصیحت کرتے ہیں کہ وہ ایسے انسان کی سیادت کو خیرباد کہیں جو قرآن اور اہل بیت
کی تعلیم کے خلاف رب الناس، ملک الناس - الہ الناس بننا چاہتا ہے اور اپنے
آقا و مولا سید المومنین امیر الاسلام والمسلمین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ وعرفانہ کی
مسلک دین و شان عبودیت کے خلاف چل رہا ہے اور جس نے اپنی خواہشوں اور
دنیا کی فانی عزتوں اور سرداریوں کو اپنا دین ایمان بنالیا ہے - فمن اتخذ
الھہ ھواہ - اور سلطنت کے عمال انتظامی کو توجہ دلاتے ہیں کہ ایسی دل آزار کتاب
فوراً ممنوع قرار دینے کے قابل ہے -

اگر یہ کتاب محض داؤدی فرقہ کے لئے مخصوص کیگئی ہے تب بھی جناب
ملا صاحب اسلام کی اس گرفت سے محفوظ نہیں ہوسکتے کہ انہوں نے اس کتاب
مین عبدیت کی حیثیت کو بالائے طاق رکھدیا ہے - کہیں وہ خدا بنے ہیں کہین
رسول ہونیکا دعوے کیا ہے - کہیں امام زمان کا ادعا کرتے ہیں اور کہیں داعی کی

شخصیت نمودار فرماتے ہیں۔ پس ایسے اضل السبیل راستہ سے گریز کرنی اولی ہی اور اپنے رب کے صراط مستقیم پر آنا ضروری ہے فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ہم ناظرین نظام المشایخ کو ان کا قومی و مذہبی فرض بھی یاد دلانا ضروری سمجھتے ہیں۔ ایسی کتاب کے خلاف جگہ جگہ جلسے منعقد کرنے لازم ہیں مصنفین کتاب صنو، نور الحق المبین کے شرر فشان و درشر افشان مندرجات کو ارکان حکومت کے کان تک پہنچانے کی تجاویز ہونی چاہئیں جس کثرت سے جلسے ہونگے اور تار بھیجے جائینگے اور میموریل بھیجے کی سعی ہوگی۔ اتنا ہی جلدی اچھا نتیجہ نکلیگا۔

ایڈیٹر نظام المشائخ

رسالہ اسوۂ حسنہ کی رائے

علما و صوفیائے کرام کے نامور قائم مقام اصلاحی رسالہ اسوۂ حسنہ دہلی کے ایڈیٹر صاحب نے (جو پہلے میرٹھ سے شائع ہوتا تھا) یہ رائے لکھی ہے۔

داعی امام یا حریف الاسلام

قرون اولیٰ مین جبکہ حق گوئی و حق پسندی مسلمانوں کی طبیعت ثانیہ بنی ہوئی تھی انکے نزدیک بفحوائے آیۂ کریمہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ اتباع سنت و شریعت اور پیروی اسوۂ حسنہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہی کو معیار تقدس و امامت سمجھا جاتا تھا اور جو مسلمان جتنا اخلاق اسلامی سے متصف شریعت مطہرہ کا متبع اور سنت نبوی کا والہ و شیفتہ تھا اتنا ہی وہ اپنے ہمعصروں کی نظر میں قابل عزت و احترام اور لائق اقتدا و اتباع خیال کیا جاتا تھا

خاندانی بزرگی و شرافت۔ دنیوی وجاہت وحکومت حتی کہ علمی اور عملی امتیازات بھی اسی وقت تک قابل لحاظ واعتنا تھے جبتک کہ سنت و شریعت اور آداب واخلاق اسلامی کی حدود معینۂ مشہورہ سے تجاوز نہیں کیا جاتا تھا ورنہ ایک معمولی سے معمولی مسلمان ایک بڑے سے بڑے بزرگ بلکہ امیر المومنین تک کو بر سر منبر ٹوک دیتا اور اسکے احکام وہدایات کی بجا آوری سے بلا تامل انکار کر دیتا تھا۔ خلفاء راشدین ۔صحابۂ کرام۔ ائمہ عظام اور اولیاء اللہ کے حالات مقدسہ میں ایسی مثالیں بکثرت موجود ہیں کہ حدود شریعت وآداب اسلامی سے انکی ایک معمولی سی لغزش بھی انکو متبعین ومعتقدین کی نظروں میں پایۂ اعتبار واحترام سے ساقط کر دینے کیلئے کافی ہوتی تھی اور امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطابؓ کی سی مقدس وزبردست شخصیت کے خلاف بھی "اتق اللہ یا عمر" کی صدائیں فوراً بلند ہونے لگتی تھیں۔

افسوس کہ اپنے برگزیدہ اسلاف کی ان قابل رشک روایات اور اسلام کی واضح وروشن تعلیمات کے خلاف آج ہم نہایت حسرت کے ساتھ یہ دیکھ رہے ہیں کہ مسلمانوں کو پیر پرستی اور امام پرستی میں اس درجہ غلو ہو گیا ہے کہ وہ ہر اس مدعی امامت وتقدس کے آگے سر عقیدت جھکا دینے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔ نہیں بلکہ اسکی حلقہ بگوشی وغلامی کو اپنے لئے ذریعہ نجات وسعادت سمجھنے لگتے ہیں۔ جسکو خوش قسمتی سے کسی مشہور امام یا داعی امام کے بیٹے یا کسی بڑے بزرگ کے جانشین ہونے کی عزت نصیب ہو جاتی ہے۔ اگرچہ اسکے اقوال واعمال شریعت اسلام کے بالکل برعکس۔ اسکے اخلاق واطوار زمانہ جاہلیت کے کفار ومشرکین کے اخلاق کا نمونہ اور سب اپنے اغراض ومقاصد ہوا و ہوس اور

اور نفس پرستی کے تابع ہوتے ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کو بدنام کرنیوالے پیروں اور اماموں کی تعداد اس دور آزادی میں روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور دولت " بزرگی و امامت" ہمہ زبردستی قبضہ کرنے کا خیال خود غرضانہ رشک و رقابت کے جذبات کو برانگیختہ کرکے مدعیان امامت کو دوسرے فرقوں کی تکفیر و تفسیق اور توہین و تذلیل پر مجبور کردیتا ہے اور محض ان پیروں اور اماموں کی بدولت مسلمانوں میں ناگوار مذہبی اور معاشری اختلافات روز بروز بڑھتے اور باقاعدہ دشمنی اور عناد کی صورت اختیار کرتے چلے جاتے ہیں۔ قاعدہ ہے کہ جن لوگوں میں کوئی ذاتی قابلیت یا کمال نہیں ہوتا وہ ہمیشہ دوسروں کی عیب چینی اور خردہ گیری کی آڑ میں پناہ ڈھونڈا کرتے ہیں اور اپنے سے بہتر اشخاص کی جاؤ بیجا توہین و تفضیح کرکے اپنا الو سیدھا کرنا چاہتے ہیں جھوٹے پیروں اور زبردستی کے اماموں نے بھی یہی وطیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ جب ان کے کمالات و قابلیت اور اخلاق و اطوار کو امتحان کی کسوٹی پر کسا جاتا ہے اور انکی بداطواریوں اور دراز دستیوں کے خلاف کچھ آوازیں بلند ہونے لگتی ہیں تو وہ فوراً اس مخالفت کو مذہبی رنگ دیکر معترضین اور ان کے مویدین کے خلاف کفر کے فتوے صادر کرنے لگتے ہیں اور ان کے بزرگون اور مقتداؤں کی توہین و تذلیل پر اتر آتے ہیں اور اس طریقہ سے اپنی بدیانتیوں اور بداطواریوں کو مذہبی اختلافات کی آڑ میں لیکر مریدوں اور معتقدوں میں اپنے خلاف بدظنی پیدا نہیں ہونے دیتے

اس قسم کی امامت میں آجکل ایک صاحب ملا شیخ طاہر سیف الدین نے خاص شہرت حاصل کی ہے اگرچہ وہ خود کو امام کا داعی اور غلام کہتے ہیں۔ جو ایک

بڑے باپ کے بیٹے اور بوہروں کی ایک جماعت کے پیشوا ہیں اور صوبہ بمبی کے
پیر پرست خطہ میں رونق افروز ہیں اور ماشاء اللہ ایک بڑی آمدنی کی جائداد
موقوفہ پر قابض و متصرف ہیں شاید جائداد موقوفہ کی آمدنی کا حساب
سمجھانے کے اندیشہ نے آپکو ایک کتاب ضوء نور الحق المبین عربی زبان
میں لکھکر شائع کرنے پر مجبور کیا ہے۔ جسکے دل خراش و دل ازار مضامین
کے متعلق ہمارے پاس کئی مراسلتیں قلمی اور مطبوعہ پہنچی ہیں۔ قلمی مراسلتوں
میں سے ایک سب سے مختصر رسالۂ ہذا میں درج کر دی گئی ہے۔ مذکورۂ بالا
مراسلہ میں ضوء نور الحق المبین سے جو قابل اعتراض اقتباسات لئے گئے ہیں
انکو بہ نظر انصاف دیکھنے اور اُن اندرونی واقعات کا علم ہونے کے بعد
جو بعض معتبر ذرائع سے ہمکو پہنچے ہیں۔ ہم یہ ظاہر کر دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ملا
طاہر سیف الدین صاحب بھی اسی قسم کے خود ساختہ اماموں میں ہیں جو اپنی
کمزوریوں کو دوسرے فرقوں کے بزرگوں کی تکفیر و تفسیق اور توہین و تذلیل
کے ذریعہ سے جائز ثابت کرنا چاہتے ہیں اور اپنے معتقدات کے اظہار
میں عوام الناس کے جذبات و رجحانات طبع کی رعایت و پاسداری کو ملحوظ
رکھکر انکی ہمدردی اپنے حق میں حاصل کرنیکی کوشش کر رہے ہیں۔

مراسلہ نگار کی اس رائے سے ہمکو کامل اتفاق ہے کہ ضوء نور الحق المبین
کی تالیف کا سب سے بڑا مقصد یہی ہے کہ بوہرہ جماعت ملا صاحب سے منحرف
نہ ہو جائے اور علم و عقل کی روشنی سے اُسکے اندر آزادی پیدا نہ ہو سکے
" اور یہ کہ " لوگ ضد اور دشمنی اور آپس کی کشمکش میں مبتلا ہو کر ملا صاحب
کی اندرونی اور پوشیدہ خرابیوں اور غلطیوں سے غافل و بے خبر ہو جائیں
اور انکو اعتراض و محاسبہ کی فرصت نہ ملے "۔

مراسلہ نگار نے ملا صاحب کی مذکورہ بالا کتاب کے تبصرہ میں آپ کے مشرکانہ اجتہادات کی جو فہرست دی ہے۔ اس کے دیکھنے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ملا صاحب نے عوام الناس کے حسیات و جذبات کی رعایت و پاسداری سے حق کو باطل کے لباس میں پیش کر کے فلسفۂ جذبات کے انہی اصول پر عمل کیا ہے جن پر ایسی صورتوں میں مدعیان امامت و تقدس عوام الناس کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ عمل کرتے رہے ہیں اور کامیاب ہوئے ہیں۔ یہ بھی ملا صاحب کی ایک بڑی حکمت عملی ہے کہ وہ اپنی "بشریت" کو اعتراضات کی زد سے بچانے کے لئے اپنے بزرگوں کو خدائی صفات سے متصف اور بدرجہا انسانیت سے بڑھا ہوا ثابت کر کے بالواسطہ جاہل عوام الناس سے اپنی معصومیت کا نتیجہ نکلوانا چاہتے ہیں۔ افسوس ہے ان مسلمانوں کی عقلوں پر جنہوں نے ایک ایسے شخص کو جو توحید کی مکمل تعلیم دینے والے اسلام کو دنیا کے سامنے ایک مشرکانہ مذہب کی حیثیت سے پیش کر رہا ہے۔ اپنا امام و پیشوا قرار دے رکھا ہے۔

ملا صاحب کی کتاب ضوء نور الحق المبین کا سب سے زیادہ قابل اعتراض حصہ وہ ہے جس میں دوسرے اسلامی فرقوں کے بزرگوں کو محض اس قصور پر کہ وہ بلا قصد ملا صاحب کے رقیب بن گئے۔ مذہبی گالیاں دی گئی ہیں اور نہایت بیباکی و دریدہ دہنی کے ساتھ انکو کافر و فاسق۔ مردود وملعون اور شیطان وغیرہ کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ تو قرآن پاک میں یہ ارشاد فرمائے کہ

ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم   جو شخص تم سے اظہار اسلام کرے تم یہ

السلام لست مومنا — سلام علیک کرے اس کو مت کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو یہ ہدایت فرمائیں کہ:۔

من صلے صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا۔ فذلک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ۔ فلا تخفروا اللہ فی ذمتہ۔

جو ہماری جیسی نماز پڑھے اور ہمارے ہی قبلہ کیطرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کہائے وہ مسلمان ہے اور خدا اور رسول اسکا ذمہ وار ہے۔ پس تم لوگ خدا تعالےٰ کے معاہدہ مین داخل نہ دینا:۔

بلکہ اس سے بھی زیادہ واضح ہدایت یہ کی جائے کہ

ثلاث من اصل الایمان الکف عمن قال لا الہ الا اللہ لا تکفرہ بذنب ولا تخرجہ من الاسلام۔

تین باتیں اصول ایمان میں داخل ہین جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے اس سے تعرض نہ کرو اسکو کسی گناہ کے ارتکاب کیوجہ سے کافر نہ بناؤ اور اسلام سے خارج نہ کرو۔

لیکن صوبہ بمبئی کے امام العصر ملا طاہر سیف الدین صاحب جو خدا اور رسول کو مانتے ہیں۔ اپنے متبعین کو یہ ہدایت کرین کہ وہ کسی برائے نام مسلمان کو نہیں بلکہ مقتدایان دین کو کافر وملعون وغیرہ جیسے ناپاک الفاظ سے یاد کریں۔ ایک زمانہ وہ بھی تھا کہ امام تقی الدین سبکی رحمہ اللہ سے بدعت میں غلو رکھنے والوں۔ نفس پرستوں اور ذات مقدس باری تعالیٰ کے بارہ میں کلام کرنیوالوں کی تکفیر کی نسبت سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا اے سائل سن جو شخص اللہ جل شانہ سے ڈرے گا وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے کے کافر قرار دینے کو ایک امر عظیم سمجھیگا۔ کیونکہ تکفیر ایک ہولناک اور جوکھون کا کام ہے۔ اسلئے کہ جس نے کسی شخص معین کو کافر قرار دیا اُسنے

یہ خبر دی کہ وہ عاقبت میں ابدالآباد جہنم میں رہیگا اور دنیا میں اسکی جان
و مال مباح ہونگے۔ اسکو مسلمان عورت سے نکاح نہیں کرنے دیا جائیگا۔
اور مسلمانوں کے احکام زندگی میں اسپر جاری ہونگے اور نہ مرنے کے بعد
اور ہزار کافروں کی تکفیر میں خطا کرنا اس سے بہتر ہے کہ کسی مرد مسلمان
کا ایک چلو خون بھی خطا سے بہایا جائے" (طبقات الکبری) آج صوبہ بمبئی
کے ایک ملا صاحب بغیر اسکے کہ اُن سے کسی کی تکفیر کے بارہ میں سوال
کیا جائے۔ خود ایک رسالہ شایع کرتے ہیں اور اسمیں اہل اسلام اور اونکے
بزرگان دین کو علی الاعلان نعوذ باللہ کافر مردود اور ملعون قرار دیتے
ہیں اور ان کے متبعین پھر بھی ان ملا امام صاحب کی حلقہ بگوشی کو اپنے
لئے ذریعہ نجات تصور کرتے ہیں۔ ع۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔
حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ایسے مکفر اماموں کی نسبت پہلے ہی احکام
صادر فرما چکے ہیں۔ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ان احادیث شریف کو یہاں
بجنسہ نقل کردیں تاکہ ملا طاہر سیف الدین صاحب کے متبعین اور صوبہ
بمبئی کے دوسرے پیر پرست مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ ان کے ملاّ
امام صاحب اپنے سید و مولی حضرت سرور کائنات کے احکام متبرکہ کو کس قدر
خوبی سے بجا لا رہے ہیں۔ حضور انور فرماتے ہیں۔

ثلاث لا یستخف بہم الا منافق
ذو الشیبۃ فی الاسلام و
ذو العلم و امام مقسط (مشکوۃ)

تین آدمیوں کی توہین سوائے منافق
کے کوئی نہیں کرتا۔ بوڑھے مسلمان کی
اور عالم کی اور امام عادل کی۔

(۲)

من لعن مومنا فھو کقتلہ و من کفر
جو کسی مسلمان پر لعنت کرتا ہے وہ اسکے قتل کے

مومنا فهو كقتله - (بخاری)

برابر ہے اور جو کسی مسلمان کی تکفیر کرے وہ بھی اُسکے قتل کی مساوی ہے

لا یرمی رجلٌ رجلاً بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذالک (مشکوۃ)

جو شخص کسی دوسرے کو فاسق وفاجر یا کافر ہونے کی تہمت لگائے۔ اگر وہ شخص ایسا نہ ہو تو وہ کلمات کہنے والے پھر لوٹ جاتے ہیں۔

ما من مسلمین الا بینهما من الله عز وجل ستر فاذا قال احدهما لصاحبه كلمة هجر فقد خرق ستر الله واذا قال احدهما للاخر انت كافر فقد كفر احدهما - (ادب المفرد)

ہر دو مسلمانوں کے درمیان اللہ کیطرف سے ایک حجاب ہے جب ایک مسلمان دوسرے کو کوئی فحش یا بری بات کہتا ہے گویا وہ حجاب الٰہی کو چاک کرتا ہے اور جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کافر کہتا ہے تو اون دونوں میں سے ایک ضرور کافر ہو جاتا ہے

ان الله لیبغض الفاحش البذی (مشکوۃ)

اللہ تعالے فحش گو بد زبان سے بغض رکھتا ہے۔

ابغض الرجال الی الله الالد الخصم (مشکوۃ)

خدا کے نزدیک مبغوض ترین بندہ وہ ہے جو سخت جھگڑالو ہے۔

سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر (ادب المفرد) — مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے۔

(۲)

لاتسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذهبا مابلغ مد احدهم ولا نصیفہ (مشکوٰۃ) — میرے اصحاب میں سے کسیکو سب وشتم سے یاد نہ کرو۔ اگر تم کوہ احد کی برابر بھی سونا خرچ کرو تو بھی اُنکے ایک پیمانہ یا نصف پیمانہ خرچ کرنے کی برابر نہیں ہو سکتا۔

جو شخص بھی مندرجہ بالا احادیث کو پیش نظر رکھکر صوبہ بمبئی کے ملا طاہر سیف الدین صاحب کی کتاب ضوء نور الحق المبین کا مطالعہ کریگا وہ اسی نتیجہ پر پہنچنے پر مجبور ہو گا کہ شریعت مطہرہ اسلام کے ایسے صریح وواضح احکام کی مطلق پرواہ نہ کرکے ملا صاحب کا برگزیدہ ہمعصر اور عالم مسلمانوں کو کافر ومردود قرار دینا پیشوایان ملت کی نسبت ایسے ناپاک ودل خراش الفاظ تحریر میں لانا۔ ضروری کسی ایسی دنیوی مصلحت پر مبنی ہے جسکا لحاظ نہ رکھنے میں ملا صاحب کی امامت کو صدمہ پہنچنے اور جائداد موقوفہ کے انکے قبضہ سے نکل جانے کا اندیشہ تھا۔ بہر حال صوبہ بمبئی کے ملا صاحب کی یہ زیادتیاں جن سے نہ صرف عام مسلمانوں کے دلوں کو بلا وجہ تکلیف پہنچی ہے بلکہ باہمی نا اتفاقیوں کے بڑھنے سے نقض امن کا بھی اندیشہ ہے ایسے نہیں ہیں جن کے روکنے کے لئے مسلمانوں کو متفقہ کوشش کرنیکی ضرورت نہ ہو۔ اور دنیا ابھی ایسے معاملہ فہم اور روشن خیال مسلمانوں سے خالی نہیں ہوئی ہے جو ملا صاحب کی تکفیر بازی وفحش گوئی سے مرعوب ہو کر انکی اندرونی ومخفی باتوں اور زیادتیوں کی تحقیقات کی طرف سے غافل ہو جائیں

حضرت نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ارشاد فرماتے ہیں۔

مامن رجل یکون فی قوم یعمل فیھم بالمعاصی یقدرون علی ان یغیروا علیہ ولا یغیرون الا اصابھم اللہ منہ بعقاب قبل ان یموتوا۔ (مشکوۃ)	اگر کسی قوم کا کوئی آدمی گناہ کرے اور قوم اُسکے روکنے کی قدرت رکھتی ہو مگر نہ روکے تو اس قوم پر اس کے سبب سے عذاب الہی نازل ہوگا۔ پہلے اس سے کہ وہ مرین

بہ تعمیل ارشاد مقدس اگر اس قسم کے نفس پرست اماموں کی زیادتیوں کا کوئی تدارک نہ کیا گیا تو یہ وبا اور زیادہ پھیلی گی۔ اختلافات ونزاعات بڑھینگے۔ پیروں کی مخفی معصیتوں اور بداطواریوں کے آشکار کرنے کی کسیکو جرات نہ ہوگی خیانتوں اور بددیانتیوں کا سد باب نہ ہوسکیگا۔ تمدن میں رخنے پڑینگے۔ مذہب اسلام اغیار کی نظر میں مایۂ تضحیک بن جائیگا۔ الغرض ہماری اس غفلت کا وبال کل قوم پر پڑیگا۔ اسلئے ہم سب کا فرض ہے کہ ملّا صاحب کی امامت خصوصًا تولیت جائداد موقوفہ کے ختم کرانے میں تمام جائز ذرائع قانونی کو کام میں لائیں اور متفقہ کوشش کر کے نفس پرست اماموں کے خلاف ایک ایسی نظیر قایم کردیں کہ پھر کسیکو اس قسم کی زیادتیوں کا حوصلہ نہ ہوسکے۔

آخر میں ہم جناب ملا طاہر سیف الدین صاحب کے متبعین ومعتقدین کے بھی یہ گوشگذار کردینا چاہتے ہیں کہ اگر وہ محض پیر پرست ہی نہیں ہیں بلکہ خدا اور رسول صلعم کے احکام اور تعلیمات اسلام کی بھی کوئی وقعت اپنے دلوں میں رکھتے ہیں تو خدارا وہ غفلت کی پٹی آنکھوں سے کھول کر دیکھیں کہ جس ملّا امام کو انھوں نے اپنا مقتدا اور باعث نجات قرار دکھا ہے

شریعت مطہرہ کے احکام کی روشنی میں اسکا طرز عمل کس قسم کا ہے اور مندرجہ بالا مصلحانہ آیات واحادیث کے مقابلہ میں ملا صاحب کے مفسدانہ اجتہادات کس حد تک قابل قبول ہیں - اگروہ خدا ورسول کے ارشادات اور ملا صاحب کے احکام کو ایک ہی درجہ میں سمجھتے ہیں تب بھی انکو عقل سلیم سے کام لیکر دونوں میں منصفانہ موازنہ کرنا چاہئے اور یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس زمانہ کی مصالح اور ضروریات کے لحاظ سے آیا مندرجہ بالا احکام اسلامی زیادہ مفید اور قابل تعمیل ہیں یا احکام جناب ملا طاہر سیف الدین صاحب - اگروہ کورانہ عقیدت اور عقیدتمندانہ تعصب کی پٹی آنکھوں سے کھولکر دیکھیں تو محض یہی ایک امر کہ ملاّ صاحب دوسرے فرقوں کے بزرگوں کی بلا وجہ توہین وتذلیل کرتے اور انکو کافر وفاسق اور مردود وملعون وغیرہ کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں . ملا صاحب کے داعی الی الخیر نہیں بلکہ داعی الی الشر ہونے کا کافی ثبوت ہے - محقق شیراز علیہ الرحمت نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

گر ایں مدعی دوست بشناختے … بہ پیکار دشمن نہ پرداختے

داعی کسکے داعی ہین

ملاّ طاہر سیف الدین صاحب ظاہر میں خود امامت کا دعویٰ نہیں رکھتے اور بنی فاطمہ کے امام برحق کا خود کو داعی اور غلام بیان کرتے ہیں -
مگر غور طلب یہ امر ہے کہ جن فاطمی امام برحق کے وہ داعی ہونے کا دعوے رکھتے ہیں انہوں نے بھی کہیں کسی کتاب میں - یا کسی تقریر و تحریر میں کسی مسلمان کو کافر اور کسی مقتدائے ملت کو الفاظ درشت و کرخت سے یاد کیا ہے آج تو جناب ملاّ صاحب نے فاطمی امام کو بالائے طاق رکھدیا ہے خود ہی

داعی ہیں خود ہی امام ہیں۔ خود ہی مولے ہیں خود ہی غلام ہیں۔ خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ۔ خود... سبوکش۔ خود بر سر آں کوزہ خریدار برآمد
بشکست و رواں شد

اگرانکو مصروین کے کسی امر منصوص کا خوف نہیں رہا۔ اور زمانہ نے خود مختار امامت کی گدی انکو دیدی تو انکو خدا تعالیٰ کا ممنون و شکرگذار ہونا چاہیئے تھا۔ نہ کہ خدا کے بندوں سے لڑائی مول لیکر خود خدا کے خلاف لام بندی شروع کردی۔

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا۔ (قرآن شریف)

پس کیا حال ہوگا اس دن جبکہ ہم ہر امت کو گواہ طلب کرینگے اور تم کو ان لوگونکی شہادت کے لئے بلائینگے۔

ملا جی سے جسوقت بوہروں کی گمراہی کی خدا تعالےٰ کے سامنے شہادت مانگی جائیگی تو وہ کیا جواب دینگے۔ سوائے اسکے کہ ضو ر نور الحق المبین سامنے رکھدیں۔

فرمان بغداد شریف

دربار حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ بغداد شریف سے ملا کی کتاب کے متعلق حسب ذیل فرمان آیا ہے۔

(رسالہ جسکا نام ضو ر نور الحق المبین ہے) اور جسکا فی الحقیقت نام (ضلع النور الحق المبین ہونا چاہیے) دیکھکر تعجب و حیرت ہوئی۔

کہ جد امجد کے دین مبین اسلام پاک کے بدنام کنندہ اشخاص بھی اسلامی سرزمین میں موجود ہیں۔ الٰہ العالمین بطفیل جد امجد شفیع المذنبین و جد اکبر غوث الثقلین رض کریم الطرفین کے طفیل مخالفوں کو توفیق توبہ و ہدایت عطا فرمائے۔

الداعی الخیر گیلانی زادہ پیر سید حسین صفا الدین القادری البغدادی نبیرہ پیر سید زین الدین آفندی نقیب الاشراف بارگاہ حضرت غوث الاعظم بغداد شریف۔

مجدد مائۃ حاضرہ کا ارشاد

مجدد مائۃ حاضرہ حضرت مولینا شاہ احمد رضا خانصاحب بریلوی ملا کی کتاب کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ ایسی ناپاک کتاب کسی رافضی غالی نجس القلب خبیث اللسان کی ہے۔ اسکی اشاعت، اشاعت فاحشہ، اسکا لکھنا پڑھنا پڑھوانا، سب اشد قطعی حرام، اسمیں تمام اہل سنت بلکہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و کلمات کفریہ ہیں۔

اس بارے میں قانونی چارہ جوئی اگر مفید ہو ممنوع نہیں۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفا عنہ بمحمدن المصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

انجمن دائرۃ الصوفیہ کی رائے

ہم اپنا اسلامی فرض سمجھتے ہیں کہ اسلامی انجمنوں کے سکرٹری صاحبان و سجادگان و علماء کرام سے اپیل کریں کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر جلسے منعقد کرکے اس دین کش کتاب کے متعلق پرزور صدائے احتجاج بلند کریں۔ ملا طاہر سیف الدین نے تمام دنیا کے مسلمانوں کے دلوں کو زخمی کر دیا ہے اونکے پیشواؤں کے حق میں حد سے زیادہ برے اور مذموم الفاظ استعمال کئے ہیں جنہیں ہم لکھکر اپنے قلم کو ناپاک کرنا نہیں چاہتے ہم نہایت ادب سے اپنے مجروح دلنکو گورنمنٹ عالیہ کے پیش کرتے ہیں کہ وہ اسپر اپنے انصاف

کام ہم رکھے۔ ہمیں امید ہے کہ گورنمنٹ عالیہ اس دشمن اسلام کتاب کو ضبط اور سیف الدین کو عبرت انگیز سزا جس کا وہ مستحق ہے، دیکر ہندوستان اور تمام دنیا کے مسلمانوں کی دعائیں لیگی۔

راقم

صاحبزادہ غلام دستگیر برق قادری چشتی سجادہ نشین و سکرٹری انجمن دائرۃ الصوفیہ و ایڈیٹر رسالہ دلکش کہرور ضلع ملتان۔

ذوقی شاہ صاحب تحریر فرماتے ہین

جناب مولانا سید محمد صاحب چشتی ذوقی شاہ مقیم اجمیر شریف نے انگریزی زبان میں ملاجی کی کتاب کے بارہ میں حسب ذیل خیالات ظاہر فرمائے ہیں جنکا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔

شاہ صاحب مذکور علی گڈہ کالج کے تعلیم یافتہ اور مسٹر محمد علی شوکت علی کے ہم جماعت اور مشہور انگریزی اخبارات کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں اور اب چند سال سے تارک دنیا ہوکر بحالت درویشی اجمیر شریف میں مقیم ہیں۔ انکی تحریر یہ ہے۔ میں نے ملا طاہر سیف الدین صاحب کی کتاب موسومہ ضوء نور الحق المبین کو اول سے آخر تک دیکھا۔ اور مجھے اسکے نیچے ڈالدینے میں بالکل پس و پیش نہیں ہوا۔ کیونکہ سنی مسلمانوں کے لئے علی العموم اور خصوصًا صوفی جماعت کے لئے نقصان رساں کتاب ہے۔ یہہ پیشوایان مذہب کی صریح توہین سے لبریز ہے۔ جسے تمام سنی فرقہ تسلیم کر چکا ہے۔ بیانات جو اسمیں قلمبند ہیں قلوب اسلامیہ کے حق میں نہایت خطرناک ہیں اور حقیقتًا ہمارے جذبات کو ابھارنے والے، نفرت و حقارت اور عداوت کو نہرجٹی کی ہندوستانی

رعایا کے درمیان پھیلانے والے ہیں۔ ایسی کتاب کو قانون کی رو سے ضبط کر لینا چاہیئے۔ "تمہ کتاب پر تحریر کرنا کہ یہ کتاب صرف اپنی ہی داؤدی فرقہ کے لئے مخصوص ہے،، اسے ضبط کئے جانے سے اور پریس ایکٹ کے اندر نہ ہونے سے باز نہیں رکھ سکتا۔ اس حالت میں تمام باغیانہ تحریرات بھی پریس ایکٹ سے صاف بچ سکینگی اور صرف اتنا بیان کر دینے سے کہ وہ صرف انارکسٹ (باغی) لوگوں ہی کے لئے مخصوص ہیں۔ اس ضمن سے باہر ہو جائینگی۔

اس قسم کی مطبوعہ کتابیں کسی طرح بھی قابل اطمینان نہیں ہو سکتیں خصوصاً جبکہ مشہور و عام ہو چکی ہوں اور مذہبی جلسوں میں مجمع کثیر کے روبرو زیر بحث ہوں جیسی کہ کتاب ہذا کی حالت ہے۔ اگر اسکے اقوال و بیانات صرف فرقۂ داؤدیہ ہی تک محدود رہیں تاہم اشتعال انگیز تحریر کے تسلیم کرنے سے انکار کو بہت کم گنجایش ہے۔

ملّا صاحب کو جو فرقۂ داؤدیہ کی روحانی پیشوا سمجھے جاتے ہیں کم از کم اپنی ہی ذمہ داریوں کو محسوس کرنا چاہیئے۔ انہیں کسی طرح بھی اجازت نہ دیجانی چاہیئے کہ اپنی ذات سے بُرائی پھیلائیں۔

میری رائے ہے کہ یہ ایسا اہم معاملہ ہے جسکے لئے مسلم جماعت کی بڑی تعداد اٹھ کھڑی ہو اور گورنمنٹ سے استدعا کرے کہ کتاب مذکورہ کو ضبط کر کے برباد کر دیا جائے اور ملا صاحب موصوف کو آئندہ بغض و کینہ کا بیج بونے سے باز رکھا جائے۔ سید محمد ذوقی۔ وارث حسنی امدادی۔ صابری چشتی۔ اجمیر

علمائے دہلی دیوبند وغیرہ کے فتوے

ذیل میں تمام نامور علمائے دہلی - میرٹھ - تھانہ بھون - دیوبند - سہارنپور وغیرہ کے فتوے ملا کی کتاب کے بارہ میں درج کئے جاتے ہیں -
اول استفسار کی عبارت نقل کیجاتی ہے تاکہ سوال کی حقیقت سمجھ میں آجائے اسکے بعد علما کے جواب کی نقل ہے - جسکے نیچے تمام علما کی نام بہ نام تصدیق ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص طاہر سیف الدین نامی نے ایک کتاب "ضوء نور الحق المبین" نام سے لکھی ہے جو عربی زبان میں ہے (۱) جسکے صفحہ ۴ پر بسلسلہ نعت آنحضرت صلعم کو لکھا ہے وتصرف علی ارادتہ القضاء والقدر (۲) اور جسکے صفحہ ۵ پر حضرت علیؓ کی شان میں لکھا ہے ھو الاول و الآخر والظاھر والباطن وھو بکل شیٔ علیم (۳) اور جسکے صفحہ ۹ پر ائمہ اطہار کی بابت لکھا ہے للخلائق ارباب (۴) اور جسکے صفحہ ۳۴ پر لکھا ہے فالمسلمون الذین یشھدون بکلمۃ الاخلاص ھم کافۃ اھل الجماعۃ والسنۃ وکلمۃ الاخلاص ھی التی قال فیہا رسول اللہ صلعم ان من قالھا دخل الجنۃ وھی لا تقبل منھم وترد علیھم (۵) اور جسکے صفحہ ۳۵ پر لکھا ہے وان امام زمانکم محل من الدین محل الرسول (۶) اور جسکے صفحہ ۳۴ پر لکھا ہے وان وصیہ علیا امیر المؤمنین نظیرہ فی تمامہ وکمالہ (۷) اور جسکے صفحہ ۴۶ پر حضرت علیؓ کی تعریف میں لکھا ہے وکان من کان فی ایامہ ای ایام الرسول من البشر لا استطاعۃ

لہم فی قبولی کل الحکمۃ دفعۃ واحدۃ (۸) اور جسکے صفحہ ۱۶۳ پر
حضرت جعفر نہروالی کی نسبت لکھا ہے (ان حضرت نے بارہ لاکھ
بوہروں کو تبلیغ حق سے سُنی بنالیا تھا جو اب تک سُنی ہیں ان کا مزار
احمد آباد گجرات میں ہے) فمن وسواس خناس وسوس فی
صدور الناس یعنی جعفر النہروالی قرین ابلیس لواقع بہ عن
رحمۃ اللہ الابلاس ÷

تو کیا آنحضرت صلعم کے ارادہ پر قضاؤ قدر کا تصرف تھا اور کیا حضرت علےٰ
کی شان میں یہ کہنا درست ہے کہ ہوالاول الیٰ آخرہ ۔ اور کیا ائمہ
اطہار کے لئے ارباب خلائق لکھنا جائز ہے اور کیا اہل سنت
والجماعت کا کلمۂ اخلاص وتوحید قبول نہیں ہوتا اور اُن کے مُنہ
پر مارا جاتا ہے اور کیا امام زماں مثل رسولؐ کے ہوتا ہے ۔ اور
کیا حضرت علی آنحضرت صلعم کے تمام وکمال نظیر وثیل تھے ۔ اور
کیا آنحضرتؐ کے زمانہ میں سوائے حضرت علی کے تمام اصحاب کبار
قبول حکمت کی صلاحیت نہ رکھتے تھے اور کیا ایک سُنی بزرگ کا یہ فعل
کہ انہوں نے بارہ لاکھ شیعوں کو سُنی بنالیا اس قابل ہے کہ اُن کو
خناس وقرین ابلیس کہا جائے ۔ ؟ اُن سوالات کے جوابات
بحوالۂ نص قرآن ونص حدیث مطلوب ہیں اور اس قسم کے
خیالات وعقائد کو عام کتاب میں شائع کرنیوالے اور مجلسوں
میں منبروں پر ان تحریروں کو حکماً ہمیشہ پڑھوانیوالے کی بابت
بھی دریافت کیا جاتا ہے کہ وہ دربار شریعت اسلامیہ کی رائے میں
مسلمان ہے یا نہیں اور مسلمانوں کی اطاعت کے قابل ہے یا نہیں

اور اس کے ان اقوال مطبوعہ و شایع شدہ و مروجہ بر سر مجالس عامّہ کی تردید سُنیوں پر لازم ہے یا نہیں؟
اور اہل سنت و الجماعت گروہ کی اس سے کچھ توہین و دل آزاری متصور ہے یا نہیں۔ اور سنیوں کو حاکم وقت سے اس کتاب کے خلاف استغاثہ کرنا اور اسکے ممنوع الاشاعۃ کرانیکی خواہش کرنی جائز ہے یا نہیں۔ اور اسکے مصنف کے لئے قانونی تنبیہہ ہونے کی درخواست کرنی روا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے کے موافق قضاء و قدر کے تصرفات ظہور پذیر ہوتے تھے بہر صورت غلط ہے خواہ قائل کی مراد یہ ہو کہ خدا تعالیٰ اپنے تمام احکام اور کام حضور کی رضامندی اور خواہش کے موافق کیا کرتا ہے اگرچہ وہ اسپر مجبور نہیں ہے۔ کیونکہ یہ بات بھی آیات و احادیث صریحہ کے خلاف ہے۔ آیات شریفہ یہ ہیں۔ انک لاتھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء ٭ اور یایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک ٭ اور عبس و تولی ان جاءہ الاعمیٰ ٭ اور استغفر لھم اولاتستغفر لھم ان تستغفر لھم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لھم ٭ اسیطرح اور بھی بہت سی آیات ہیں جنسے ثابت ہوتا ہے کہ بہت سے مقامات میں حضور کی خواہش کے خلاف احکام ربانی صادر ہوئے۔ احادیث میں حضور رسول کریم صلعم ارشاد فرماتے ہیں۔ انی سألت اللہ فیھا ذای فی الصلوۃ ثلاثا فاعطانی اثنتین ومنعنی واحدۃ

سألته ان لا یهلک امتی بسنة فاعطانیها وسالته ان لا یسلط علیهم عدواً من غیرهم فاعطانیها وسالته ان لا یذیق بعضهم باس بعض فمنعنیها (ترمذی جلد ۲ صفہ) یعنی میں نے اپنے پروردگار سے تین سوال کئے۔ انمیں سے دو سوال تو رب العزت نے منظور فرمائے اور ایک سوال نامنظور کر دیا۔ پہلا سوال یہ تھا کہ میری امت قحط عام سے ہلاک نفرمائے جائے یہ منظور رہوا۔ دوسرا سوال یہ تھا کہ میری امت پر کوئی اجنبی دشمن ایسا مسلط نہ کیا جائے جو امت محمدیہ کی بیخکنی کردے۔ یہ بھی منظور ہوگیا۔ تیسرا سوال یہ تھا کہ میری امت آپس میں جنگ وجدال نہ کرے یہ نامنظور رہوا۔ پس حضور کے ارادے پر قضاء وقدر کا جاری ہونا تو درکنار۔ حضور کے سوال پر بھی نامنظوری اس حدیث سے ثابت ہے۔ پھر جنگ بدر کے قیدیوں سے حضور کا فدیہ لیکر چھوڑ دینے پر عتاب نازل ہونا۔ کھجوروں کی تابیر کو منع فرمانے پر کھجوریں پھل کم لائیں اور حضور نے انتما علم بامور دنیاکم فرمادیا اسیطرح بے شمار واقعات ہیں جو حضرات اہل علم پر پوشیدہ نہیں:۔

اور خواہ قائل کی یہ مراد ہو کہ خدا تعالیٰ اپنے احکام صادر فرمانے میں حضور کی خواہش کی مطابقت کرنے پر مجبور ہے۔ کیونکہ یہ عقیدہ کفر صریح ہے اور نصوص صریحہ کے مخالف ہے قال تعالیٰ یفعل ما یشاء وقال ان الحکم الا للہ وقال عز من قائل وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ÷ بہرحال قائل کا یہ فقرہ نمبر ایک صریح کفر والحاد (بر تقدیر دوم) اور صریح ضلالت وگمراہی (بر تقدیر اول) ہے۔

اور فقرہ نمبر ۲ یعنی حضرت علیؓ کو جو کچھ لکھا گیا ہے وہ بھی کفر والحاد ہے۔

ھوالاول قدمت کا مقتضی ہے اور ھوالآخر ابدیت کو مستلزم ہے اور
ھو بکل شئ علیم حضرت علی رضؓ کے لئے علم کلی اور علم مغیبات ثابت
کرتا ہے اور یہ تینوں وصف ذات باری تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں اور
اوصاف مختصہ باری میں کسی دوسرے کو شریک کرنا شرک فی الصفات ہے
اور فقرہ نمبر ۳ باعتبار اطلاق شرک ہے اور اگر کسی قید کا لحاظ کیا جائے
تو یہ استعمال یعنی کسیکو بغیر اضافت الی الشئ رب کہنا بوجہ ایہام شرک کے
ناجائز ہے۔ اور فقرہ نمبر ۴ بھی ادعائے کاذب اور شیطانی تخیل ہے اور
اگر نفس کلمہ اخلاص کو قابل رد کہا جائے تو کفر صریح ہے کیونکہ اس صورت
میں گویا تمام شریعت اسلامیہ کی بیخکنی ہوئی جاتی ہے۔ کہ کلمۂ اخلاص
کا ماحصل اعتقاد و اقرار توحید ہے اور اسے قابل رد کہنا یا سمجھنا گویا شریعت
اسلامیہ کی بنیاد اکھیڑنا ہے اور فقرہ نمبر ۵ اجماع امت محمدیہ کے مخالف ہے
کیونکہ اسبات پر تمام اہل حق کا اتفاق ہے کہ کوئی امتی خواہ کتنا ہی بزرگ
اور بڑا ہو مرتبے میں ادنی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اسیطرح فقرہ نمبر ۶ بھی
اجماع کے اور خود حضرت امیر المؤمنین علی مرتضی کرم اللہ وجہ کے
ارشادات کے خلاف ہے۔ خود حدیث انا مدینۃ العلم و علیؓ بابہا
سے اسکے خلاف ثابت ہے۔ اور نظیر ہونا حضرت علیؓ کا منتفی ہو جاتا ہے
نیز اگر حضور کے تمام کمالات میں حضرت علی کو نظیر مانا جائے تو حضور کے
کمالات میں نبوت بھی تو داخل ہے بلکہ وہی تمام کمالات کی اصل ہے تو
حضرت علی کا نبوت میں بھی نظیر ہونا لازم آیگا اور اس سے زیادہ اہل
اسلام کے نزدیک بدیہی البطلان اور کیا ہوگا۔ اسیطرح فقرہ نمبر ۶ جملہ صحابہ
بالخصوص حضرات خلفاء راشدین پر ایک سخت حملہ ہے اور صریح طور پر قرآن مجید

اور احادیث متواترہ بالمعنی کے خلاف ہے۔ اور فقرہ نمبر ۲ کا ایک بزرگ کی ذات
پر سفیہانہ حملہ ہونے میں موقع تامل نہیں۔ اظہر من الشمس ہے۔ پس جس شخص کے
یہ اقوال اور اعتقادات ہوں وہ ہرگز مسلمان سمجھے جانے کے لائق نہیں
ہے۔ وہ در پردہ دشمن دین و اسلام و مخرب ایمان ہے۔ کتاب اللہ اور
حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلم کھلا مخالفت۔ اجماع اہل حق
کی صریح معاندت۔ مشرکانہ عقائد کا معتقد۔ اور شرکیہ یا موہم شرک اقوال کا
مرتکب ہے۔ اسیطرح تمام وہ لوگ جو اسکے ہم خیال و ہم نوا ہوں سب کے سب
اسلام سے خارج ہیں۔ یہ کتاب جسمیں عقائد مذکورہ مرقوم ہیں پڑھنے اور
سننے کے قابل نہیں اور اسکا پڑھنا اور سننا ناجائز اور عوام کے لئے حرام ہے
اور حسب ممکن کوشش سے آئینی حدود کے اندر مسلمان اس کتاب کی اشاعت
کو روک سکیں وہ کوشش کرنا واجب ہے۔ اور باوجود قدرت ترک سعی میں
مداہنت کے مجرم ہونگے واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

کتبہ محمد کفایت اللہ غفر لہٗ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

الجواب صحیح
محمد شفیع عفی عنہ مدرس مدرسہ مولوی عبد الرب صاحب مرحوم دہلی

الجواب حق
احقر زمن سید طاہر حسن عفی عنہ امام عیدگاہ دہلی

قد صح الجواب
محمد عبد اللطیف سیفی عفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی

ہذا الجواب صحیح
سید حمید ابن شمس العلماء مولوی سید احمد صاحب امام مسجد جامع دہلی

ہذا الجواب صحیح
عبد القادر مدرسہ قومی میرٹھ

الجواب صحیح
کریم بخش عفی عنہ مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی

قد اصاب من اجاب
خاکسار ظہور محمد عفی عنہ مدرس مدرسہ
رحمانیہ روڑکی ضلع سہارنپور

الجواب صحیح
یوسف علی عفی عنہ مدرس مدرسہ
اسلامیہ شہر میرٹھ اندر کوٹ

للہ در المجیب المصیب
کفایت اللہ عفی عنہ مدرس مدرسہ
اسلامیہ میرٹھ

الجواب صحیح
تاج الدین عفی عنہ مدرس مدرسہ
رحیمیہ دہلی

حامداً و مصلیاً و مسلماً
اہل علم پر پوشیدہ نہیں کہ مصنف
کتاب مذکور رافضی غالی ہے اہل رفض
کے اقوال مردودہ کو درج کتاب
کردیا ہے اور مضامین قرآن شریف
سے ناواقف ہے اہل رفض کے
افعال کی تشریح اگر دیکھنی منظور
ہو تو شاہ عبد العزیز مرحوم کے
تحفہ کو ملاحظہ کرو جواب جو تحریر
فرمایا ہے وہ درست ہے۔ احمد علی
عفی عنہ مدرس مدرسہ عربیہ میرٹھ
اندر کوٹ

صح الجواب
العبد محمد مصطفے بجنوری مقیم
میرٹھ محلہ کرم علی

اصاب من اجاب
بندہ اختر شاہ غفرلہ اللہ مدرس
مدرسہ امداد الاسلام صدر میرٹھ

الجواب صحیح و حق صریح
خلیل احمد عفی عنہ مدرس مظاہر علوم
سہارنپور

الجواب حق صریح
عبد اللطیف عفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ
مظاہر علوم سہارنپور

ہذا الجواب ہو الحق الصریح
عنایت الٰہی عفی عنہ مہتمم مدرسہ
مظاہر العلوم سہارنپور

الجواب صحیح
عبد الوحید عفی عنہ مدرس مدرسہ
مظاہر العلوم سہارنپور

قد اصاب المجیب
محمد حامد عفی عنہ مدرس مظاہر علوم
سہارنپور
الجواب صحیح
کتبہ سید احمد حسن مقیم خانقاہ
امدادیہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر
۲۴ شعبان سنہ ۱۳۳۷ھ
الجواب صحیح
احقر ظفر احمد عفی عنہ مدرس مدرسہ
ارشاد العلوم گڑھی پختہ ضلع مظفر نگر
الجواب حق صحیح
عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی دار العلوم
دیوبند ۲۳ شعبان المعظم سنہ ۱۳۳۷ھ
الجواب صواب
محمد انور عفا اللہ عنہ مدرس دار العلوم
دیوبند
الجواب صحیح
محمد اعزاز علی غفرلہ مدرس دار العلوم
دیوبند
الجواب صحیح
احقر الزمان گل محمد مدرس دار العلوم

دیوبند
صحیح
ثابت علی مدرس مدرسہ مظاہر العلوم
الجواب صحیح
احمد شیر عفی عنہ مدرس دار العلوم دیوبند
الجواب صحیح
محمد شیر علی عفی عنہ خادم مدرسہ امداد
العلوم تھانہ بھون
الجواب صحیح
بندہ عبد الرحمن عفی عنہ خادم مدرسہ
مظاہر علوم سہارنپور
الجواب صواب
خاکسار سراج احمد رشیدی کان اللہ
مدرس دار العلوم دیوبند
الجواب صواب
بندہ محمد ابراہیم عفی عنہ مدرس دار العلوم
دیوبند
الجواب صواب بلا ریب
نبیہ حسن مدرس مدرسہ دیوبند
بقلم خود
الجواب صحیح

عبدالسمیع مدرس دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح لاتردد فیہ
محمد زکریا عفی عنہ مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

الجواب صحیح
انوارالحق غفرلہٗ
مدرس مدرسہ امدادالعلوم تھانہ بھون

مسلمان ضرور توجہ کریں

رسالہ الامداد تھانہ بھون رمضان سنہ ۱۳۳۶ھ کی رائے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدًا ومصلیًا۔ امابعد مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ ہمارے پاس ایک مراسلہ بغرض اشاعت آیا ہے۔ جسکو ہم بلفظہا شائع کرتے ہیں اسکے متعلق مختصرًا لکھا جاتا ہے۔ کہ ہمکو طاہر سیف الدین کے تفصیلی خیالات کا علم نہیں ہے۔ مگر جہانتک ہمکو ضوء نورالحق المبین کی عبارات منقولہ مراسلہ ہذا کے دیکھنے سے معلوم ہوا۔ وہ یہ ہے کہ طاہر سیف الدین اور اُس کی جماعت مذہب تشیع کے بہت سے فرقوں میں کا ایک خاص فرقہ ہے۔ اور اس فرقہ میں اور شیعہ امامیہ میں اس امر میں تو اتفاق ہے کہ ائمہ اثنا عشر کی امامت کا اقرار فرض ہے۔ اور جو کوئی ان میں سے کسی ایک کو بھی امام مفترض الطاعۃ نہ مانے گا۔ خواہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہو یا نہ ہرگز مومن نہیں ہوسکتا اور کبھی جنت میں نہیں جاسکتا۔ بلکہ ضال ومضل ہے اور ابدالآباد کے لئے دوزخ میں رہے گا۔ (چنانچہ اسی اصول کی بنا پر شیعہ امامیہ اثنا عشریہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بالخصوص خلفاء راشدین امہات المومنین مثل عائشہ صدیقہ وحفصہ

رضی اللہ عنہما کو نعوذ باللہ کافر و منافق اور ابدالآباد کے لئے دوزخ میں رہنے والے وغیرہ وغیرہ کہتے ہیں۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا، مگران دونوں فرقوں میں یہ اختلاف ہے۔ کہ عام شیعہ ائمہ کے بعد کسی کو مفترض الطاعۃ نہیں جانتے اور اسکی اطاعت کو مثل اطاعت ائمہ واجب نہیں ملنتے۔ برخلاف طاہر سیف الدین اور اسکی جماعت کے کہ وہ ائمہ کے سوا نائبین ائمہ کو بھی مفترض الطاعۃ ملنتے اور انکے نہ ماننے والوں کو کافر کہتے ہیں پس اصل مسئلہ تکفیر اہل اسلام میں دونوں گروہ متفق ہیں۔ کیونکہ اتنی بات دونوں فرقے مانتے ہیں۔ کہ جو شخص ائمہ کو نہ مانے کافر ہے۔ مگر اسکی تفصیل میں تھوڑا سا اختلاف ہے۔ وہ یہ کہ طاہر سیف الدین کا گروہ نائبین ائمہ کو بھی مثل ائمہ مفترض الطاعۃ کہتا ہے اور فرقہ شیعہ امامیہ اسکا انکار کرتا ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ دراصل شیعہ اور طاہر سیف الدین کا گروہ دو نہیں ہیں۔ بلکہ یہ ایک ہی جڑ کی دو شاخیں۔ اور ایک ہی سرچشمہ سے سیراب ہونے والے ہیں۔ جب یہ معلوم ہوگیا۔ تو اب سمجھنا چاہیئے کہ مسئلہ افتراض اقرار امامت ائمہ جسکی بنا پر فرقہ شیعہ (خواہ وہ گروہ طاہر سیف الدین ہو یا شیعہ امامیہ) جماہیر اہل اسلام مثل امہات المومنین وجمہور صحابہ وتابعین وتبع تابعین ومحدثین وائمہ مجتہدین وعلماء وجملہ اہل اسلام کی تکفیر کرتا ہے۔ اسلام میں اسکی کچھ اصل نہیں ہے۔ نہ یہ قانون خدا کا ہے نہ رسول کا نہ حضرت علی کا نہ امام حسن کا اور نہ امام حسین کا اور نہ کسی اور امام کا۔ بلکہ یہ اصول ایک یہودی جماعت کا نکالا ہوا ہے۔ جسکا مقصود اسلام میں رخنہ اندازی اور اسکی شان و شوکت کا مٹانا تھا۔ چنانچہ رجال ابو عمرو کشی جو کہ مذہب شیع کی ایک معتبر کتاب ہے

اس سے بھی اس کا پتہ چلتا ہے اور علماء اسلام نے اسپر زبردست بحثیں کی ہیں۔
اور چونکہ طاہر سیف الدین اور گروہ شیعہ دونوں اس اصول کو ملنتے اور اس
کی اشاعت کرتے ہیں۔ اور اسطرح وہ قرآن کریم اور جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین اور دیگر جملہ اہل اسلام کے اعتبار کو صدمہ پہنچا کر
منافقین یہود کی تائید اور مذہب اسلام کی بیخ کنی کرتے ہیں۔ بنا برین
مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ بطور مدافعت اور بغرض حفاظت دین الہی
نہ بقصد دل آزاری و جنگ و جدل اس باطل اصول کے حامیوں کے (خواہ
وہ طاہر سیف الدین ہوں یا شیعہ امامیہ) ان دہوکوں سے لوگوں کو مطلع
کریں جو کہ یہ لوگ مسلمانوں کو اسلام سے ہٹانے کے لئے عمل میں لاتے ہیں
اور اپنے وعظوں اور رسالوں میں ان باطل اصولوں کی خوب قلعی کھولیں
جو کہ جماعت منافقین نے تخریب اسلام کے لئے بنائے ہیں تاکہ وہ مسلمان
جو بسبب ناواقفیت کے اپنا دین برباد کر لیتے ہیں گمراہی سے محفوظ رہیں۔
اور اسمیں امکانی کوشش سے کام لیں۔ اور ہرگز غفلت نکریں۔ خوب یاد رکھو
کہ جسطرح طاہر سیف الدین کے فتنہ سے لوگوں کو بچانا ضروری ہے اسیقدر
بلکہ اس سے زیادہ شیعوں کے فتنہ سے بچانا ضرور ہے مگر اسلسلہ میں بہت
بڑی غلطی جس سے مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔
یہ کی گئی ہے مگر شیعوں کو اسلامی فرقہ تسلیم کیا ہے۔ حالانکہ ان میں اور طاہر
سیف الدین میں کچھ فرق نہیں۔ کیونکہ طاہر سیف الدین نے اگر مسلمانوں
کو ایک رسالہ میں کافر کہا ہے تو شیعہ سیکڑوں کتابوں میں ان کو کافر کہتے ہیں۔
اور طاہر سیف الدین نے اگر ایک رسالہ شائع کیا ہے تو شیعہ اس قسم کے سیکڑوں
رسالے چھاپتے اور شائع کرتے ہیں۔ نیز طاہر سیف الدین نے اگر چند مسلمانوں کا

نام لیکر اُن کو گمراہ وغیرہ کہاہے۔ تو شیعہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین خلفائے راشدین وامہات المومنین کو ہر روز کافر و منافق کہتے ہیں۔ اور طاہر سیف الدین کی قلیل جماعت اگر دس پانچ مسلمانوں کو گمراہ کر سکتی ہے تو شیعوں کے کروڑوں افراد لاکھوں مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں پس مراسلہ میں طاہر سیف الدین کے مظالم کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلانا اور شیعوں کو اسلامی فرقہ کہکر لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

ہمارا مقصود یہ نہیں ہے۔ کہ ہم صاحب مراسلہ کی نیک نیتی پر اعتراض کریں۔ کیونکہ ہم اُن کے درد دینی کی تہ دل سے قدر کرتے ہیں۔ اور خدائے تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو حمایت حق کی مزید توفیق عطا فرمادے۔ بلکہ ہمارا مقصد صرف اس قدر ہے۔ کہ غالباً اُن کو شیعوں کے حالات کا علم نہیں ہے۔ اس لئے ان کی تحریر میں یہ نقص موجود ہے ورنہ ہمکو امید ہے کہ اگر اُن کو شیعوں کے حالات کا صحیح علم ہو جاوے۔ تو جس حمیت دینی سے وہ طاہر سیف الدین کے مقابلہ میں کام لیتے ہیں اُسی حمیت سے وہ شیعوں کے مقابلہ میں کام لیں گے۔ کیونکہ وہ دونوں ایک ہیں۔ اور ان میں جسقدر اختلاف ہے۔ اس کا مسلمانوں سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ بلکہ اس کا تعلق باہمی نزاع سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ اس فتنہ کو تحریراً و تقریراً روکنے کی کوشش کریں۔ جو طاہر سیف الدین اور فرقہ شیعہ اسلام میں برپا کر رہا ہے۔ اور اپنے ظاہری دعویٰ اسلام سے مسلمانوں کو دھوکا دیکر ان کو اطاعت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نکالنا۔ اور منافقین یہود کی حلقہ بگوشی میں داخل کرنا چاہتا ہے۔ حفظ اللہ المسلمین من شرہم۔ یہ گفتگو تو مذہبی پہلو سے تھی۔ رہا قانونی پہلو اسکے متعلق ہم کچھ نہیں

لکھنا چاہتے۔ کیونکہ یہ کام قانون داں اصحاب کا ہے۔ اور ہم کو قانون کے متعلق واقفیت نہیں ہے۔ لیکن اتنا کہدینا ضروری ہے کہ مسلمانوں کے لئے اس فتنہ کا ہر جائز تدبیر سے روکنا ضروری ہے۔ اللھم وفقنا لما تحب وترضی آمین یارب العلمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ القاسم دیوبند رمضان ۱۳۴۳ہجری کی رائے

مسلمانوں میں خصوصیت کے ساتھ مذاہب کی ایجاد جسقدر ہو رہی ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ دردمند دلوں کے لئے نہایت ہی قابل تاسف ہے۔ مذہب اُن کے نزدیک ایک ایسی چیز ہوگیا ہے کہ ہر ایک شخص کو اُسمیں ترمیم و تنسیخ کا حق حاصل ہے بلکہ اگر کوئی اور چیز ایسی نہ ملے کہ جس سے شہرت حاصل ہو تو ڈنکے کی چوٹ یہ کہدینا شہرت کا آسان نسخہ ہے کہ طاعات و عبادات کے ہزاروں طریقے حاصل ہونیکے بعد بھی ہمکو نہ ماننے والا جہنمی ہے اسی سلسلہ میں مرزائی اہل قرآن وغیرہ داخل ہیں۔ کچھ دن ہوئے کہ ہمکو ایک مذہب بنام مصطفوی کی اطلاع موصول ہوئی ہے اور صاحب مذہب کا دعویٰ ہے کہ میں اِس مذہب کا موجد ہوں جو کچھ عقائد اسمیں ظاہر کئے گئے ہیں وہ جس درجہ کے لچر اور پوچ ہیں اُس سے کوئی سلیم طبیعت ناواقف نہیں رہسکتی ہے۔

ذیل کی تحریر سے آپکو ایک نئے مذہب کا پتہ چلیگا جسکو دیکھکر بجز اسکے کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہا جاوے اور کیا کہا جاسکتا ہے اسوقت ہم اس تحریر کی اشاعت پر اکتفا کرتے ہیں اگر خداوند عالم کی توفیق نے مساعدت کی تو آیندہ بھی اسپر کچھ لکھیں گے۔

داعی الی الفساد

اخبار خطیب دہلی کی رائے

بوہروں کے ملا صاحب کی نسبت سُنا کرتے تھے کہ انکو داعی الی اللہ ہونیکا دعوی ہے مگر اس تنقید کی عبارت اگر درست ہے اور جو اقوال ملا صاحب کی کتاب سے ریویو مذکور میں اقتباس کئے گئے ہیں وہ صحیح ہیں تو ایک ثالث حیثیت رکھنے والے شخص کو مجبوراً کہنا پڑیگا کہ ملا صاحب داعی الی اللہ شاید اپنے دل میں ہونگے ورنہ اپنی اس زیر بحث تصنیف کے سبب تو وہ داعی الی الفساد معلوم ہوتے ہیں۔

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ سے جو داعی اور جس قسم کی دعوت الی اللہ مراد ہے وہ ضرور نور الحق ایسی کے مصنف کو قیامت تک نصیب نہیں ہوسکتی کہ خدا کے راستہ کی طرف پکارنیوالا ایسا درشت نویس اور سخت گو نہیں ہوا کرتا جیسا کہ ملا صاحب اپنی تصنیف سے معلوم ہوتے ہیں ہمیں اہل سنت والجماعت فرقہ کو کافر اور دوزخی لکھنے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی اور ایک کلمہ گو قوم کی تکفیر میں ان کے داعی پن کو کونسا سرخاب کا پر لگتا تھا۔ جو انہوں نے عین ضرورت اتحاد کے زمانہ میں یہ آتش فساد روشن کردی مسلمانوں کی بدقسمتی پر کون چشم پرآب نہو جائیگا۔ جب ان کے پیشواؤں اور دینی رہبروں کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ رات دن باہمی تفرقہ اندازی کے افکار میں مصروف نظر آتے ہیں تو عوام بچارے اگر نفاق و خانہ جنگی میں مبتلا ہوں تو تعجب نہ کرنا چاہیئے۔ جسم کے پھوڑے میں نشتر دینا تندرست حصہ کی مدد کرنا ہے اسواسطے ہم تنقید نگار کی اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں کہ اہل سنت کے علماء اس کتاب کی تردید پر متوجہ ہوں

اور اپنی دلی نارضامندی ایسے مضامین کے خلاف ظاہر کریں۔ ہمکو امید
ہے کہ تمام ہندوستان کے سُنّی اور ان شیعہ مسلمانوں میں ملا طاہر سیف الدین
صاحب کے خلاف نفرت ظاہر کیجائیگی جنکو اس کتاب میں ناقابل برداشت
الفاظ سے یاد کیا گیا ہے اور اظہار ملامت کے آئینی طریقے دلی جوش و خروش
سے استعمال کئے جاوینگے اور دکھا دیا جائیگا کہ کلمہ گو موحد مسلمان مردہ
نہیں ہو گئے ہیں اور انکے حس تیزی میں ابھی بہت کچھ جان باقی ہی (اڈیٹر)

نااتفاقی پھیلاؤ

روزانہ اخبار کانگرس دہلی ۲ مئی ۱۹۱۹ء کی رائے

آج کے بہرۂ مراسلات میں ہم ایک تحریر درج کرتے ہیں جو بظاہر بالکل مذہبی
معلوم ہوتی ہے اور واقعہ ہے بھی اس کا تعلق مذہبی مباحث سے اور ناظرین
کو معلوم ہے کہ کانگریس کے کالم اس وقت تک مذہبی مناقشات اور فرقہ وار
مناظرات سے بحمد اللہ ہمیشہ صاف و پاک رہے ہیں۔

لیکن صاحب مراسلہ نے جو تحریر بھیجی ہے اس میں ایک ایسا پہلو بھی ہے۔
جس کی وجہ سے ہم اس کی اشاعت اور اُسپر اپنے اظہار خیال پر مجبور ہو گئے
ہیں اور اس کا وہ پہلو بالکل پولیٹیکل ہے اور اس کی بنیادی اینٹ کانگریس
کی اصولی پالیسی کے اندر داخل۔

یعنی اقوام ہند کا اتحاد و اتفاق جو کانگریس کا سب سے پہلا اور سب سے زیادہ
اہم مقصد ہے مراسلہ مذکور میں اسی نقطہ نظر سے بحث کی گئی ہے۔

ہم کو کسی فرقہ یا طبقہ کے مذہبی عقائد سے سروکار نہیں ہے اور اس میں دخل
دینا گویا خود اپنے مقصد اتحاد کو نقصان پہونچانا ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ

اپنے ایسے ذاتی عقائد کا ایسے طریقہ سے اظہار کرنا جو دوسرے فرقوں کی دل آزاری کا موجب ہو اور اس سے افتراق و نفاق پیدا ہو یہ ایک ایسا قبیح اور قابل سرزنش فعل ہے کہ نہ تو مذہبًا و اخلاقًا یہ جائز ہے اور نہ قانونًا اس کا کسی کو حق پہونچتا ہے اور ملکی مفاد اور حب وطنی کے لئے تو یہ سم قاتل ہے۔

صاحب مراسلہ نے ملا سیف الدین طاہر صاحب کی جس کتاب کے حوالے اپنی تحریر میں نقل کیے ہیں اس میں کلام نہیں کہ اگر وہ کتاب میں موجود ہیں (اور کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ نہ ہوں) تو یہ طرز تحریر اور ایسے آراء افکار اور عقائد و خیالات کا اظہار یقینًا دیگر فرق اسلامیہ کے لئے حد درجہ موجب ناگواری و دل آزاری ہو سکتے ہیں اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ملا صاحب کی اس کتاب کے خلاف اخبارات میں جو ایجی ٹیشن کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر طبقوں اور حلقوں میں اس کتاب سے برہمی اور رنج و غصہ کے جذبات پیدا ہو گئے ہیں اور صاحب مراسلت نے جس طریقہ پر اس کی اشاعت کا حال لکھا ہے کہ یہ سر منبر پڑھ کر لوگوں کو سنائی جاتی ہے اس سے اندیشہ ہوتا ہے کہ مبادا ملا صاحب کے متبعین اور دیگر طبقات اسلامیہ میں روز بروز بغض و عناد کی اسپرٹ نہ پیدا ہو جائے جو بالآخر افسوسناک اور ناخوشگوار نتائج کے نکلنے کا موجب ہو۔

اور اگر خدا نخواستہ کوئی ایسی صورت حال پیدا ہو گئی تو اس سے زیادہ ملک و قوم کی بدقسمتی اور کیا ہو سکتی ہے خصوصًا ایسی حالت میں کہ تمام ہندوستان یک جان و دو قالب ہو رہا ہے اور اپنے متضاد و متناقض عناصر مذہبی باہمی اتحاد و یکجہتی کا ثبوت دے رہے ہیں جن میں بظاہر اتحاد و اتفاق ممکن نظر نہ آتا تھا جب وہ باہم شیر و شکر ہو گئے ہیں تو مسلمانوں میں ایک طبقہ کے مقتدا

اور رہنما کی طرف سے ایسی منافرانہ اور دلشکن جرات کا اظہار کرنا حد درجہ افسوسناک اور باعث رنج والم ہے۔ یہ وقت تو وہ تھا کہ تمام مباحث فرقہ آرائیہ کو تہ کر کے رکھدیا جاتا اور تمام قول سے عمل کو اتحاد و اتفاق پیدا کرنے اور اس کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنے کے لئے وقف کر دیا جاتا مگر ہم دیکھتے ہیں اور نہایت افسوس کی نظر سے دیکھتے ہیں کہ ملا سیف الدین طاہر نے نہ تو مصلحت وقت کو پہچانا اور نہ عقل و دانائی سے کام لیا اور نہ اس اخلاقی و مذہبی فرض کو محسوس کیا جو دوسری جماعتوں کی حسیات و جذبات کو صدمہ نہ پہونچانے کے متعلق ہر ایک انسان پر عائد ہوتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اپنے متبعین کے سوا باقی تمام اسلامی فرقوں کو کافر و مشرک اور دوزخی و جہنمی قرار دینا ایک ایسی ملعون جسارت ہے جس پر جسقدر نفرین کیا جائے کم ہے۔

چونکہ ہمارے نزدیک ایسی مطبوعات سے باہمی منافرت پیدا ہونے کا قوی امکان ہے اور اتحاد و اتفاق کے مقدس مقصد کو اس سے سخت نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے اس لئے اگر ہم بھی اپنے دیگر معاصرین کی طرح گورنمنٹ کی توجہ اس کتاب کی طرف دلائیں تو نامناسب نہ ہوگا۔

بہترین صورت تو یہ ہے کہ خود جناب ملا صاحب اس کتاب کو واپس لے لیں اور اس کے نشر و اشاعت کو موقوف کر دیں۔ اور اپنے متبعین کو بھی منع فرمادیں اگر ایسا کیا گیا تو ہمیں امید ہے کہ ان کے اس طرز عمل کو تمام اسلامی طبقوں میں امتنان و تشکر کی نظر سے دیکھا جائیگا۔

چونکہ حکومت نے اصولاً اتحاد و اتفاق کی ضرورت کو تسلیم کر لیا ہے اور منافرت پھیلانے والے لٹریچر کو قابل ضبطی سمجھتی ہے اس لئے آخری صورت میں یعنی اگر

ملا صاحب از خود فشائے حکومت کو پورا کرنے سے قاصر رہیں تو ہمارے خیال میں حکومت کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اس کتاب کو ضبط کر کے پریس ایکٹ کی تحسین وستائش کا پہلو بھی نمایاں کرے۔

ضبط کر لینے کے قابل

جناب مولانا بشیر الدین احمد صاحب سابق ڈپٹی کمشنر علاقہ دکن ومصنف تاریخ بیجاپور۔ واصلاح معاشرت وغیرہ کتب کثیرہ مشہور۔ وفرزند وجانشین جناب شمس العلماء مولانا نذیر احمد صاحب دہلوی مترجم قران شریف ومصنف کتب کثیر کی رائے یہ ہے۔

ملا طاہر سیف الدین صاحب کی کتاب ضوء النور الحق المبین دیکھی۔ یہ وہی کتاب ہے کہ جس کی بابت اکثر اردو اخباروں میں بحث ہو رہی ہے اس میں بعض حصے ایسے ہیں جن میں سنیوں کو بالعموم کافر کہا گیا ہے اور اُن کے واجب الاحترام بزرگوں کو خاص کر حضرت سید جعفر احمد آبادی کی نسبت بہت سخت ناگفتہ بہ الفاظ استعمال کئے ہیں اور یہی سلوک امامیہ فرقے کی نسبت بھی کیا گیا ہے۔ ہر فرقے کا پیرو خواہ وہ دوسروں کے نزدیک کافر اور بُت پرست اور بد تر سے بد تر طریقے کا پابند کیوں نہ ہو یہ حق جائز طور پر رکھتا ہے کہ اپنے عقائد کے محاسن اور خوبیاں دوسروں کے سامنے پیش کرے اور ان کے خیالات مخالفانہ کو موافق کرنے میں سعی کرے لیکن کسی کو احد من الناس اخلاقاً قانوناً اور مذہباً یہ حق نہیں ہے کہ دوسرے فریق یا اُس کے اُن بزرگوں کو جو تعظیم سے یاد کئے جانے کے قابل ہیں اور ایک لفظ بھی سخت کہا یا لکھے

کیوں کہ کسی دوسرے کو بُرا کہنے سے ہم اپنے بھلے ہونے کا ثبوت نہیں دے سکتے بلکہ ہم خود اپنی اخلاقی کمزوری کا بہت زور سے اعلان کرتے ہیں۔ مذہب کا بہترین فائدہ درستی اخلاق ہے۔ اگر ہمارے مذہب نے ہم کو یہی سکھلایا کہ ہم دوسرے پیشوایان دین کو جن کے قدم بقدم ایک بہت بڑا گروہ بنی آدم کا چلتا ہے بُرا بھلا کہکر دل ٹھنڈا کر لیں تو ضرور یہ کہنا پڑتا ہے کہ اُس مذہب نے بالکل اچھی تعلیم نہیں دی اور کبھی ایسا مذہب پیروی اور تقلید کے قابل نہیں ہے جو دوسروں کی بُرائی سے اپنی بھلائی چاہتا ہے۔ فرض کرو کہ ہمارے کسی بہت بڑے بزرگ کو فرقہ مخالف نے سخت کلامی سے یاد کیا تو اس سے یہ کب ثابت ہو سکتا ہے کہ تم یا تمہارے پیرو اچھے ہیں بلکہ اُس سے تمہارے ہی نفس کا ضعف اور تمہارے ہی دل کا کھوٹ ظاہر ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ مصنف رسالہ نے جو طریقہ استدلال کا اختیار کیا ہے وہ سُنی اور شیعہ دونوں فرقوں کا سخت دل دکھانے والا ہے اور قطع نظر انسانیت کے قانوناً بھی کوئی ایسی تحریر جو کسی دوسرے مذہب کی توہین کرے یقیناً ضبط کر لینے کے قابل ہے اور مجھکو شک نہیں ہے کہ یہ دل آزار کتاب اگر باقاعدہ طور پر گورنمنٹ کے نوٹس میں لائی جائے گی تو کم سے کم اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کی اشاعت ممنوع قرار پائے گی۔ خاکسار بشیر الدین احمد کان اللہ لہ ۱۸ اپریل ۱۹۱۹ء

مولانا راشد الخیری صاحب دہلوی نامور مصنف کی لکھی ہوئی فریاد

خاک یثرب میں آرام کرنے والے بادشاہ ایک ادنیٰ کنیز فریاد دل کی گٹھری ہاتھ میں اور التجاؤں کا انبار سر پر لئے در دولت پر حاضر ہوئی ہے آقا کچھ چلنی

اور آنکھیں ناسور ہیں زخموں نے رس رس کر جان پر بنا دی۔ ہوش گم حواس
سلب اور عقل زائل ہے مولا صدقہ پاک خون کے ان قطروں کا جو اُحد کی
لڑائی میں دندان مبارک سے گرے مالک طفیل اون فاقوں کا جنہوں سے
شکم مبارک پر تین تین پتھر بند ہوا دیئے میری التجا سُن میری فریاد کو پہونچ
میری آگ کو بجھا۔

دُوجے ملے آقا بڑی دور سے کلیجہ کا داغ لیکر آئی ہوں دریا چیر کر پہاڑ توڑ کر خاک
چھانکر اور پیر میڈ کر بمبئی سے چلی اور یہاں پہونچی یہ جسم اس دربار سے یہ سر اس زمین سے
جُھٹتا اور اُٹھنے والا نہیں مانگونگی اور لونگی روؤنگی اور پاؤں گی لونگی اور لیکر جاؤنگی۔
زندگی کی کٹھن منزل میں عدوئے ازلی شیطان رجیم نے قدم قدم پر ڈگمگانے
کی کوشش کی تکلیفوں نے ہمت پست کی مصایب نے چھکے چھڑائے توقعات
ناامیدی سے بدلیں منزل مقصود پیش نظر تھی کامیابی کے طلائی برج آنکھ
کے سامنے جھلملا رہے تھے لیکن دشمن جانی نے اپنی کرنی میں کسر نہ چھوڑی
روشنیاں تاریکی کے پردہ میں چھپیں سرسبز و شاداب پودے جل بھن کر آنکھوں
کے سامنے خاک ہوئے سیاہ گھٹائیں سر دنیپر جھومیں کالے بادل ڈھائیں
دھائیں برسے باد و باراں کے طوفان نے اولوں کی بھرمار نے ہوا کے
زور نے پانی کے شور نے بجلی کی چمک نے بادل کی کڑک نے طلب صادق
میں فرق نہ آنے دیا اسلام کی شمع نورانی ہاتھ میں تھی دل ان پاک الفاظ
پر جو تیرے اے آقا تیرے دہن مبارک سے نکلے اور ہوائیں گونجے
قربان تھا مصیبتیں راحتیں بنیں اور زہر کے گھونٹ شربت نکلے۔
شوہر جو زندگی کا رفیق اور خدائے مجازی تھا ایک رات میں ہمیشہ ہمیشہ
کو جدا ہو گیا مگر اے مولا اے ہادی تیوری پر بل نہ آیا موت صبر کے ساتھ

دیکھی اور نتیجہ شکر کے ساتھ جھکنا گردن تیرے ارشاد کے موافق مشیت کے روبرو جھک گئی اور آج تک زبان شکوہ و شکایت سے آشنا نہیں وہ دونو کلیجہ کے ٹکڑے جو اس گوشت سے اور اس پوست سے اس خون سے اور دودھ سے پلے اور بڑے چشم زدن میں ہمکیاری ماگی گود خالی دل ویران اور گھر سنسان کر جنگل میں جا سوئے لیکن مخبر صادق اے انسان کامل دونو فرشتے شاہد ہیں کہ مالک حقیقی کے احکام کی تعمیل میں فرق نہ آیا۔ مولا چاند سے ٹکڑوں نے اس گود میں دم توڑا معصوم آنکھیں ان ہاتھوں میں ابدی نیند سوئیں لیکن شکر کے سوا زبان سے کچھ نہ نکلا جن چھاتیوں کا دودھ موت نے خشک کر دیا آج اونسے خون کے فوارے چھوٹ رہے ہیں۔ جو دل اے خدا کے محبوب تیری محبت کا گھر تھا جسمیں تو تھا اور کچھ نہ تھا اب اوسمیں آگ بھڑک رہی ہے ایک زخم پھوٹ ہو رہا ہے اس آگ میں قیامت ہے اس زخم میں کچوکے ہیں۔

تو اے وہ تو جو آن کی آن میں عرش معلیٰ تک پہونچا خدا کے پیارے امت کے دلارے تو وہ تو جسنے مرض الموت میں بھی امت کو فراموش نہ کیا۔ واسطہ اس درود کا جو خدا اور خدا کے فرشتے تجھپر بھیجتے ہیں تصدق اس رات کا اوس دن کا اوس وقت کا جسپر تیری پاک صورت کا دوسرا عاشق فاروق عمر اور آل عمر کے تمام اعمال قربان کرنے کو موجود تھا رحم کی نگاہ سے کرم کی نظر سے میرا دعوی سن میرا فیصلہ کر۔

آقا اس دل میں زخم ہیں ان زخموں میں ناسور ہیں ان ناسوروں میں کیڑے ہیں وہ گروہ جسکا ایمان توحید و رسالت تھا ہوائے نفس سے مغلوب ہو کر روپیہ کے پھیر میں پڑ کر لالچ کی زنجیر میں جکڑ گیا اور میری امت کے

ان نیک افراد کو جو مقرب بارگاہ صمدی ہوکر فقیروں اور غلاموں سے
بدتر زندگی بسر کر گئے مطعون کرتا ہے۔

رحم رحم مولا رحم .... آقائے نامدار مجھ جیسے گنہگار کو پورا راستہ
پہنچانیوالی وہ مبارک ہستی جو حضرت جعفرؒ کی صورت میں جلوہ گر ہوئی
جسکا کوئی قدم دائرہ شریعت سے باہر نہ نکلا جو خدا کا بندہ تیرا عاشق اللہ
باری کا فرمان بردار تیرے احکام کا غلام تہا اسوقت ایک نفس پرست مسلمان
کے حملوں کا شکار ہے۔

بوہروں کے بڑے ملا طاہر سیف الدین نے اپنی چرب زبانی سے جو الفاظ لکہی زبان
سے ادا نہیں ہوسکتے۔ دنیا اسکے دل پر دولت اسکی آنکھوں پر شیطان اسکے
ارادہ پر یہاں تک غالب آیا کہ وہ اپنی مشہور کتاب ضوء نور الحق ہمیں میں لکھتا
ہے کہ سینوں کا کلمہ قبول نہیں ہوتا اسکے موںہہ پر مارا جاتا ہے سرکار وہ قوم
جسکی محبت نے قلب مبارک کو ہر وار روح کے وقت بہی مضطرب رکھا
وہ امت جسکی یاد عبادت الٰہی میں بہی ہاتھ سے نہ گئی اسوقت مکار ہوجو
اور جہوٹے علما کے ہاتہوں یہ باتیں سن رہی ہے۔ کتاب جو اس قسم کی زہر ونکا
مخزن ہے سر ہر منبر ملا کے حکم سے پڑہی جاتی ہے اور اس دربار کا ادنیٰ غلام
اس سرکار کا معمولی خادم حضرت جعفرؒ نعوذ باللہ خناس شیطان و معلم
ابلیس بنایا جاتا ہے۔

آنکہیں پہوٹ جاتیں اس سے پہلے کریں اس کتاب کو اپنی آنکہ سے پڑہتی
کان بہند ہوجاتے اس سے قبل کہ میں یہ الفاظ اپنے کان سے سنتی آسمان
ٹوٹ پڑتا اور میں مرجاتی زمین شق ہوتی اور میں سماجاتی مگر یہ نہ دیکہتی سنتی
اور نہ جانتی کہ اسلام کا سچا شیدا ایک گنہگار انسان کی قلم سے بدترین الفاظ

مخاطب ہوتا ہے۔
مولا! جو مل شوہر کے فراق اور بچوں کی موت پر صبر و شکر سے آگے نہ بڑھا
ہو وقت اسکے پھوڑے اس سرکار میں حاضر ہوئے ہیں آقا بیوہ ہوں مالک بے
وارثی ہوں بے وارثیوں کے وارث رانڈوں کے والی تیرے سوا کس سے
کہوں یہ آگ بھڑک رہی ہے یہ شعلہ تڑپا رہا ہے ہوک اٹھتی ہے مگر خاموش ہوں
کلیجہ پھٹتا ہے مگر اُف نہیں کرتی۔
للہ میرے آقا للہ خدارا میرے مالک خدارا دکھا دے اس فریاد کا نتیجہ
سنا دے اس التجا کا انجام۔
ملکہ زبیدہ امین کے قتل پر طاہر کی فریاد ماموں کے پاس لیکر گئی ذرہ ہارون
کی بیگم تھی میں تیری کنیز ہوں مجھے اس دربار سے بہتر اس گھر سے اعلیٰ حاکم
کوئی نہیں
گو میں اس طاہر کے مظالم کی داستان سناؤں طلائی گنبد اور خاک یثرب
میں آرام کرنیوالے محبوب نیک اور بدامیر اور غریب شہ زور اور کمزور تیرے
حضور میں ایک ہیں مجھ دکھیاری کی بپتا سُن اور میرا فیصلہ کر کر مولا تیرا فیصلہ
دو جہاں کے بادشاہ غریب اور فقیر ہوں اپاہج اور مظلوم ہوں میرے
کپڑوں میں پیوند میرے پیٹ کو فاقہ ہے ضرور ہے لیکن مسلمان ہوں کلمہ
توحید کی پڑھنے اور تیری نام کی جپنے والی دنیا میری طرف آنکھ اٹھا کر
نہیں دیکھتی مسلمان میری صدا پر کان نہیں دھرتے مگر...... عورت نے
اتنا کہکر سجدہ سے سر اوٹھایا آسمان کی طرف دیکھا میلی چکٹ کرتی ہٹائی
اور کہا۔
ملاطاہر کے ساتھ کثیر جماعت اور دولت کا ڈھیر ہے میرے پاس بچوں کا

نواره اور محض صداقت میری درخواست حبیب اکرم کے ذریعہ سے تیری بارگاہ میں پہونچی مفلس ہوں اس قابل نہیں کہ اس مزار اقدس پر ایک پیسہ کے پھول بھی چڑھا سکوں فاقوں کے مارے جسم کے یہ چند خون کے قطرے ہیں انکو قبول فرما اور مصیبت زدہ کے زخم پر رحم کی مرہم رکھ دے۔

احکم الحاکمین تجھے معلوم ہے کہ طاہر گے ساتھ جم غفیر اور میں تن تنہا شہنشاہ حقیقی اسکے پاس دولت ہے اور میرے ہاتھ میں طیبہ کی خاک وہاں زندگی کی بہار ہے اور میرا کلیجہ داغدار ادھر جوانی کا زعم اور بڑھاپے کی نخوت نخوت اور دولت ادھر بیکسی اور بے بسی فقر کی کیفیت اور مجبوری کی حالت لیکن سچے بادشاہ تیری قدرت کے کرشمے آنکھوں سے دیکھے اور کانوں سے سُنے۔ تیری حکومت اٹل تیرا فیصلہ سچا تیرا غضب قیامت تیرا عذاب آفت۔

آ میرے سامنے آ۔ دل جلی ہوں، سن میری فریاد سُن) بدنصیب ہوں زخم کا پھاہا یا تیرے در تک لایا اور طاہر کی ستائی تیری دہلیز پر آئی کلیجہ کا داغ تیرے سامنے اور یہ داغ کی جھکیں تیرے روبرو ہیں فیصلہ کر حق و باطل کا صدق و ریا کا خلوص و مکر کا دولت و فقر کا۔

چھپ نہیں سامنے آ، جانتی ہوں اچھی طرح پہچانتی ہوں بہت اچھی طرح، طوفان نوح کی لہروں میں تو تھا فرعون کی غرقابی میں تیری طاقت تھی شداد کی موت میں تیری قدرت تھی یعقوب کی سننے والا تو تھا۔ ابراہیم کو بچانے والا تو زلیخا اپنے یوسف کی شیدا تھی میں تیرے یوسف کی شیدا ہوں وہ بڑھاپا لیکر آئی اور جوانی پاکر گئی میں ظالم کی

ماری حاضر ہوئی اور رحیم کی عنایت لئے باہر جاوں گی۔

فریادن کی آنکھ سے آنسو کی لڑیاں زار قطار بہہ رہی تھیں تڑپتی تھی لوٹتی تھی اور چھاتی میں گھونسے مارتی تھی موذن نی مغرب کی اذاں دیکر روز روشن کو وداع کیا مسلمانوں کے سر خدائے واحد کے حضور میں عجز کے ساتھ جھکے نماز ختم ہوئی چاندنی چھٹکی ہوئی تھی بدنصیب عورت کی نگاہ آسمان پر تھی کہ مزار اقدس کے شرق سے ایک نورانی صورت نمودار ہوئی رحم کا ہاتھ آگے بڑھا کر مظلوم خاتون کا سر اپنے سینہ سے لگایا اور فرمایا آسمان و زمیں تیری فریاد سے تھرا اٹھے خلوص کی چشمے تیرے قدموں سے پھوٹ رہے ہیں اور صداقت کے پھول تیری زبان سے جھڑ رہے ہیں تیری التجا ہونٹوں سے نکلی اور عرش معلیٰ پر پہونچی فرشتوں کی قطار تیرے صبر کی مشاہد تھی حوریں تیری بےکسی پر رو رہی تہیں اور عالم بالا کا ہر ذرہ تیری فریاد پر کانپ رہا تھا مظلوم عورت خدا اور خدا کا وعدہ تیرے ساتھ ہے صبر کر اور انجام دیکھ دنیا تماشا گاہ نہیں درس عبرت ہے یہ یوفاسیلہ کتاب اور اسوہ غنی جیسے مردود کو خاک میں ملا چکی نمرود اور ہامان جیسے شقی اسکے ہاتھوں تہ و بالا ہوگئے فرعون اور شداد جیسے نکحرام اسکی بدولت پامال ہوے قدرت کے قانون اٹل ہیں خدا کی قدرت سچی ہے اسکے انتظام درست ہیں ظاہر جیسا مفسد آدمی اسکے غضب سے بچنے والا نہیں کوئی شہادت امام سے خوش ہو چکا ظاہر جعفر کے تبرے اور سنیوں کی گالیوں سے خوش ہوئے تیرے آنسو کے ہر قطرہ پر تیری آہ کے ہر حصہ پر زمانے کے فانی خزانے

فدا اور قربان صبر کی دیوی آنکھ اوٹھا اوپر دیکھ فرشتے اپنے دامنوں سے تیرے آنسو پونچنے آرہے ہیں جا واپس جا تیری دعا قبول اور تیری التجا منظور فرعون اپنی جماعت کا شدادا اپنی کثرت کا اور قارون اپنی دولت کا تماشا دیکھ چکا اب طاہر اور اسکی امت خدا کی قدرت دیکھیگی۔

دہمکانے میں تقیہ

از خطیب دہلی ۱۴ مئی ۱۹۱۹ء

تقیہ کی یہ نہایت دلچسپ مثال ہے کہ ایک گمنام صاحب نے جو غالباً بوہروں کے ملاّ صاحب کی ذریت میں ہونگے اخبار خطیب کو خط بہیجکر دہمکایا ہے کہ اس نے ،، داعی الی الفساد ،، کے عنوان سے ولی محمد سرپادہ کی مراسلہ پر نوٹ کیوں لکھا۔

خطیب اس دہمکی کی کیا پروا کرسکتا ہے جو تقیہ کے پردہ میں دی گئی ہو اگر یہ دہمکی دینے والے خود ملا طاہر سیف الدین صاحب بہی ہیں تب بہی ان کی شکایت قابل سماعت نہیں ہے۔ کیونکہ گمنام تحریروں پر کوئی شخص بہی توجہ نہیں کرتا۔ اس خط میں تین باتیں ہیں ایک ایڈیٹر کے خلاف خفگی کا اظہار دوسرے یہ کہ ملاّ صاحب نے کتاب صرف بوہروں کے لئے لکھی ہی سُنّی اس سے کیوں بگڑتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ سنیوں نے بہی ملا صاحب کیطرح سخت اور دل آزار کتابیں شایع کی ہیں۔

پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ اگر خطیب نے اپنی رائے ملا صاحب کی کتاب کے خلاف ظاہر کی تو یہ اس کا فرض تہا اور کسی شخص کو حق نہیں ہے کہ وہ ادائے فرض سے کسی کو روکے۔

دوسری بات کی بابت یہ کہا جاسکتا ہے کہ جو چیز پریس میں چھپے وہ خاص نہیں ہوتی اور پریس ایکٹ کی گرفت میں آسکتی ہے اگر کوئی شخص گورنمنٹ کے خلاف کچھ چھاپے اور صرف اپنے ہم خیالوں میں تقسیم کرے تو وہ پریس ایکٹ کی سزا سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ ملا صاحب کی کتاب میں صراحتاً ایسے الفاظ موجود ہیں جو ہز مجسٹی کی رعایا میں باہمی نفرت وحقارت وتوہین پیدا کرتے ہیں اور پریس ایکٹ نے ایسی چیز کو قابل ضبطی قرار دیا ہے۔ خواہ وہ چیز عام طور سے تقسیم ہو یا خاص طریقہ سے قانون کی زد سے نہیں بچ سکتی۔

تیسری بات کا جواب یہ ہے کہ سنیوں نے اگر کوئی کتاب ایسی لکھی ہے جس سے بوہروں کی دل آزاری ہوتی ہے تو ملا صاحب کو اس کے خلاف چارہ جوئی کرنی چاہئے۔ ہم بہت خوشی سے اور دلی صداقت سے سنی کتاب کی مخالفت پر بھی آمادہ ہیں یہ طریقہ پسندیدہ نہیں ہے کہ ملّا صاحب بھی سنیوں اور اُنکے بزرگوں کو گالیاں دینے لگیں۔ یہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لینا ہے اور ملّاؑ صاحب اس ملک کے قانونی بادشاہ نہیں ہیں۔

مکتوب نویس صاحب میں کچھ صداقت ہے تو اپنے نام وپتہ سے محمد اسمعیل سرپاؤ کے مرسلہ کا جواب اور ہمارے نوٹس کی تردید لکھیں ہم اسکو بے تامل درج کرینگے اسطرح تقیہ کی آڑمیں اخباروں کو دھمکانا مفید نہیں ہے کہ اخبار اس سے زیادہ بڑی بڑی دھمکیاں رات دن برداشت کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔

اقبل ایک تحریر ملّا صاحب کی بھی شایع کیجاتی ہے تاکہ معلوم ہو کہ وہ اپنی کتاب کی بابت کیا جواب دیتے ہیں اسکے بعد ایڈیٹر اخبار خطیب نے جو جواب لکھا ہے وہ بھی اسکے آخر میں درج کرتے ہیں۔

خطیب دہلی جلد ۹ نمبر ۱۹ — ۲۲ مئی سنہ ۱۹ء

کشف حقیقت

ایک مضمون مفتریات و کذب بیانیوں سے بھرا ہوا کتاب ضوء النور الحق المبین
کے خلاف آج کل اردو کے اکثر اخبارات میں بعنوان درمان الدین عند اللہ
الاسلام شائع ہو رہا ہے۔ اس کے لکھنے والے ولی محمد اسمٰعیل سریادہ صاحب
ایک ایسے گمنام حضرت ہیں جن سے اردو داں پبلک قطعی ناواقف ہے
اور جنہوں نے آج تک کوئی اسلامی خدمت انجام نہیں دی نہ اب تک عیسائیوں
کی دل آزار تحریروں اور آریوں کی دریدہ دہنی کے خلاف کبھی اپنی حمیت
اسلامی کا اظہار کیا۔ نہ ان علماء کے خلاف جن کا شغل شب و روز کفر و تکفیر ہے
صدائے احتجاج بلند کی۔ نہ صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ میرزائے
قادیانی کے خلاف کبھی ایک حرف لکھا۔ نہ کبھی مسلمانوں اور حکام سے عرض
فریاد کی کہ وہ علانیہ ڈنکے کی چوٹ تمام غیر احمدی مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔
تعجب ہوتا ہے کہ پھر حضرت سریادہ صاحب کا ایک ایسی محدود الاشاعت
اور مخصوص فرقہ کی بلیغ عربی کتاب کے خلاف جس میں فاضل مصنف نے
اپنے عقاید خاص اپنے گروہ کے لئے بیان کیے ہیں اور جس پر کسی کو اعتراض
کا کوئی حق نہیں ہے۔ ایسا جہل اور اشتعال انگیز مضمون لکھنا اور پھر اس کو
تمام اردو اخبارات میں شایع کرانا کیا معنی رکھتا ہے۔

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری میں
کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

جنہیں واقعات کا علم ہے وہ تو جانتے ہیں کہ بچارہ ولی محمد کو کیا پڑی ہے
جو ایسی ورد سری مول لیتا پھرے۔ یہ تو انہیں لوگوں کا کام ہے جنہیں
طاہر سیف الدین صاحب سے خاص عداوت ہے اور جو چاہتے ہیں کہ

بزرگ موصوف کے وقار اور جلالت مرتبہ کو صدمہ پہنچے۔ چنانچہ ان ہی مخالفین
نے اس کتاب کے خلاف اسی نیت سے گجرات کے کئی شہروں میں چند
مولویوں کے ذریعہ سے جلسے کرائے تھے۔ لیکن مخالفین بالکل ناکامیاب
رہے انہیں لوگوں نے اس کتاب کو اس نیت سے بمبئی کی عدالت فوجداری
میں ملزم ملا رحمت علی کی طرف سے پیش کیا تھا۔ جس کے متعلق ہم عدالت
اور فاضل سنی ایڈیٹر رسالہ "اسلام" کی رائے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ جس سے
لوگوں پر اس مضمون کی حقیقت بے نقاب ہو جائے گی۔ اور سر یادہ کے
مہمل اور رکیک مضمون سے اردو داں پبلک کو غلط فہمی نہ ہوگی۔ نفس مضمون
کی وکالت اور لغویت کے متعلق ہم آئندہ صحبت میں تذکرہ کرینگے۔

بمبئی کی فوجداری عدالت میں جو مقدمہ چل رہا تھا۔ اس میں ملزم رحمت علے
نے اپنی بریت کے لئے کتاب ضوء نور الحق المبین کو پیش کیا تھا۔ اور یہ ظاہر
کیا تھا کہ اس میں بھی سخت الفاظ فاضل مصنف نے استعمال کئے ہیں۔ لیکن منصف
مزاج مجسٹریٹ رائے بہادر چنی لال سیتلواڈ صاحب نے مقدمہ کے فیصلہ میں
حسب ذیل رائے ظاہر کی ہے۔

"میں اس رائے پر آیا ہوں کہ ملزم نے سیدنا طاہر سیف الدین اور سنی مسلمانوں
کے درمیان مشکلات پیدا کرنے کے لئے کتاب مذکور کو عدالت میں پیش کیا ہے
در اصل یہ کتاب سیدنا طاہر سیف الدین کے حکم و ہدایت سے شائع کی گئی ہے
لیکن فروخت کرنے کی غرض سے نہیں بلکہ اپنے مریدوں میں تقسیم کرنے کے مقصد
سے شائع ہوئی ہے۔

رائے ایڈیٹر رسالہ اسلام

مقدمہ مذکور میں ملزم کو عدالت سے دو ہزار روپیہ جرمانہ اور جرمانہ وصول نہونے بر بارہ ہفتے قید سخت کی سزا اور ایک برس کے لئے نیک چلنی کی ضمانت کا حکم صادر فرمایا گیا۔

اس فیصلہ کو برادران اسلام نہایت غور سے پڑہیں گے تو معلوم ہوگا کہ سیدنا طاہر سیف الدین اور بوہرہ قوم کے خلاف سنی بھائیوں کو اشتعال دلانے کے لئے یہ ناجائز راستہ اختیار کیا گیا ترجمہ از رسالہ اسلام صفحہ ۳۳ مصنفہ منشی فتح خاں احمد خاں ایڈیٹر رسالہ اسلام۔

راقم

ایک رازداں

جو مراسلہ اوپر درج کیا گیا ہے اس کی نسبت خطیب یہ لکھنا مناسب سمجھتا ہے کہ ولی محمد اسمعیل کی شخصیت اگر مشہور نہیں ہے تو کشف حقیقت لکھنے والے کی طرح "راز محض" بھی نہیں ہے۔ جب مراسلہ نگار کو اپنا نام لکھنے کی جرات نہوئی تو دوسرے شخص کی غیر ناموری پر اعتراض فضول ہے۔

خطیب کسی فریق کا طرفدار نہیں ہے۔ جیسا کہ گزشتہ پرچہ میں تقیہ کی دہمکی کے عنوان کے ماتحت لکھا گیا تہا کہ سرپادہ صاحب کے بیان کی تردید لکھی جائے ہم بخوشی اسکو شایع کرینگے۔ گو یہ مراسلہ تردید نہیں ہے بلکہ طعن و تعریض ہے تاہم اس کو بہی شایع کیا جاتا ہے۔

اگر سرپادہ نے آریوں، عیسائیوں اور قادیانیوں کے خلاف قلم نہ اٹھایا اور صرف ملا صاحب کی کتاب درشت و دل آزار کی قلعی کہولی تو کچھ گناہ نہیں کیا۔ کیونکہ ہر شخص کا ایک ہی کام ہوتا ہے۔ ملک میں صدہا لوگ آریوں، عیسائیوں، اور قادیانیوں کے خلاف تردید کا کام کر رہے ہیں۔ سرپادہ نے یہ خدمت اپنے ذمہ لی۔ رازداں کو لکھنا چاہیئے تہا کہ پردۂ زنگاری میں کونسا معشوق پوشیدہ ہے

اور اس کے سیدنا نے یہ کتاب کیوں شائع کی ہے۔
ہم نہیں جانتے ملا رحمت علی کون ہیں اور کس بات کا فوجداری مقدمہ تھا اور ان کو سزا کس جرم میں دی گئی ہوگی۔ کتاب ضوء نور الحق المبین کو تو انہوں نے مثال میں ملا صاحب کے خلاف پیش کیا تھا۔ جیسا کہ فیصلہ کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے پھر یہ فیصلہ سنیوں کو کیونکر مطمئن کر سکتا ہے جنکی ملا طاہر سیف الدین نے توہین کی ہے۔
خطیب مجسٹریٹ کی اس رائے سے متفق نہیں کہ چونکہ یہ کتاب فروخت نہیں ہوئی۔ صرف ملا صاحب کے مریدوں میں تقسیم ہوئی اسواسطے سنیوں کی دل آزاری اس سے نہیں ہو سکتی۔"
کیا مجسٹریٹ صاحب اس شخص کو بھی سزا کے قابل نہ سمجھتے جو کوئی باغیانہ کتاب لکھتا اور فروخت نہ کرتا بلکہ اپنے ہم خیالوں کو مفت تقسیم کرتا اور لکھدیتا کہ یہ فلاں جماعت باغی کے لئے مخصوص ہے۔ یقیناً مجسٹریٹ صاحب کو پریس ایکٹ مجبور کرتا اور وہ ایسی کتاب لکھنے چھاپنے اور شائع کرنے والے کو سزا دیتے پھر کیا وجہ ہے کہ اس پریس ایکٹ کے ایک حصہ کو انہوں نے پس پشت ڈالدیا جہاں لکھا ہے کہ ایسی چھپی ہوئی چیز جو ہز مجسٹی کی رعایا کے ایک فرقہ یا چند فرقوں کے خلاف نفرت و عداوت کا جذبہ پیدا کرے وہ ایکٹ کی سزا یعنی ضبطی وغیرہ کی مستحق ہے۔ خطیب کو اہنک اس امر پر اصرار ہے کہ سنیوں اور شیعوں کا دل دکھانے والی کتاب مذکور ضبط ہونی چاہیئے۔ اور مصنف کو ایسی دل آزاری سے باز رہنے کی ہدایت ہونی ضروری ہے۔ (ایڈیٹر)

اگر بوہروں کی ملا سے صلح کانفرنس میں ہو تے

خطیب دہلی ۷ مئی ۱۹۱۹ء

مسلمانوں کو شکایت ہے کہ صلح کانفرنس میں انکی طرف سے کوئی قائم مقام پیش نہیں کیا گیا۔ ہر شخص اپنے مذاق اور اپنے خیال کے موافق قیاس دوڑاتا ہے کہ فلاں شخص مسلمانوں کا قائم مقام بناکر صلح کانفرنس میں بھیجا جاتا تو اسلامی حقوق کی خوب ترجمانی ہوتی۔ کوئی کہتا ہے مسٹر محمد علی جاتے کوئی کہتا ہے کہ مسٹر امیر علی کو مقرر کیا جاتا۔ کسی کی رائے ہے کہ سر آغا خاں اس کی اہلیت رکھتے تھے۔

وقت گذر گیا اور کسی مسلمان کی نامزدگی نہ ہوئی تو گھر میں بیٹھکر جی خوش کرنے کو خیالی پلاؤ پکانا کچھ زیادہ برا نہیں ہے۔ لوگوں نے مسٹر محمد علی مسٹر امیر علی سر آغا خاں کے لئے کھچڑی پکائی تو ہم بوہروں کے ملا طاہر سیف الدین صاحب کے واسطے قیاسی حلیم کیوں نہ پکائیں۔ کہ قیاسات وخیالات انشاپرداز قوم کے ہر حکومت نے آزاد رکھے ہیں۔ اور کوئی قانون خیالی لہروں کی گرفت کے خلاف نہیں بنایا گیا۔

مسلمانوں کی قوم لٹریری قوم ہے۔ شاید کبھی عملی ہوگی۔ ابتو اسکی زندگی ادبی اور انشائی خیالات کی خوراک سے بسر ہوتی ہے۔ اسی خیالی دستر خوان پر یہ قیاسی حلیم رکھا جاتا ہے۔

کہ اگر صلح کانفرنس میں داعی ابن داعی۔ ملاّ ابن ملاّ ہز ہولی نس مسٹر طاہر سیف الدین صاحب ادام اللہ علوہم مسلمانان عالم کے قائم مقام بنا کر بھیجے جاتے تو پیرس کی کانفرنس میں کیا کیفیت آتی۔

اگر ایسا ہوتا تو مسٹر ملاّ صاحب کھڑے ہوکر یوں تقریر فرماتے۔

اما بعد۔ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ میں آل محمد صلعم کا غلام ہوں۔ اور ہر وقت ان کا خدمت گذار۔ جیسا کہ میں نے اپنی کتاب ضوء نور الحق المبین کے

صفحہ ۱٦ پر لکھا ہے: میں آل محمدؐ کا مملوک اور معتمد ہوں۔ ان کی تائید و امداد ہر لحظہ میرے پیش نظر رہتی ہے (جناب ملا صاحب اتنا کہنے پائے تھے کہ جلسہ میں سے آواز آئی) بالکل جھوٹ ہے۔ آپ نے آل محمد کی کیا اور کونسی خدمت کی؟ لاکھوں سید زادے اور سید زادیاں فاقہ کشی کرتی ہیں۔ آپنے ایک کی بھی امداد و تائید نہیں کی اور ان کے نام سے خمس لیکر خبر نہیں کہاں خروج کیا۔ آپ نے کتاب مذکور کے صفحہ ۱٦ پر امداونی کل حین لکھا ہے اور یہ ایسا صریح اور بڑا جھوٹ ہے جس کی کچھ حد نہیں۔ آپ کجا کوئی آدمی بھی کل حین کی امداد پر حاضر نہیں رہ سکتا۔

صدر جلسہ نے معترض کو آڈر پلیز کہکر روک دیا اور جناب ملا صاحب نے اپنی تقریر کو پھر جاری فرمایا۔

حضرات و خواتین! (پھر آواز آئی یہاں عورتیں نہیں ہیں آپ فیشن کی تقلید نہ فرمائیے) میرا نام محمد طاہر سیف الدین ہے۔ میں بوہروں کا داعی اور پیشوا ہوں۔ مجھکو خدا نے وہ شان دی ہے کہ محض رسولؐ اور اسکے وصی اور امام زماں کا قبول کر لینا کافی نہیں ہوتا جبتک کہ میرے اوپر ایمان نہ لایا جائے۔ جو لوگ مجھ پر ایمان نہ لائیں اور میری اطاعت کا عہد نہ کریں وہ مومن نہیں ہو سکتے کہ بغیر مجھ پر ایمان لانے کے خدا اور رسول اور امام پر ایمان لانا بالکل بیکار و بے فائدہ ہے۔

صدر جلسہ نے ٹوکا کہ آنربیل اسپیکر ذاتیات کی طرف جا رہے ہیں اور یہ ایک طرح سے وقت کا ضائع کرنا اور جلسہ کو تھکانا ہے۔

جناب ملا صاحب نے فرمایا: مائی لارڈ مجھے معاف فرمائیں...... یہ جملہ معترضہ بہت ضروری تھا اور اس کے بغیر حاضرین کو میری نیابت کاملہ و قائم مقامی

اصلیہ کا مرتبہ معلوم ہونا دشوار تھا۔ میں نے اپنی کتاب ضوء نور الحق المبین کے صفحہ ۳۵ پر اپنی ذات کے علو، قربت کو اسی واسطے واضح طور پر بیان کیا ہی گو اسپر اعتراض کیے جاتے ہیں اور اخبارات اسپر نکتہ چینی کرتے ہیں اور مجھکو خودستا کا خطاب دیتے ہیں۔ مگر میں اس کی کچھ پروا نہیں کرتا۔ کیونکہ مجھکو اپنے مقلدین کے دلوں پر اپنا اثر اور وقار قایم رکھنے کی بڑی ضرورت ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ بالشویکی ہوا انکو مساوات کی بہار نہ دکھادے اور اسلام کی آزادی کہیں انکو یاد نہ آجائے اور وہ مجھ سے برابری کا مطالبہ نہ کرنے لگیں اور کہیں یہ خیال نہ پیدا ہو جائے کہ اب آل محمد صلعم ان کی خود خدمت کو آمادہ ہے اسکو اپنے غلاموں اور مملوکوں کے ذریعہ سے اپنی اور امت کی امداد درکار نہیں ہے اور وہ اسپر جدید نص پیش کرتی ہے۔

صدر جلسہ نے پھر ٹوکا کہ حاضرین آپ کی قدر و عزت سے آگاہ ہیں اور یہاں کوئی بوہرہ موجود نہیں ہے۔ آپ کا وقت ختم ہونے والا ہے۔

یہ سنکر عالیجناب ملا صاحب نے مسٹر ولسن صدر جمہوریہ امریکہ کو مخاطب کرکے فرمایا میں اصل مقصد پر دو منٹ میں آجاؤنگا۔ مسٹر ولسن جانتے ہیں اقوام کی لیگ ہر درد کی دوا ہے اور قوم سرمایہ سے تیار ہوتی ہے۔ امریکہ میں جمہوریت کی زندگی سرمایہ سے قائم ہوئی ہے اور اصلی آزادی اسکو ہے جو روپے والا ہو۔ میں خود ذاتی تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ بہت روپیہ میرے پاس ہے اور اسی واسطے مجکو آزاد خیال کہا جاتا ہے (قہقہہ) میں درخواست کرتا ہوں کہ جن چھوٹی اقوام کو آزادی دلوائی جاے انکو روپیہ بھی دیا جائے تاکہ وہ حقیقی طور پر آزاد ہو جائیں۔

(صدر جلسہ نے کہا اپنے منصب اور مقصد کا خیال کیجئے آپ سے دوسری

اقوام کا سوال نہیں ہے۔

ملاّ صاحب نے کہا۔ کہ یہ ایک مثال تھی اس ارادہ کی جسکو ظاہر کرنے کے لئے یہاں کھڑا ہوا ہوں۔

میں مسلمانوں کی قوم کا نائب اور قایم مقام ہوں اور ان کو روپے کی بہت ضرورت ہے۔ ان کی آزادی صرف یہ ہے کہ روپیہ بہت زیادہ انکے پاس ہو۔
جنٹلمین! میں کہدینا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں نے جبراً مجکو اپنا قایم بنادیا ہے ورنہ میں کسی مسلمان کو اگر وہ بوہرہ نہ ہو اور بوہرہ ہو۔۔ جو مجپر ایمان رکہتا ہو مسلمان نہیں سمجھتا۔ اور میں نے اپنی کتاب ضوء نور الحق المبین میں صفحہ ۳۴ پر لکہدیا ہے کہ جو لوگ سنت جماعت ہیں اور امام کا کلمہ پڑہتے ہیں وہ کلمہ ان کے منہ پر مارا جائیگا۔ اور ہرگز قبول نہوگا کیونکہ انہوں نے مجکو قبول نہیں کیا ہے اور میں نے شیعوں کی بابت بھی کچھہ اسی قسم کا خیال آزادی سے ظاہر کردیا ہے۔ آپ میری کتاب مذکور کو دیکھئے جو برٹش انڈیا پریس بمبئی میں چھپی ہے اور جسکا نام میں اسوجہ سے نہیں لیتا کہ تاریخی اعداد نکلنے کے سبب ذرا وہ بڑا ہوگیا ہے اور اگر اسکو بار بار زبان پر لاؤنگا تو حاضرین کا وقت بہت ضایع ہوگا جس کا مجھے بہت خیال ہے کیونکہ میں وقت کی قدر کو آپ سے زیادہ جانتا ہوں یا کم از کم آپ کی برابر۔ کیونکہ میں ایک تاجر جماعت کا پیشوا ہوں اور آپ کو معلوم ہے کہ تاجر وقت کو کتنا عزیز رکہتا ہے۔

صدر جلسہ نے مسکرا کر کہا۔ آنریبل اسپیکر کے ساتھہ جلسہ کو ہمدردی ہے۔ کہ ان کا وقت اب وقت ختم ہوگیا اور حاضرین اس قلق میں رہ گئے کہ آنریبل اسپیکر جس مقصود کے لئے یہاں بھیجے گئے ہیں اس کے متعلق انکی زبان سے انہوں نے کچھہ بھی نہیں سنا۔ اب میں آڈر دیتا ہوں کہ وہ اپنی جگہ پر بیٹھہ جائیں۔

مسٹر ملا صاحب نے فرمایا حضرت آپکو معلوم رہے کہ میں جبتک بات ختم نہ کر لونگا اپنی جگہہ پر نہیں جاسکتا۔ کیونکہ قدرت نے مجھ میں اپنی ضد پر قائم رہنے اور بجبر و اصرار دوسروں سے اپنی بات منوالنے کی ایک خاص قوت دی ہے بمبئی کے بعض لوگ اس خداداد ملکہ سے اچھی طرح سے آگاہ ہیں۔ صدر جلسہ ابھی بے تار کی تجبر رسانی کا تار دیکر دریافت فرما سکتے ہیں۔ اسپر جلسہ میں کچھ بدمزگی کے آثار پیدا ہوئے اور بعض ممبروں نے ایسی باتیں کیں جنکو اس رپورٹ میں درج کرنا مناسب نہیں۔

ملا صاحب نے اپنی تقریر جاری رکھکر فرمایا۔

حضرات! بہکانے والے بہت بُرے ہوتے ہیں ایک شخص جعفر بہروالی نے جو احمد آباد و گجرات کے پاس ایک مقام میں جسکو ٹین کہتے ہیں رہتا تھا ہمری قوم بوہرہ کو ایسا بہکایا کہ ۱۲ لاکھ آدمی مجھ سے منحرف ہو کر سنی مسلمان بنگئے اسی واسطے میں نے اپنی کتاب تنبیہ نام والی کے صفحہ ۶۳ پر اس شخص کو خناس گمراہ۔ مصاحب ابلیس وغیرہ لکھا ہے کیونکہ میں بہکانے والے کو انہی الفاظ کا مستحق تصور کرتا ہوں۔

آواز آئی۔ مختصر کیجے۔ اور خلاصہ کہئے۔

ملا صاحب نے بگڑ کر فرمایا۔ خاموش رہو۔ میں نے اپنی کتاب طویل الاسم میں بہی مقصد کم اور الفاظ زیادہ رکہے ہیں کیا نہیں سنا نپولیں کا قول کہ الفاظ میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔

میں ہر موسیو اور ہر مسٹر سے رخصت ہونیکے وقت کہنا چاہتا ہوں کہ میں فلسفی بہی ہوں اور میں نے اپنی کتاب میں جسکا ذکر اوپر آیا ہے کہیں کہیں حکمت و فلسفہ کا کرشمہ بہی دکہایا ہے اور وہ یہاں بہی تہوڑا القدر گنجایش وقت عرض

کرنا چاہتا ہوں جو یہ ہے۔

آزادی طاقت کا نام ہے خوش حالی۔ تدبیر اور خفیہ منصوبوں کو کہتے ہیں۔ باہمی امن و سلوک ظاہرداری کی مدارات اور دعوت کہلانے سے حاصل ہو سکتا ہے میرے یہ مقولے آب زر سے اپنے دلوں پر لکھ لیجئے کہ آپ کی کانفرنس۔ طاقت اور خفیہ تدبیر۔ اور ذاتی مقاصد پر اڑے رہنے اور لوگوں کی دلجوئی کرنے سے کامیاب ہو سکتی ہے۔ اگرچہ اندیشہ اشتراکیت و بالشویک ازم ڈراتا ہے کہ خبر نہیں کل کیا ہونے والا ہے جس طرح کہ مجکو ہر وقت یہ فکر دامنگیر ہے کہ بوہروں کے خیالات تعلیم و آزادی اور قران و اسلام کی طرف جارہے ہیں ایسا نہ ہو کہ میری لیڈری کا فلسفہ ٹوٹ جائے اور اسی کے لئے میں نے وہ کتاب لکھی اور شایع کی ہے اور ممبروں پر روزانہ پڑھوا تا ہوں جس کا ذکر ابھی ہوا تھا اور جس کے نام پر تقریر یہ ختم کرتا ہوں۔ اگر واقعی سچ مچ بوہروں کے ملا صاحب ایسا کہتے تو تعجب ہوتا مگر یہ تو ایک خیالی لہر اور خلاف واقعہ کہانی ہے (رقم ایک کانفرنسی)

بیمار کرنے والا مسیحا

از اخبار قوم دہلی ۲۴۔ اپریل ۱۹۱۹ء

قوم کے گزشتہ نمبر میں ملا طاہر سیف الدین صاحب کی نسبت ایک مراسلہ بطور ضمیمہ شایع ہوا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ اس مراسلہ کے مندرجات کی صحت و عدم صحت کے کچھ دلائل ہیں یا نہیں۔ لیکن جس دلیری سے یہ مراسلہ لکھا گیا ہے وہ معمولی نہیں ہے۔ اور جو اقتباسات ملا صاحب کی فتنہ پرداز کتاب کے آئے ہیں وہ ایسے اصلی معلوم ہوتے ہیں (کیونکہ خود ملا صاحب کی عبارت منقول ہوئی ہے) کہ انکی صحت میں شک کرنے کی گنجائش نہیں رہتی

بوہروں کے ملا صاحب تو اپنی جماعت کے مسیحا مشہور کئے جاتے تھے۔ مگر ان کی کتاب ضوء نور الحق المبین کی عبارت کہتی ہے کہ وہ اندھوں کو بینا کرنے والے مسیحا نہیں ہیں۔ بیماریوں کو صحت بخشنے والے مسیحا نہیں ہیں بلکہ ان کی مسیحائی بینا کو نابینا۔ اور تندرست کو علیل کرنے والی نازل ہوئی ہے۔

قابل رحم ہے بوہرہ جماعت جس کے ہادی اخلاق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محروم ہیں۔ کہ اپنے سوا سب مسلمانوں کو علی الاعلان کافر اور دوزخی کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت تو رحمۃ اللعالمین تھی۔ ان کو تو قرآن شریف میں یہ تعلیم دی گئی تھی کہ کفار سے کہد و لکم دینکم ولی دین۔ اور ملا صاحب غیر مسلم کفار کجا مسلم سنیوں اور شیعوں کو (جو ملا صاحب کی پیشوائی کو نہ مانتے ہوں) کافر جہنمی کہکر اور لکھکر فخر کرتے ہیں۔

ہماری رائے ہے کہ اگر بوہرہ جماعت اپنے ملا صاحب اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق۔ عادات۔ اور طرز تعلیم و تلقین کو باہم مقابلہ کرکے انصاف سے غور کریگی تو اسکو صاف معلوم ہو جائیگا۔ کہ ان کا مسیحا حسد و عداوت کی بیماریاں پھیلانے والا ہے اور اسکو صراط مستقیم اسلام و ایمان کی ہوا تک نہیں لگی۔ ہم دلی جوش سے مرسلہ نویس کی تائید کرتے ہیں۔

مذہب اسلام کی توہین

دہلی گزٹ ۹ رجب ۱۳۲۳ھ

آج ہم اپنے ناظرین کی توجہ اوس مضمون کی جانب منعطف کرتے ہیں جس سے آج کا تمام اخبار بھرا ہوا ہے اور جو ایسا ضروری ہے کہ ہم دیگر مضامین پر اسکو ترجیح دئے بغیر نہ رہ سکے۔

ہمارے دفتر میں جو مرسلہ موصول ہوا تھا وسکو ہم نے بجنسہ شایع کردیا ہے

تاکہ ناظرین اوسکو پڑھکر رائے قائم کرسکیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کتاب مسمی بہ "ضوء حق المبین" کے ذریعہ پیرجی طاہر سیف الدین نے عامتہ المسلمین کی بڑی دلشکنی کی ہے اور سنی و شیعہ دونو گروہوں کی توہین کی ہے۔ اور مذہب اسلام کے مقدس اصول پر ناپاک حملے کئے ہیں۔ اور دونو فرقوں کو جہنم کا سزاوار بتایا ہے ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ایسی دلشکنی کس مصلحت سے روا رکھی گئی ہے اور یہ کتاب اب تک کیوں نہ ضبط کی گئی۔ ہم نے اپنے نامہ نگار کو لکھا ہے اور یقین ہے کہ وہ اُس کتاب کو حاصل کر کے ہمارے دفتر میں بھیجدینگے اوسکے موصول ہونے پر ہم انشاء اللہ اس کتاب کے جستہ جستہ مقامات کا انتخاب اہل اسلام اور گورنمنٹ کے روبرو پیش کرینگے اگر نامہ نگار کا بیان صحیح تسلیم کرلیا جائے اور کوئی وجہ نہیں معلوم ہوئی کہ صحیح تسلیم نہ کیا جائے تو پیرجی نے اہل سنت والجماعت کو صریح الفاظ میں مشرک اور کافر اور ناری بتایا ہے۔ کیونکہ جب اونکی توحید اونکے کام نہ آئی تو وہ مشرک ہے اور جسکا کلمہ طیبہ قبول نہیں وہ کافر ہے جسکا گھر جہنم کے سوا کہیں نہیں ہوسکتا۔

اسیطرح شیعہ حضرات کی نسبت بھی پیرجی نے قلم فرسائی کی ہے۔

مُلّاجی

از رسالہ نقیب بدایوں اپریل سنہ ۱۹۱۹ء

اکبر کے زمانہ سے لیکر آجتک لُغت کی کتابیں شکوہ گزار ہیں کہ مُلّا کے لفظ نے ہمارے اندر ہلاچلی مچا رکھی ہے۔ اب جمہوریت کا زمانہ آیا ہے یا تو اس کو ہمارے شہروں سے جلاوطن کیا جائے یا اسکی عادت و خصلت میں ترمیم و تبدیلی

کی کوئی تجویز پاس ہو۔

اُن کا بیان ہے مُلّاؔ۔ مولوی اور مولانا کے وسط کا ایک لقب تھا جو بہت زیادہ مولانا نہو اور مولوی سے ترقی کرکے آگے بڑھنا چاہے اس کو مُلّا کہتے تھے مگر اُنکی فوراً تردید کردی گئی اور کہا گیا کہ ملا تیسرے درجہ کی چیز ہے۔ اوّل مولانا دوم مولوی سوم مُلّاجی۔ اس مباحثہ میں کسی نے یہہ نہیں بتایا کہ ملا کے مقابلہ کا لفظ ہندی زبان میں کونسا ہے۔ اسواسطے میں خود تاریخی واقعات سے اس پر غور کرنا چاہتا ہوں۔

اکبرؔ کے زمانہ میں بیربل اور ملّاؔ دوپیازہ ظرافت و بذلہ سنجی کے دو ہیولے قرار دیئے گئے تھے۔ بیربل کا وجود تو ثابت ہوتا ہے ملّا دوپیازے کی شخصیت کا پتہ نہیں چلتا۔ اگر ملا عبدالقادر صاحب بدایونی کو اس شہرت عام کا مفہوم قرار دیا جائے تو کسی طرح درست نہوگا۔ کیونکہ یہ ملاؔ صاحب ان چھچھوری ظرافت سے قطعی پاک تھے جو ملا دوپیازے کی طرف منسوب کیجاتی ہے۔ بیربل کی ذات میں بھی جو حاضر جوابیاں پیوست کی گئی ہیں اُنکی اصلیت بھی واقعہ کے خلاف ہے۔ وہ بچارا برہمن اس شگفتہ طبعی سے کوسوں دور تھا تاہم اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ دور اکبر میں بھی برہمنی اور ملاگری۔ ایک مضحکہ خیز چیز تھی۔ اسی لیے تو ہندؤں اور مسلمانوں نے مسخرہ پن کے دو پیکر ان الفاظ میں تراشے تھے کہ ایک نے برہمن دیوتا کو پھکڑ بازی کا مجسمہ بنایا تھا اور دوسرے نے ملاجی کو۔

اورنگ زیب کے ایام میں اُن کے اُستاد ملّاؔ جیون صاحب اپنے علم و فضل میں یگانہ عصر ہونگے۔ ورنہ عالمگیر اپنی استادی کا فخر اُن کو ہرگز نہ دیتا۔ تاہم چونکہ نام کے ساتھ مُلّاؔ لگا ہوا تھا خلقت میں اُن کے بھولپن کے ہزاروں

افسانے مشہور ہیں جونپور کے پل کا قصہ کس کو معلوم نہیں؟ اور اسی طرح یہ حکایت بھی عام وخاص میں مشہور ہے کہ جب رخصت کے ایام پورے کرکے ملاجی گھر سے واپس بادشاہ کے پاس آئے تو بیل گاڑی والے سے پوچھا کہ واپسی میں کیا کرایہ لوگے۔ وہ بولا اب پچاس روپے دیئے ہیں واپسی میں صرف پانچ روپیہ لونگا۔ اتنا سستا کرایہ سُنکر ملاجی فوراً واپس چلے گئے اور عالمگیر کو لکھدیا کہ گھر جانے کو پھر اتنا سستا کرایہ نہ ملتا۔ اتفاق سے پانچ روپیہ کرایہ کی گاڑی مِلگئی ہے۔ اس لیئے واپس جاتا ہوں یہ قصہ درست ہو یا نہو مگر اس سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ خلقت "ملا" کے لفظ میں بیوقوفی اور کنجوسی کے خزانے بھرے ہوئے دیکھتی ہے۔ اور اس کو "ملا" خارج از عقل ہیولا نظر آتا ہی

ہمارے زمانہ میں ملانے ایک نیا چولا بدلا ہے۔ اور سرحد کے جہادی مُلاؤں کے طفیل ملا کے لفظ کا تمسخر اور احمق پن تو کافور ہوگیا اور جنون و وحشت و خون آشامی کا تخیل سامنے آگیا جتنے انگریز اور ان کے اخبارات سرحدی ملاؤں سے واقف ہیں ان کو دیوانہ ملا کے نام سے یاد کرتے ہیں چند سال کا ذکر ہے۔ ملا ہاڈا کے نام نے سارے ہندوستان کو اور اس کی فوجوں کو تہلکہ میں مبتلا کردیا تھا۔ اس زمانہ میں کچھ لوگ تھے جو ہاڈا کی شخصیت و سمیت پر تعجب کرتے تھے اور ان میں سے خوش عقیدہ ادب شعار لوگ ملا ہدی کہکر اور لکھ کر ہاڈا کے ثقیل لفظ کو بدلنا چاہتے تھے۔ مگر جب سرکاری اعلان نے ظاہر کیا کہ ہاڈا ہی صحیح ہے۔ تو ان کو بہت مایوسی ہوئی تھی۔

سمالی لینڈ کے مشہور خون ریز ملا عبداللہ کو بھی انگریز لوگ دیوانہ ملا کہا کرتے تھے کیونکہ انگریزوں کے ہاں گوری اقوام کے خلاف خواہ مخواہ لڑنے والے کو عموماً یہی خطاب ملتا ہے۔

اگر خطیب اخبار اور نظام المشائخ رسالہ کے ایڈیٹر محمد الواحدی صاحب مجھکو یہہ لکھ لینے کی اجازت دیں تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جسدن انکے نام کے شروع میں ملا محمد الواحدی لکھا دیکھا گیا تو مجھکو ایک غیر معمولی خوف انکے پرچوں سے ہوگیا تہا۔ کیونکہ میں ذبح خانہ کے ایک قصائی ملا سے بچپن میں ڈر چکا تھا۔ جبکہ وہ ایک موٹی اور بھدی ہوئی روئی دار کمری پہنے ہوئے آستین چڑہائے ہوئے کمیلہ میں جانوروں کو ذبح کرتا پھرتا تہا۔ اور لوگ کہتے تھے ملاجی ادھر بھی آنا۔ اور وہ چھری لیئے ہوئے دوڑا ہوا ادھر جاتا تہا اور پچھڑے ہوے جانوروں کو کمال بے دردی و بے ترسی سے ذبح کر ڈالتا تہا کمیلہ میں اک دن پچاس ساٹھ جانور برابر برابر پچھڑے ہوے پڑے تھے اور ملا کی چھری نے ان سب کو بے جان کر دیا تھا۔ بچپن کی یادداشت بڑی قوی ہوتی ہے۔ وہ دن ہے اور آج کا دن۔ جب ملا کا لفظ سنتا ہوں وہ وحشت ناک خونی اور ڈراونی شکل سامنے آجاتی ہے۔ مگر شکر ہے کہ واحدی صاحب نے مجھکو جلدی بتا دیا کہ انھوں نے محض اس واسطے یہ لقب اختیار کیا ہے کہ عرف عام کی طرح انکو کوئی شخص مولوی اور مولانا نہ کہے۔ جو اخباری کام کرنے والوں کو جلدی سے لکھدیا جاتا ہے۔

سُنا ہے بوہروں کے پیشوا کو بھی ملاجی کہا جاتا ہے۔ میں نہیں جانتا اُنکو ملا کا لقب کس وجہ سے ملا ہوگا۔ وہ تو اپنی جماعت کے پیر عالمگیر ہیں۔ نہ انکی ظرافت و خوش مزاجی کی خبر سُنی گئی۔ نہ سادہ لوحی کا کوئی قصہ معلوم ہوا۔ نہ خونریزی کی فہرست میں کبھی انکا نام دیکھا گیا۔ غالب خیال یہ ہے کہ ملا کا لفظ غلط طور سے مشہور رہا ہوگا۔ اور ان کے مریدان کو ملاجی نہ کہتے ہونگے۔

اگر کہتے بھی ہونگے تو میں ان کے قصہ پر توجہ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔

مجکو تو ان ملاّجی سے بحث ہے جو مسجد میں اذاں دیتے ہیں۔ اور جمعرات کی روٹی مانگنے آتے ہیں۔ اور میرے بچّے کے مکتب میں کان پکڑواتے ہیں۔ میں ان کو ملاّ دو پیازہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ ہر وقت انکی تیوری پر بل رہتے ہیں اور خوش مزاجی کی کوئی ادا ان میں نہیں پائی جاتی۔ میں ان کو ملاّ جیون نہیں کہنا چاہتا کہ سخت جاہل اور نہایت عقلمند ہیں۔ جمعرات کو ایک روٹی کم ملتی ہے تو لڑنے پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں میں ان کو ملا ہاڈا اور ملا رسمالی بھی کہنے پر تیار نہیں ہوں کہ انکی برابر میں نے کوئی بزدل نہیں دیکھا۔ کمیلہ کے ملا کی مشابہت کبھی کبھی دل میں آتی ہے۔ مگر یہ کپڑے بہت نفیس پہنتے ہیں۔ اس واسطے یہ مشابہت بھی درست نہیں رہتی کیونکہ کمیلہ کا ملاّ بہت میلا دیکھا گیا تھا۔

بوہروں کا ملا کہوں تب تو کسی صورت سے درست ہو گا کیونکہ بوہروں کے ملاّ لاکھوں کے امام ہیں اور یہ ملا صرف جمّن جُلاہے۔ بشیر سقے۔ شبراتی حجام کی امامت کرتے ہیں بوہروں کے ملاّ چاندا بھائی کی درگاہ کا حساب نہیں دیتے اور یہ ملا مکتب کے چندہ کا روزانہ حساب متولی کو سمجھا دیتے ہیں۔

بوہروں کے ملا اپنے آپکو خدا کہتے ہیں اور یہ ملاّ پانچوں وقت کسی اور خدا کو کوٹھے پر چڑھکر پکارا کرتے ہیں جو کچھ بھی ہو میں مسجدی ملا کی اس عادت سے عاجز آ گیا ہوں کہ رات دن لوگوں پر کفر کے فتوے لگاتے ہیں جو انکو بچی کھچی روٹی دے وہ تو مسلمان باقی سب کافر۔ جو انکی مٹھی چار پیسوں سے گرم کر دے وہ ایماندار باقی سب بے ایمان اور دوسرے اُن کے سخت لہجہ کی لاحول سے جی جلتا ہے کہ خود تو گھر کے اندر سب لاحول کے کام کریں اور باہر جس کو کوئی معمولی سا بُرا کام کرتا دیکھتے ہیں تو ایک مصری لحن کی لاحول پڑھ ڈالتے ہیں۔

توہین المسلمین اور طاہر سیف الدین

آگرہ اخبار ۷ مئی ۱۹۱۹ء

مسلمانوں کی یہ خواہش حق بجانب ہے۔ اور گورنمنٹ بمبئی کا فرض اولین ہے کہ وہ رسالہ ضوء الحق المبین کی کاپیاں جہاں ملیں ضبط کرلے۔ نیز طاہر سیف الدین کے نام ایک اعلان شائع کردے کہ وہ کسی فرقہ کی دل آزاری روا نہ رکھیں۔ کیونکہ اس قسم کی گستاخیوں سے عام طور پر مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ جبتک طاہر سیف الدین اپنے عناد وغرور کو صفحہ کاغذ پر نہ لائے تھے مسلمانوں کو اُن سے کوئی تعرض نہ تھا۔ اور نہ انھوں نے کبھی طاہر سیف الدین کے خلاف کوئی مظاہرہ کیا۔ لیکن اب کہ اُن کی خود پسندی لفظوں میں ظاہر ہوچکی ہے مسلمانونکا فرض تھا۔ کہ اُس کے خلاف اپنی آوازیں بلند کریں اور جو اُن کے خیال میں ضوء الحق ہے۔ اُسے ظلمتِ الحاد ثابت کردیں۔

بیشک مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر کلمہ گو توحید پرست ہے۔ عام اس سے کہ وہ اسلام کے کسی فرقہ سے تعلق ونسبت رکھتا ہو نیز شارع اسلام کا قول صریح اس باب میں موجود ہے کہ من قال لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ فدخل الجنۃ۔ اس میں کوئی تخصیص وامتیاز نہیں ہے حتی کہ بعض مفسرین نے ان لوگوں کو بھی جنتی اعتبار کیا ہے۔ جن کی تمام عمر فسق وفجور میں گزری اور مرتے دم انھیں کلمہ طیب نصیب ہوگیا۔ یہ اسلام کی وسیع الاثری ہے جسے طاہر سیف الدین کا پمفلٹ مٹا نہیں سکتا۔ اور نہ اس اعلان سے مسلمان طاہر سیف الدین کی پیروی کے لئے مجبور ہوسکتے ہیں

یہ اچھی بزرگی اور پیشوائی ہے کہ مسلمانوں کے اکثر بزرگوں کی عظمت بزرگی پس پشت ڈالکر اپنی نخوت و خود پسندی کا علم بلند کیا جاتا ہے۔ اور مسلمانوں کے پیشواؤں کو بُرا بھلا کہہ کے جی خوش کیا جاتا ہے۔ بیشک طاہر سیف الدین کی اس دل آزاری کا صلہ خدائے برحق و قدیر اپنی قدرت کاملہ سے خود دیگا۔ لیکن گورنمنٹ کا بھی فرض ہے کہ وہ اس قسم کے اسباب توہین کا انسداد کرے۔ اور عوام میں غصّہ و رنج پیدا نہ ہونے دے۔

ابتک مسلمانوں کے سرگروہ غیر قوموں پر شرک و کفر کا فتویٰ لگاتے چلے آتے تھے مگر اب ایک مسلمان خود ہی مسلمانوں کو مشرک و ملحد قرار دیتا ہے۔ اور اپنی خود رائی کو عظمت و بزرگی کے پردہ میں چھپا کر صداقت کی کاذب روشنی اُس پر ڈالنا چاہتا ہے۔ لیکن ایں خیال است و محال است و جنوں ÷ یہ باطل الخیالات کچھ زیادہ اثر آفریں نہیں ہو سکتے اور اس اظہار خود پسندی سے مسلمانونکی عقیدت کہن میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔

سُنا ہے کہ بلاد گجرات کے لاتعداد مسلمانوں نے طاہر سیف الدین کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرنی شروع کردی ہے۔ امید ہے کہ عدالت متعلقہ مسلمانوں کے اس دعویٰ حق پر انصاف اور عقل کے ساتھ غور کریگی۔ اور اونہیں کامیاب فتح مندی کا موقع دیگی۔ نیز ضبطی رسالہ کا حکم جلد از جلد لوکل گورنمنٹ کی طرف سے شایع ہو جائیگا۔

آخر میں ہم جناب سیٹھ ولی محمد اسمٰعیل صاحب کے ممنون ہیں جنہوں نے طاہر سیف الدین کے اس اعلان پر روشنی ڈالی اور ہندوستان کے مسلمانوں کو انکی خباثت نفس پر محاکمہ کا موقع دیا۔ فجزاھم اللّٰہ خیر الجزاء

سیف درنیام

آگرہ اخبار ۲۸ مئی سنہ ۱۹۱۹ء

جوہر نہ کچھ دکھائے یہ ہی بات حیف کی — کیا زنگ کھا کے رہ گئی تلوار سیف کی

بوہروں کے پیشوائے اعظم حضرت مولانا سید طاہر سیف الدین مدظلہ العالی نے پچھلے دنوں اپنی اعلیٰ قابلیت اور مذہب فہمی کی اشاعت سے جو ستایش وداد مسلمانوں سے حاصل کی اوس کا اعادہ تحصیل حاصل ہے مسلمانوں کا کوئی اخبار اور کوئی رسالہ ایسا نہ رہا جسنے حضرت کے حسن خیال وتجدید کی داد نہ دی ہو اور جدت ستم طرازی سے فریاد نہ کی ہو ہمیں معلوم ہے کہ اب سے کچھ عرصہ پہلے طاہر سیف الدین تمام مسلمانوں میں عقیدت مندی اور محبت کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے لیکن نہ معلوم شیطان نے ونکے کان میں کیا پھونک دیا کہ وہ فردوس عقیدت سے نکالکر باہر پھینک دئے گئے اور ہمیں امید نہیں کہ اونکی یہ زیادتی توبہ سے تلافی پذیر ہو کر پھر بھی اُنہیں اسی رتبہ کو پہنچا سکے گی۔

ہمیں ہنوز کچھ معلوم نہیں کہ صاحب موصوف کی کتاب معلومہ پر گورنمنٹ نے کیا ایکشن لیا اور اسکی اشاعت پبلک میں قابل ضبطی قرار دی گئی یا نہیں ہمیں کافی سے زیادہ یقین ہے بمبئی گورنمنٹ نے ضرور اسطرف توجہ فرمائی ہوگی اور جو مقدمہ بعض لوگونکی طرف سے اُنکے خلاف دائر ہوا تھا وہ کامیابی کیساتھ ختم ہو چکا ہوگا۔

تماشہ ہے گھر بیٹھے ہوئے ہو داد خواہوں میں

آگرہ اخبار ۷ جون سنہ ۱۹۱۹ء

سیف الاسلام سید ابو اہیر حضرت سیف الدین صاحب بہادر بالقابہ نے
ایک چھوٹے سے رسالہ میں عربی کی ٹانگ توڑ کے حقیقت میں اپنے اس رکن
عقیدت کا پاؤں توڑ ڈالا جسکے بل بوتے پر ہندوستان کے میدان عشرت
واطمینان میں کھڑے ہوئے تھے۔ اس واقعہ پر روشنی پڑتے ہی ہندوستانکے
مختلف گوشوں سے وہ لے دے ہوئی کہ الٰہی توبہ۔ لیکن ہمیں کچھ معلوم نہیں
کہ طاہر سیف الدین صاحب کی طرف سے کوئی جوابی مضمون بھی کسی اخبار
میں بغرض اشاعت بھیجا گیا یا نہیں۔ ہم منتظر تھے کہ حضرت موصوف اپنی
بے گناہی کا عذر پیش کرتے ہوئے اس کتاب کی کوئی تاویل منفعل یا تفسیر
مجوب بہت جلد پبلک میں شائع کر دینگے۔ لیکن افسوس ہے کہ تردید کا سامان
گراں نکلا اور کوئی جوابی مضمون ابتک شائع نہ ہوسکا۔

اون کی خاموشی اس بات کا یقین دلا رہی ہے کہ وہ بیحد مجوب و مغلوب الحال
ہیں۔ اب وہ سر نہیں اُٹھا سکتے۔ دنیا کا ہر حصہ اون کے مجلی کارناموں
سے واقف ہو چکا ہے۔ اور ہندوستان کا بچہ بچہ سمجھ گیا ہے۔ کہ طاہر سیف
الدین کتنے پانی میں ہیں۔

ہم اس بات کے جاننے کے لئے بیحد مشتاق ہیں کہ صوبۂ دکن کے غیور مسلمانوں
نے جو اُن کے خلاف عدالتی چارہ جوئی کی تہی۔ اوسکا کیا نتیجہ نکلا۔ ہمیں امید
ہے کہ ہمارے مکرم سر یادہ صاحب ہمیں اس کی بہت جلد اطلاع دینگے
اور اگر مقدمہ ہنوز دائر ہوگا۔ تو اُن اخباروں کو جن میں اُن کے اجتہاد بدعت
انگیز کی قلعی کھولی گئی ہے بطور شہادت عدالت میں پیش کر دیں گے۔

طاہر سیف الدین اپنی موجودہ کشمکشوں اور ندامتوں کے ساتھ جہاں کہیں
ہونگے ادر پریشان ہونگے اور اونہیں مسلمانوں کے جذبات حقیقی ولّی کے

ظہار سے جو صدمہ پہنچا ہے۔ وہ قیامت تک اونہیں مجروح رکھنے کے لئے کافی ہوگا
انشاء اللہ تعالیٰ ھو العزیز:-

ہنوز آں سیف باطل در نیام است

آگرہ اخبار ۱۲ جون سنہ ۱۹۱۹ء

ہندوستان میں رولیٹ بل کے پاس ہوجانے سے اتنا ایجی ٹیشن پیدا نہیں ہوا جتنا کہ طاہر سیف الدین کی ایک مختصر کتاب کے یک طرفہ مضامین نے ہل چل ڈالدی۔ رولیٹ بل کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے میں بہت سے اخباروں نے دبی ہوئی زبان اور گرے ہوئے بیان سے کام لیا۔ مگر اس کتاب کے خلاف لکھنے میں ہندوستان کا کوئی اخبار ایسا نہیں بچا۔ جسنے پرزور مضامین نہ لکھے ہوں۔ رولیٹ بل کے خلاف توقت الشیوع رسالوں میں کوئی پراثر مضمون دیکھنے میں نہ آیا۔ لیکن ضوء الحق المبین کی جھوٹی چمک کو مٹانے کے لئے تمام اردو رسائل بھی اخبارات کے ہم آہنگ نظر آنے لگے۔

اتنے بڑے تحریری ایجی ٹیشن کے بعد بھی ہم نے آج تک نہیں سُنا کہ گورنمنٹ نے اُس رسالہ کے خلاف کیا طرز عمل اختیار کیا۔ مانا کہ وہ صرف بوہرونکی ایک محدود جماعت کے لئے ہے لیکن اول تو اُس میں اس حدبندی کی کوئی تفصیل نہیں۔ دوسرے اُس کے مضامین اس حدبندی سے بہت زیادہ متجاوز ہوکر تمام ہندوستان کے نہیں بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں پر حملہ کررہے ہیں۔ اور جو شرک و بدعت کے پراگندہ اعلانات اس میں کئے گئے ہیں وہ حقیقت میں گورنمنٹ ہند کے لئے قابل توجہ ہیں۔ گورنمنٹ ہند

کسی کی دل وزاری تحریراً یا تقریراً پسند نہیں کرتی نہ روا رکھتی ہے۔ اور
اس سے پہلے چند در چند نظیریں ایسی موجود ہیں کہ جس کتاب۔ رسالے
پمفلٹ یا اخبار میں کسی ایک شخص یا جماعت۔ یا فرقہ یا قوم کے متعلق منافرانہ
کوئی مضمون شائع ہوا ہے تو گورنمنٹ نے ازراہ انصاف اُس کی کاپیاں
ضبط کرلی ہیں۔ اور اسطرح منافرانہ جذبات کی اشاعت کو ہمیشہ کیلئے روک دیا ہے
لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ کتاب ضوء الحق المبین میں ایسا کیا مدافعانہ جادو ہے
کہ دنیا بھر کے اخبار چلا رہے ہیں لیکن وہ کتاب ابتک ضبطی میں نہیں آسکی ہے
خود بدولت اعلیٰ حضرت طاہر سیف الدین بالقابہ خاموش ہیں۔ گویا اونہیں
خبر ہی نہیں کہ دنیا میں اُن کے خلاف کیا ہو رہا ہے اور اُنکی یہ خاموشی
ہی اُن کی غلط الخیالی کا بیّن ثبوت ہے۔ ورنہ کیا یہ ممکن نہ تھا کہ وہ دو چار
اخباروں میں بھی دنیا کے اسلامی اخباروں کے اعتراضات کا جواب دیتے
لیکن جواب کون دے احتجاج آفریں صداؤں نے اُن کے ہونٹوں پر
مہر لگادی ہے۔ اور صداقت اسلام نے اُن کی زبان کو الکن کردیا ہے
اُن کا قلم مرتعش ہے اُن کے ہاتھ لرزہ میں ہیں۔ اور خیالات پریشاں
ایسی حالت میں گورنمنٹ کا اخلاقی فرض ہے کہ وہ ہندوستان کے عام
فیلنگ کا احترام کرے اور کتاب کو ضبط کر کے طاہر سیف الدین کے
جذبات منتشر کو آسایش انجام بہم پہنچادے۔ ہم گورنمنٹ کو ایک دفعہ اور
نہایت ادب کے ساتھ اس کتاب کی ضبطی کے متعلق توجہ دلاتے ہیں اور
اس اندیشہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ اگر ضبط نہوئی اور صاحب کتاب سے
بازپرس نہ کی گئی تو ہندوستان کے فرقہ صوفیہ اور طبقہ علما میں نہایت
بری بےچینی پھیل جائیگی اور پھر گورنمنٹ کو ضرور کوئی انسدادی تدبیر کرنے کی

ضرورت ہوگی۔ مگر اس کے بعد تمام تدبیریں بعد از وقت سمجھی جائینگی۔ ہندوستان کے تمام مسلمان متوقع ہیں کہ ان کی صدائیں بیکار نہ جائینگی اور عنقریب طاہر سیف الدین اپنے اس فعل نامحمود پر پشیمان ہونگے۔

طاہر سیف الدین کے خلاف مسلمانان ہند کا جائز مطالبہ

آگرہ اخبار ۲۸ جون ۱۹۱۶ء

کئی مہینے گزر گئے۔ کہ اسلامی اخبارات اور رسایل میں طاہر سیف الدین کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی اور اُس کے متعلق ابتک اکثر صحائف میں کچھ نہ کچھ لکھا جاتا رہا۔ لیکن ایک تعجب آمیز افسوس ہے کہ گورنمنٹ ہند بدستور خاموش ہے۔ اور کتاب معلومہ بدستور محفوظ۔ ہمیں معلوم ہے کہ ابتک کسی انگلش یا اینگلو انڈین اخبار نے اُس کتاب کے خلاف پروٹسٹ نہیں کیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ گورنمنٹ اُس کے خلاف نوٹس لینے سے مجبور رہی۔ لیکن یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ مسلمان اپنے مطالبات اپنے ہی اخباروں میں شائع کرتے اور شائع کر سکتے ہیں۔ اگر اینگلو انڈین اخبارات اُن کی لے نہ بڑھائیں۔ تو حق بجانب ہیں۔ لیکن یہ بات قابل غور ہے کہ جبتک اینگلو انڈین اخبارات کسی اعتراض پر زور نہ دیں۔ اسوقت تک گورنمنٹ کسی معاملہ پر توجہ نہیں کرتی۔ معاملات کی نوعیت ہمیشہ جداگانہ ہوا کرتی ہے اور یہ معاملہ زیر بحث اُن معاملات میں سے ہے۔ جن کا تعلق صرف اسلامی دنیا سے ہے اور پولیٹکل وابستگی سے محفوظ۔ اس لئے گورنمنٹ کو چاہیئے کہ خالص اسلامی معاملات میں صرف اسلامی اخبارات کی رائے کو ملحوظ رکھے اور اسی پر ایکشن لے۔ ہم چاہتے ہیں کہ انگریزی اخباروں میں بھی مصلحتاً وہ مضمون شایع کر دیا جائے۔ تاکہ ہندوستان کی عام آواز ہم آہنگ ہو

اور گورنمنٹ کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ اینگلو انڈین اخبارات کے نزدیک وہ کتاب قابل اعتراض نہ تھی بہت سے انگریزی اخبارات ایسے ہیں جو مسلمانوں کی ملکیت یا ایڈیٹری میں شایع ہو رہے ہیں اُن میں وہ مضمون ضرور شایع ہونا چاہیئے۔ تاکہ دفتری اقتدار کی نگاہیں اُس سے نا آشنا نہ رہیں۔

معاملہ حقیقت میں ایسا ہے کہ اگر گورنمنٹ اُسپر توجہ کرے تو ضرور قابل اعتراض ثابت ہو مگر اردو اخباروں کی بدقسمتی سے گورنمنٹ انکی کسی بات پر توجہ نہیں کرتی۔ اور اُنکی ہر رائے کو معمولی سمجھتی ہے۔ لیکن اگر کوئی انگریزی اخبار اپنی آواز کسی کتاب یا شخص کے متعلق بلند کرتا ہے تو اُسپر گورنمنٹ اور دفتری اقتدار کی توجہ فوراً مبذول ہو جاتی ہے۔

اس کے بعد ضرورت ہے کہ ایک اسلامی ڈیپوٹیشن لفٹنٹ گورنر صوبہ بمبئی کی خدمت میں حاضر ہو کر اس معاملہ کو اچھی طرح گوش گزار کرے اور درخواست کرے کہ کتاب ضبط کر لی جائے۔ اور طاہر سیف الدین کو اس دل آزاری اور بدعت کے متعلق کافی فہمایش کی جائے۔ تاکہ وہ آیندہ اپنی حماقت کا اظہار کرنے کی جرأت نہ کریں ہم سے اگر کوئی سوال کرے کہ آخر اس معاملہ پر اسقدر پر جوش اعتراض و احتجاج کی کیا ضرورت ہے تو ہم نہایت آزادی کیساتھ گزارش کرینگے کہ یہ معاملہ کوئی ادنیٰ اور معمولی معاملہ نہیں ہے۔

ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ اس سے پہلے جن تاریخی یا مروجہ کتابوں میں اسلام اور اہل اسلام کے خلاف کوئی بات لکھی تھی۔ اور اُن کے خلاف مسلمانوں نے صدائے احتجاج بلند کی تھی۔ تو گورنمنٹ نے اُن کتابوں کو فوراً قابل ضبط قرار دیکر جلوا دیا تھا۔ یا ضبط کر لیا تھا۔ لاہور کی وہ کتاب جسمیں رسول اعظم کا فوٹو تھا۔ اور ہسٹری کا وہ سبق جس میں رسول اعظم کی توہین تھی اور ریڈر کا وہ صفحہ جس میں

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خلاف توہین آمیز فقرات تھے سب کے سب نکال دئے گئے۔ اور یہ صرف اونہیں اعتراضات کا نتیجہ تہا جو مسلمانوں کی طرف سے وقتاً فوقتاً کئے گئے تھے۔

جب ہمیشہ ایسا ہوتا رہا ہے۔ تو اب طاہر سیف الدین کے خلاف گورنمنٹ کو ایکشن لینے میں کیوں حجت ہے جبکہ تمام اسلامی اخبارات اپنی متفقہ آواز اس معاملہ کے متعلق پیش کر چکے ہیں۔ اور گورنمنٹ کے فیصلہ کے لئے چشم براہ ہیں۔

تصرفات باطنی کا طلائی کرشمہ

آگرہ اخبار ۲۸ رجون ۱۹۱۹ء

ابھی ہم صرف اسیقدر لکھہ چکے تھے۔ کہ ہمیں معزز ہمعصر خطیب دہلی میں ایک نہایت دلچسپ ہیں (جز و مضمون) نظر آیا جس کا اسی معاملہ سے تعلق ہے۔ اور جسکو ہم ضیافت طبع ناظرین کے لئے بجنسہ یہاں درج کرتے ہیں۔

چند دن کا ذکر ہے صوبہ گجرات کے مشہور شہر احمد آباد میں علماء کا ایک بہت بڑا جلسہ ہوا تہا جس میں تمام ہندوستان کے نامور مولوی جمع ہوے تھے۔ کوئی نہیں سمجہا اس جلسہ کا مقصد کیا تہا۔ جہاں ایک ایک وقت میں دس دس اور پندرہ پندرہ ہزار مسلمان جمع ہوتے تھے۔ تقریریں دہواں دہار ہوتی تہیں اور مقصد کی کسی کو خبر نہ تھی۔ اور نہ وہ ظاہر کیا گیا تہا۔ آخر رفتہ رفتہ الہ آباد کے ایک صوفی نما مولوی نے احمد آباد کو اپنے جھگڑا لو مقصد و مدعا کا اظہار دیدیا اور وہ یہ تہا کہ انہوں نے بوہروں کے ملا طاہر سیف الدین صاحب کے خلاف سنی مسلمانوں کو بھڑکانا شروع کیا۔ جس سے عوام جوش میں آگئے اور الہ آبادی مولانا کی شیر دلی اور سیف بیانی کی دہوم مچگئی۔ اتفاق

سے بوہروں کے ملاصاحب بھی انہیں ایام میں احمد آباد آ گئے۔ مولانا نے یہ خبر سُنی تو مباحثہ کا الٹی میٹم ملاصاحب کو بھیجدیا۔ کہ جامع مسجد میں آ کر مجھسے مناظرہ کرو۔ ملاصاحب کو خدا نے روٹی دی تھی وہ اس گرسنہ مولوی کو کیا خاک مُنہ لگاتے۔ جواب تک نہ دیا۔ مولانا نے ہر چند اُودھم مچائی مگر ملاصاحب "مباشد خموشی" پر عمل پیرا رہے۔

اسی جوش و خروش کے طوفان میں یکایک خبر سُنی گئی۔ کہ الہ آبادی مولانا سورت تشریف لے گئے ہیں۔ جہاں بوہروں کے ملاصاحب کی گدّی ہے۔ جب سورت سے واپس تشریف لائے تو الہ آبادی مولانا کے دہن مبارک پر سکوت و صبر کی مہر لگی ہوئی تہی اور اُن کو ملاصاحب کے تمام مشہورہ عقائد فاسدہ سے ذرا بھی اختلاف نہ رہا تہا کہا جاتا ہے سورت میں الہ آبادی مولانا نے ملاصاحب کے تصرفات باطنی کا بہت بڑا طلائی کرشمہ ملاحظہ فرمایا تہا جسکو دیکھنے کے بعد انہوں نے شان فقر و تصوف کے خلاف سمجہا کہ دوبارہ ملاصاحب کے خلاف زبان ہلاتے۔ احمد آباد نے ہر چند یاد دلایا کہ اُس کو آپ کے سابقہ مواعظ کا خیال ہے۔ اور وہ ملاصاحب کے اُن حملوں کا جواب دینا چاہتا ہے۔ جو انہوں نے سنیوں پر کئے ہیں۔ مگر مولانا نے عہد ماضی کو اسقدر فراموش کیا تہا اور وہ اتنے بیخود ہو گئے تہے کہ انہوں نے کسی کی بات نہ سُنی اور پہر ایک لفظ بہی ملاصاحب کے خلاف بولنا نہ چاہا۔......"

یہ ایک بالکل سچی حقیقت ہے۔ جس کا اظہار خطیب نے دبی زبان سی کیا ہے اور ہم اچھی طرح سمجتے ہیں کہ طاہر سیف الدین کو اگر کسی بات نے چمکایا ہے تو وہ اُنکی دولت مندی اور زر پرستی ہے۔ وہ دانستہ ایسی جماعت کے سرگروہ بنے ہیں جو باعتبار ثروت ممتاز ہے۔ مگر تعجب ہے تو الہ آباد کے مولانا پر جو اسقدر

فخر کے ساتھ میدان مقابلہ میں کود ے اور اسفدر بیخودی کے ساتھ مغلوب ہو گئے۔ افسوس یہ لالچ اور سنہری دام فریب اسدرجہ سحر آفریں ثابت ہوا ہے کہ ہمارے علمائے کرام کی تنومند طبیعتوں کو بھی کمزور کر دیتا ہے خدا اس کے فریب سے مسلمان کو بچائے۔ اور اون کے بطون کو آراستہ کرے۔

اخبار نسیم آگرہ

تاریخ ۱۵ رجون ۱۹۱۹ء

مار آستین

ناظرین کو یاد ہوگا کہ گذشتہ ۲۲ ر ماہ اپریل کو ہمارے اس اخبار نسیم آگرہ میں ایک مراسلہ ایک پکے مسلم کی جانب سے شائع ہوا ہے جس میں دکھلایا گیا ہے کہ ایک صاحب طاہر سیف الدین نے اپنے ایک رسالہ موسومہ ضوء نور الحق المبین میں دعوی اپنی نبوت کا کیا ہے اور مشہور عالم کلمہ اسلام کو غلط قرار دیا ہے۔ اور اوسکے پیروؤں کو مشرک اور کافر اور دوزخی بتایا ہے۔ اور اہل سنت وشیعہ جماعت پر سخت حملہ کیا ہے اور دل شکنی کی ہے۔ اس پر راقم مراسلہ نے تمام دنیا کے اہل اسلام کی توجہ مبذول کرائی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ ایسے کفر کے کلمہ شائع کرنے والے پر قانوناً اہل اسلام جماعت کی جانب سے عمل کیا جاوے اور وہ رسالہ ضوء نور الحق المبین سرکار دولت مدار کی جانب سے ضبط ہو کر ضائع کرا دیا جاوے۔ اس مراسلہ کے شائع کر دینے کے بعد ہم ہوقت تک اس کے انتظار میں تھے کہ دیکھیں ہماری اس اشاعت کے بعد طاہر سیف الدین صاحب جنہوں نے

اپنے آپ کو سچا ولی مشہور کیا ہے کیا ڈھنگ اختیار کرتے ہیں۔ لیکن دیکھا جاتا ہے کہ طاہر سیف الدین پنبہ در گوش ہو گئے اور اپنے جھوٹ کو صحیح قرار دینے کے لئے خاموشی اختیار کر گئے۔ اور راقم مراسلہ کے خلاف کوئی عمل کرتے ہوئے نظر نہیں آتے۔

سچ تو یہ ہے کہ سچا سچا ہی ہے اور دروغ کو فروغ نہیں ہوتا۔ وہ اپنی ۔۔۔۔ بیانی کو سچائی کا جامع نہ پہنا سکے۔ اور اس دیرینہ کلمہ کو کذب ثابت نہ کر سکے ایسی حالت میں ہر گوشہ کے اہل اسلام جماعت پر واجب ہے کہ دروغ کو سچائی پر فروغ نہ ہونے دیں۔ اور اسکے واسطے ہمہ تن مصروف ہو جاویں تاکہ ایسے حملہ آوروں کو سر اوٹھانے کا موقعہ نہ ملے جس رسالہ سے ایک جماعت مذہب کی دل شکنی کا احتمال ہے ہماری عادل اور نصفت پسند گورنمنٹ کو چاہیئے کہ اسکی نسبت ایسے احکام جاری فرمادے کہ جس سے وہ خاتمہ کو پہونچ جاوے۔

نقاد آگرہ

۲۱ اپریل ۱۹۱۹ء عیسوی

فی الحقیقت تمام مسلمانوں کو سیٹھ ولی محمد اسمٰعیل صاحب کا ممنون احسان ہونا چاہیئے کہ انہوں نے طاہر سیف الدین کی باطل آواز کے مقابلہ میں نعرۂ حق بلند کیا اور مندرجۂ بالا مراسلت کے ذریعہ سے حق و باطل کو الم نشرح کر دیا۔ طاہر سیف الدین کی گمراہی کا جادو اب کسی مسلمان پر نہیں چل سکتا اور یہی باطل پر حق کی فتح ہے ہم گورنمنٹ بمبئی سے خاص طور پر سفارش کرتے ہیں کہ وہ ضرور نور الحق المبین کو جس سے دلوں میں تاریکی پیدا ہونے کا قوی اندیشہ ہے اور بلاشبہ اس سے تمام مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی ہے، فوراً بحق سرکار ضبط کرلے

اور اس طرح مسلمانوں کی توہین کا بدلہ لے مقدمہ کے نتیجہ کا بے صبری سے انتظار کیا جا رہا ہے

کچھ مُلّا طاہر سیف الدین کے متعلق

اخبار ذوالقرنین ۔ بدایوں ۲۱ جون سنہ ۱۹۱۹ء

ہم دیکھتے ہیں کہ اسلامی پریس میں رسالہ ضوء نور الحق المبین پر جو بوہروں کے اس ملا نے تمام شیعہ اور سنی برادران اسلام کی دل آزاری کی غرض سے شائع کی تھی یا یہ کہا جائے کہ اسکو شائع کر کے اس نے مسلمین کی دل آزاری کے سامان مہیا کر دئے تھے ابتک لے دے جاری ہے ۔ لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس چیخ پکار کا کوئی نمایاں اثر اب تک مترتب نہیں ہوا ہے یعنی نہ تو عدالت کے ذریعہ سے مُلا کو اپنی اس حرکت کا خمیازہ بھگتنا پڑا نہ انتظامی حکام نے اسکو موجودہ پریس ایکٹ کو نگاہ رکھکر نوٹس لیا ہے ۔ کیا اس سے زیادہ کوئی تحریر حضور ملک معظم کی کثیر حصہ رعایا کی توہین و تذلیل پر مشتمل ہو سکتی ہے ۔ اس رسالہ میں کہیں تو لکھا ہے جب تک مسلمان میرے پیرو نہ ہونگے اُن کا کلمہ قبول نہ ہوگا ۔ بلکہ اُلٹا ان کے منھ پر مارا جائے گا ۔ کہیں حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بُرے الفاظ کے ساتھ یاد کیا ہے کہیں اپنی جماعت کو اہل حق کے نام سے منسوب کر کے اپنی متابعت کو سراہا ہے کہیں مسلمانوں کے اکثر بزرگوں کو بُرے الفاظ سے یاد کیا ہے ملا طاہر سیف الدین کا نام بوہروں کی جماعت کے سوا دوسرے مسلمانوں میں خاصکر شمالی ہندوستان میں بہت کم لوگ جانتے ہونگے لیکن اس رسالہ کی اشاعت نے اس کے نام کو اب بہت کچھ متعارف بنا دیا ہے ؎ بدنام اگر ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا ۔ اور کیا عجب ہے کہ اس قسم کے انوکھے عقائد کی اشاعت کا سبب نام و نمود کی ہوس ہو ۔ کیونکہ ملا صاحب کے

متعلق ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ شان وشوکت کو بہت کچھ پسند کرتے ہیں۔ آپ سپیشل ٹرین میں سفر کرتے ہیں جس شہر میں جاتے ہیں وہاں چار گھوڑوں کی گاڑی بغیر باہر نہیں نکلتے ہیں جس مرید کے گھر جاتے ہیں بینڈ باجے کی سلامی دیجاتی ہے۔ چونکہ خوش قسمتی سے ملّا صاحب کو اپنی مریدین اس جماعت میں سے دستیاب ہوئے ہیں جو اپنے تجارتی عروج کے سبب دولت وثروت میں ممتاز ہے۔ اس لئے ہر جگہ ملا کو جہاں وہ جاتے ہیں اس قسم کے سامان عیش وعشرت اور لوازمات شان وشوکت بہ آسانی میسر آجاتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ اس ظاہری نمود ونمایش کے ساتھ ملا میں روحانیت کا جوہر بھی جگمگاتا ہے یا نہیں؟ ملا کے رسالہ مذکورہ بالا پر نظر رکھنے اور اُن کے نرالے عقائد پر غور کرنے سے بخوبی یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ یہ چیز ان کے لئے عنقا کا حکم رکھتی ہے۔ خود پسندی اور انانیت کو روحانیت سے ہمیشہ کا بَیر چلا آیا ہے۔ جو شخص دوسروں کی رہنمائی کا مدعی ہو وہ خودی کے نشہ میں مست ہوکر اپنے فرض کو ادا نہیں کرسکتا۔ اور ایسے وقت میں جبکہ موجودہ واقعات نے ملک کی حالت کو نازک بنا دیا ہو۔ وہ زبردست اسلامی فرقوں کی توہین کا طوفان اُٹھانا کسی طرح دانائی پر مبنی نہیں ہوسکتا۔ ہر مسلمان خواہ وہ پورب میں ہو یا پچھم میں فرض ہے کہ اس رسالہ کے خلاف آواز بلند کرے بوہرے صاحبان جنکی پیشوائی کا ملا طاہر سیف الدین کو دعوےٰ ہے ذرا غور کریں کہ یہ کہاں کی پیشوائی اور بزرگی ہے کہ مسلمانوں کے مسلمہ برگزیدہ بزرگان دین کو برا بھلا کہا جاتا ہے اگر ملا اپنی کج فہمی سے ان کی عظمت وبزرگی کے قایل نہیں تو ان کو یہ حق کب حاصل ہے کہ وہ ایسے بزرگوں کو جنھیں عام مسلمان اپنا پیشوا سمجھتے ہیں علانیہ سب وشتم سے یاد کرکے اُن کے متبعین اور معتقدین کا

دل دکھائیں۔ اگر ملا طاہر سیف الدین عام مسلمانوں کی دل آزاری کا سامان اپنے رسالہ جات میں بہم نہ پہونچاتے اور وہ اپنے پیرووں تک ہی اپنی پند و نصیحت کو محدود رکھتے تو ہمیں اُن سے کچھ شکایت نہ ہوتی لیکن انہیں کوئی حق نہ تھا۔ وہ اس قسم کی تحریرات شائع کریں جو دوسرے مسلمانوں میں اشتعال پیدا کرنے کا باعث ہوں۔ عامہ مسلمین کو سوا اس کے کوئی چارہ نہیں ہے کہ وہ اپنی مہربان گورنمنٹ سے استدعا کریں کہ وہ رسالہ کے متعلق قانونی کارروائی کرے تاکہ آیندہ کسی ملا کو یا کسی دوسرے شخص کو ایسی ہمت نہ پڑے کہ وہ جمہور مسلمین کے خلاف اس قسم کی مذہبی تصانیف جن سے دوسروں کی صریح دل آزاری ہوتی ہو شائع کرے ملا صاحب کو یہ خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ اس قسم کی تحریروں سے عام مسلمانوں میں سے کوئی ایک شخص بھی اپنے عقاید سے پھر کر ان کے متبعین میں داخل نہ ہوگا۔ وہ ناحق صفحات سیاہ کرنے کی زحمت اُٹھاتے ہیں ہاں انکی اس قلم فرسائی کا یہ نتیجہ ضرور ہوتا ہے کہ عام مسلمین کے دلوں میں انکی وہ عزت جو کسی فرقہ کے پیشوا کی ہوسکتی ہے باقی نہیں رہ سکتی۔

خدا مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ صراط مستقیم پر قایم رہیں مقدس مذہب اسلام کی پیروی ہی میں اُنکی دین و دنیا کی عزت کا راز پوشیدہ ہے اس قسم کے برساتی کیڑے جو کبھی خدائی کا دعوے کرتے ہیں اور کبھی نبوت کا پیدا ہو جانا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ دنیا میں ہمیشہ ایسا ہوا کیا ہے لیکن انکی زندگی عارضی ہوتی ہے اور بہت جلد فنا ہو جانے والی۔

اخبار مدینہ بجنور

۲۴ - جون سنہ ۱۹۱۹ء

مُلّا طاہر الدین سیفی

اسوقت پیروں اور نام نہاد علماء سے امتہ مرحومہ کو جسقدر نقصان پہنچ رہا ہے اس سے باخبر حضرات واقف ہیں آج کل بمبئی و کاٹھیاواڑ میں ایک جدید دعوت پیدا ہوئے ہیں جن کا نام ملا طاہر الدین سیفی ہے آپ کا دعوے ہے کہ آپ توحید خالص کے پیامبر ہیں آپ نے ایک کتاب بھی "ضوء نور الحق المبین" ہزاروں کی تعداد میں شایع کرائی ہے اور اس میں اپنی دعوت و ظہور کا مقصد ظاہر کیا ہے اس کتاب کے حوالے جو تقریبًا تمام اسلامی اخبارات میں ایک اہل علم حامی حق نے شائع کرائے ہیں اُن ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اہل سنّت والجماعت اور شیعوں کو بھی مشرک و کافر خیال کرتے ہیں اسلام میں اس قسم کے خطرناک دعاۃ کا ظہور سخت تشویشناک اور فتن قیامت میں سے ایک فتنہ ہے اور حامیان حق کا فرض ہے کہ وہ ان فتنوں سے امتہ مرحومہ کو محفوظ و مامُون رکھیں۔

طاہر سیف الدین کی کتاب

اخبار البرید کانپور ۲۴ رجون سنہ ۱۹۱۹ء

گذشتہ ہفتہ ہم نے ملا صاحب موصوف کے ناقص خیالات اور بیجا طرز عمل کے متعلق ایک نوٹ لکھکر بتایا تھا کہ بوہرہ قوم کے ملّا علی العموم فرقہ اہل سنت والجماعت کی دل آزاری کرنے کے عادی ہیں چنانچہ اب معلوم ہوا کہ جس مقدمہ کے سلسلہ میں ملا طاہر صاحب کی کتاب ضوء نور الحق المبین بطور شہادت روشنی میں آئی وہ ایک دوسرے ملا رحمت علی کے مقابلہ میں عدالت فوجداری میں دائر ہوا تھا اور جب ملا رحمت علی صاحب سے سُنی مسلمانوں

کی دل آزاری کا سبب پوچھا گیا تو اونھوں نے ملا طاہر صاحب کی اس
کتاب کا حوالہ دیکر کہا کہ جو باتیں میں نے کہی ہیں وہ اس کتاب میں بھی
موجود ہیں اور اس طرح وہ اپنی صفائی میں کامیاب ہونے کے متوقع
تھے مگر عدالت نے اس عذر کو نہیں مانا اور ملا رحمت علی کو سزا دیدی
اب دیکھنا یہ ہے کہ جن باتوں کے بیان کرنے سے کوئی شخص کسی ایک
فرقہ کی دلآزاری کا مجرم قرار پاکر سزایاب ہو سکتا ہے وہی باتیں بلکہ اون
سے بھی زیادہ جن میں نہ صرف سنّی مسلمانونکی دلآزاری کا مواد ہو بلکہ دیگر تمام
فرق اسلامی کو مشرک کافر جہنمی بتایا گیا ہو اگر کسی کتاب میں درج ہوں
تو کیا وہ کتاب اوسکا مصنف اور اوسکا پرنٹر دلآزار اشاعت کا مجرم نہیں
قرار دیا جا سکتا ہمارے نزدیک تو اگر پریس ایکٹ کا منشا برٹش انڈیا کے اندر
ہر جگہ اور ہر شخص پر یکساں اثر انداز ہوتا ہے تو یہ کتاب بھی اوسکی زد میں
آتی ہے اور حکام متعلقہ کو اوسکی دل آزار حیثیت پر نگاہ کرکے اوس کی
ضبطی کی کارروائی اختیار کرکے عام مسلمانوں کی اس شکایت کو دور کرنا چاہئیے

ایک اسماعیلی داعی کا حملہ شیعوں اور سنیوں بلکہ تمام مسلمانوں پر

دلگداز لکھنو - ماہ مارچ ۱۹۱۹ء

آج دلگداز میں ہم مولانا ولی محمد اسمعیل صاحب مقیم بمبئی کا ایک طولانی
مضمون درج کرتے ہیں جس کے لئے ہم کو دلگداز میں آٹھ صفحہ بڑہا دینا
پڑے - یہ ہم کو معلوم ہے کہ جسطرح شیعیان اثنا عشری کے نزدیک امامت
کے ماننے بغیر ایمان درست اور قابل قبول نہیں ہوتا اسی طرح اسماعیلی
شیعوں کے اعتقاد میں بغیر اُن کے اماموں کے مانے دین کی تکمیل نہیں

ہوسکتی مگر یہ نہیں معلوم تھا کہ ائمۂ محمد وحسین کے داعیوں کو بھی یہ رتبہ حاصل ہے کہ مسلمان جب تک اُن کو نہ مانیں اور اُن کے کہنے پر عمل نہ کریں ناجی نہیں ہوسکتے۔ نہ اُن کی توحید مقبول ہوسکتی ہے نہ رسالت نہ امامت اور کلمۂ توحید اُن کے منہ پر اُلٹا مارا جائے گا۔ اب پتہ لگا کہ ہفت گانہ ہفتم کے ساتویں اسماعیلی امام کا پتہ ملگیا اور اون کے داعی مولانا محمد برہان الدین تھے۔ جن کے فرزند ابو محمد طاہر سیف الدین نے تمام اسماعیلی بوہروں کو ایک نئی تبلیغ فرمائی ہے۔ افسوس انھوں نے یہ نہیں بتایا کہ ہفتگانہ ہفتم کے ساتویں امام کون بزرگ ہیں۔ کہاں تشریف رکھتے ہیں۔ اور اُن کا نام کیا ہے اور اگر امامت مخفی ہے تو پھر مولانا بُرہان الدین کو وہ مخفی امام جو اسبوع ہفتم کے ساتویں ہیں کہاں ملے۔ کیونکر ملے کس ثبوت اور کس شہادت سے انھوں نے اُن کو اپنا داعی مطلق مقرر فرمایا۔ اور یہاں تک آزادی دیدی کہ سارے دنیا کے مسلمانوں کو کافر بنادیں۔ اور کہدیں کہ بغیر اُن کی دعوت مانے کسی کا کلمۂ توحید قبول نہ ہوگا۔

ہم کسی کے عقاید پر اعتراض کرنا پسند نہیں کرتے۔ مگر پھر بھی اس کو گوارا نہیں کرسکتے کہ کوئی بزرگ اپنی فضیلت منوانے میں ساری دنیا کی دل آزاری کرنے لگیں مسلمانوں کی ناراضی و برہمی بجا ہے اور سارے ہندوستان کے مسلمانوں کو بیشک ادھر توجہ کرنی چاہیئے ہم ضرور کہیں گے کہ اس تعلیم و ترقی کے زمانے میں جبکہ تمدنی مصلحتیں تعصبات کو گھٹا کے اسلام کے مختلف فرقوں کو ایک جماعت میں لانا چاہتی ہیں۔ جبکہ سارے ہندوستان کے مسلمانوں نے عام اس سے کہ شیعہ ہوں یا سنی یا اسماعیلی سر آغا خاں کو بے عذر اپنا دینوی لیڈر مان لیا اور ہر طرف سے دوستی و اتحاد کے لیے سب کے ہاتھ

اور ہاتھوں کے ساتھ دل باہم مل رہے ہیں۔ ایسے وقت میں مولانا ابو محمد طاہر سیف الدین صاحب کو کیا ضرورت پیش آئی کہ اپنے پیرووں میں ایک ایسی تحریک فرمائیں جو تعصب کو بڑھانے اور باہم تفرقہ ڈال کے ساری دنیا کے شیعوں اور سنیوں کی دلشکنی کرنے والی ہے۔ مسلمانوں میں تحریک شروع ہوئی ہے کہ اُن کی اس متعصبانہ تبلیغ کے خلاف قانونی چارہ جوئی کیجائے۔ ضرور کیجائی۔ مگر زیادہ اچھا ہو اگر مقتدایان ملت ناجیہ وسیع الخیالی کی بنا پر ایک مذہبی کانفرنس قایم کر کے تعصب کی بنیاد کو منہدم کریں۔ اور باہم ایک قرارداد ہو جائے کہ ہر فرقے کے مقتدا باہمی جھگڑوں سے دست بردار ہو کر اپنے پیرووں کو فقط ایسی باتیں بتایا کریں جو خدا پرستی و عبادت اور اپنی فقہ و شرع کا پابند بنانے تک محدود ہوں۔ اور ایک دوسرے میں تفرقہ ڈالنے اور رنجشیں پیدا کرنے کے عوض اتحاد و یکجہتی پیدا کرنے والی ہوں۔ امید ہے کہ نئے اور انوکھے داعی ابو محمد طاہر اور ان کے پیرو بوہرے بھی ہماری اس التجا کو غور اور توجہ سے سنیں گے۔

خیر اب ہم افسوس و اندوہ کے ساتھ مولانا ولی محمد اسمعیل صاحب کا وہ مضمون عام مسلمانوں کے سامنے پیش کیے دیتے ہیں جس سے معلوم ہو گا کہ ان داعی ابو محمد طاہر سیف الدین نے بوہروں میں کس تبلیغ کی تحریک کی ہے۔ اور اسکے سبب سے عام مسلمانوں کی کسقدر دل آزاری ہوئی جس نے سب کو بغیر مذہب عدالتوں کے سامنے آہ و زاری کرنے اور صدائے احتجاج بلند کرنے پر مجبور کر دیا۔

ملا ابو طاہر سیف الدین کی گمراہی

از اخبار رہنما مراد آباد ۱۱ مئی سنہ ۱۹۱۹ء

رہنما کی گذشتہ اشاعت میں ہمنے اس عنوان سے ایک نوٹ ایڈوٹوریل میں لکھا تھا اور سیٹھ ولی محمد اسمٰعیل صاحب نے جو طویل مضمون ابوطاہر سیف الدین کی کتاب "ضوء نور الحق المبین" کے جواب میں ازراہ حمیت اسلامی شائع فرمایا ہے وہ درج رہنما کیا تھا فی الحقیقت شیخ ابوطاہر سیف الدین کی یہ کتاب مسلمانوں میں فتنہ وفساد پھیلانے والی ہے جس میں تمام اُن شیعہ وسنی مسلمانوں کو جو ابوطاہر سیف الدین کے معتقد نہیں ہیں مشرک اور دوزخی بنایا گیا ہے۔

ضرورت ہے کہ عامۃ المسلمین اپنے فرائض مذہبی کا احساس کریں علماء کرام اس فتنہ انگیز تحریر کے نقصانات سے مسلمانونکو مطلع کریں اور ابوطاہر سیف الدین کے ان ردّ خیالات سے مسلمانونکو متاثر نہونے دیں افسوس ہے کہ اس وقت جبکہ مسلمانوں میں اتحاد واتفاق کی اشد ضرورت ہے ملا ابوطاہر سیف الدین نے بلا وجہ یہ فتنہ انگیز کتاب اپنی قوم میں شائع کرکے کلمہ گو مسلمانوں میں باہمی بغض وعناد کی آتش کو بھڑکایا ہے ممکن ہے کہ ملا صاحب کو کسی فرد خاص سے کوئی رنج ہو لیکن اسکے یہ معنی نہیں کہ کسی شخصیت کی بناء پر تمام سنی وشیعہ کلمہ گو مسلمانوں کو مشرک ودوزخی بنایا جائے ہم اس رائے سے متفق ہیں کہ ہندوستان کے ہر قصبہ وشہر میں مسلمانوں کے جلسے کرکے دعوے دایر کئے جائیں تاکہ ابوطاہر سیف الدین کو اس فتنہ انگیزی کا کافی صلہ ملسکے اور گورنمنٹ عالیہ کو توجہ دلائی جائے کہ قانون مطابع کے تحت میں وہ اس فتنہ انگیز کتاب کو ضبط فرماکر مسلمانوں کو مشکور فرمائے۔

مُلّا ابوطاہر سیف الدین کی گمراہی

از اخبار رہنما مرادآباد ۸ مئی سنہ ۱۹۱۹ء

ملا صاحب نے جو مضامین اپنے رسالہ میں شایع کئے ہیں اون سے اسلام اور مسلمانوں کی سخت توہین ہوتی ہے اسلئے گورنمنٹ کو اس معاملہ میں مداخلت کا حق حاصل ہے۔

اور ابھی کچھ عرصہ ہوا کہ دہلی کے ایک پریس میں امروہہ کے ایک شیعہ صاحب سنیوں کے خلاف ایک دل آزار رسالہ طبع کرا رہے تھے جسپر گورنمنٹ نے توجہ فرماکر رسالہ ضبط کرلیا اور پریس سے ضمانت طلب کرلی۔ اس طرح مسلمانوں کی یہ خواہش ہے کہ ملّا صاحب کی اس دل آزار رسالہ کی تمام کاپیاں فراہم کرکے ضبط کرے تاکہ آیندہ فتنہ و فساد کا کامل طور پر انسداد ہو جائے معلوم نہیں کہ ابھی تک اس جانب گورنمنٹ عالیہ نے کیوں توجہ نہیں فرمائی۔

ہم آیندہ اسکے متعلق مزید معلومات حاصل ہونے پر اظہار خیال کرینگے۔

مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق میں ملا سیف طاہر الدین کی رخنہ اندازی

نمبر ۱

از اخبار رہنما مراد آباد ۴ر جون سنہ ۱۹۱۹ء

کاش مسلمان قرآن مجید کی مقدس تعلیم واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا کو پیش نظر رکھتے تو اُنکا شیرازہ ملت ایسا منتشر نہوتا۔ اس فتنہ کی ابتدا ہمیشہ بعض چالاک اور وجاہت پسند لوگوں کی ذات سے ہوتی ہے اور وہ اپنے اعزاز یا حصول زر کے لئے ہمیشہ اپنا جتھہ بناکر اپنے کو صراط مستقیم پر چلنے والا اور دوسرونکو گمراہ بتلایا کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں میں آجکل سب سے نمایاں ملا طاہر سیف الدین ہیں جو فرقہ بوہرہ کے پیشوا مانے جاتے ہیں بوہروں کا فرقہ دکن و گجرات کے احاطہ میں پھیلا ہوا ہے اور تجارت پیشہ ہونے کے باعث بہت مالدار ہے۔

جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں ملا طاہر سیف الدین نے اپنے زعم باطل میں مبتلا ہو کر اپکو صاحب الامر امام العصر کا ہم مرتبہ ٹہیرایا ہے۔ اور عام مسلمانوں کے تمام فرقوں کو جو اسکی اتباع نہ کریں مشرک قرار دیکر دوزخی بتلایا ہے۔ وہ ان خیالات فاسدہ کا اظہار کرتا ہے کہ فقط خدا کی وحدانیت اور رسول کی نبوت کا اقرار کافی نہیں ہے بلکہ ائمہ معصومین علیہ السلام کی امامت جس کو فرقہ شیعہ نے تبرکاً اصول دین میں داخل کر لیا ہے اور میری اطاعت کا اقرار بھی اس کلمہ کا جزو ہے جسکے بغیر مسلمانوں کی توحید ناقص و نامکمل رہتی ہے۔ اور انکا کلمہ اخلاص قبول نہو گا بلکہ انکے منہ پر مارا جائیگا۔ اور وہ مردود الشہادۃ ہو کر مستوجب عذاب دوزخ ہونگے۔

اس قسم کے ناپاک و دل آزار خیالات کے اظہار سے ملا طاہر سیف الدین نے عام طبقہ ہائے اسلامی کے عقائد پر سخت حملہ کیا ہے جسکے متعلق امید ہے کہ ہماری عادل گورنمنٹ خاص توجہ فرمائیگی۔ اور ملا طاہر سیف الدین کی کتاب "ضوء نور الحق المبین" جس میں یہ دل آزار خیالات ظاہر کئے گئے ہیں ضبط فرما کر مسلمانوں کو مشکور فرمائیگی۔

عام مسلمانوں کو اس کتاب کی اشاعت مسدود کرنے کے لئے جن امور کی ضرورت ہے اُسے ہم آیندہ اشاعت میں لکھینگے۔

مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق میں ملا طاہر سیف الدین کی رخنہ اندازی

نمبر ۲

ازاخبار رہنما مراد آباد ۱۱ جون ۱۹۱۹ء

گذشتہ ہفتہ ہمنے ملا طاہر سیف الدین صاحب کی ناپاک و دل آزار خیالات پر سرسری نظر ڈالکر گورنمنٹ کو اسکے انسداد پر توجہ دلائی ہے اور مسلمانوں کو

اس معاملہ میں عملی کوشش کی تحریک کی ہے معزز معاصر مسلم ہیرالڈ نے جو الٰہ آباد سے انگریزی میں شایع ہوتا ہے یہ بالکل صحیح لکھا ہے کہ نہ صرف گورنمنٹ ہند بلکہ تمام مسلمان والیان ریاست کو اس معاملہ میں بہت جلد نوٹس لینے کی ضرورت ہے اور نہ صرف مسلم ہیرالڈ بلکہ تمام قومی اخبارات یہی رائے ظاہر کر رہے ہیں اور گورنمنٹ عالیہ کو توجہ دلا رہے ہیں اسلیئے ہم امید کرتے ہیں کہ گورنمنٹ عالیہ جو اس قسم کی دل آزار تحریروں کی اشاعت کو ناجائز قرار دے چکی ہے اس معاملہ پر خاص طور سے توجہ فرمائیگی اور ملا طاہر سیف الدین کے رسالہ کی اشاعت ممنوع قرار دیکر تمام مسلمانوں کو مشکور فرمائیگی۔ اسیطرح مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنے اپنے شہروں و قصبوں میں جلسے منعقد کرکے گورنمنٹ کو توجہ دلائیں اور ملا طاہر سیف الدین کے ان نار وا خیالات کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں۔ معلوم ہوا ہے کہ گجرات کے کثیر تعداد مسلمانوں نے ملا صاحب کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی ہے اور امید ہے کہ عدالت جلد صحیح فیصلہ پر پہونچیگی اور عدالت کا فیصلہ ایسا فیصلہ ہوگا جس سے اس قسم کے بانگ بے ہنگام بلند کرنیوالے افراد جو مسلمانوں کے لئے فی الحقیقت باعث ننگ ہیں عبرت حاصل کر سکینگے۔

ہماری خواہش یہ بھی ہے کہ مسلم مدارس و مساجد میں اس قسم کے جلسے منعقد کئے جائیں اور اُنکی رپورٹیں اسلامی اخبارات کو بغرض اشاعت بھیجی جائیں تاکہ دوسرے مسلمانوں کو بھی واقفیت حاصل ہو اور وہ بھی اپنا فرض ادا کرنے میں شریک ہو سکیں

علمائے فرنگی محل کا فتوے

ایسی کتاب کے خلاف حاکم وقت سے استغاثہ کرنا اور اوسکی اشاعت

کورو کنا ضروری ہے اور لعن طعن کسی بزرگ پر کرنا حرام ہے رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے علامات ساعۃ سے فرمایا ہے جیسا کہ مروی ہے
ان یلعن اٰخر ھذہ الامۃ اولہا کما اخرجہ الترمذی وورد
عنہ انہ قال اذکروا محاسن موتاکم وکفوا عن ماء اتہم اخرجہ
اصحاب السنن ونص الامام غزالی فی الاحیاء وابن حجر المکی
فی الزواجر وغیرھما بانہ لایجوز تحقیر احد من الاموات وسبہم
وان کان من الفساق فی حیاتہ واذا کان ھذا فی حق العوام
فما بالک فی حق مشائخ الطریق قدس اللہ اسرارھم واللہ اعلم
بالصواب حررہ محمد عبد الہادی الانصاری غفرلہ الہادی

صح الجواب واللہ اعلم
محمد عبد القادر الانصاری

جواب صحیح ہے یقیناً استغاثہ ضروری ہے اللہ اعلم
محمد صبغت اللہ الانصاری الفرنگی محلی لکھنو

علمائے فرنگی محل کے رسالہ النظامیہ کا دوسرا مضمون یہ ہے

فوارۂ کفر ولعنت

یعنی کتاب ضوء نور الحق المبین

از النظامیہ لکھنو ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۷ ہجری

زمانہ کی نیرنگی یا مسلمانوں کی بدقسمتی کہیے کہ کل جب اسلام کی اشاعت
کے لئے ہمارے اسلاف ہتھیلیوں پر سر لئے صحرا و بیابان کی خاک چھانا
کرتے تھے آج اسقدر ارزاں اور لاحیثیت ہوگیا ہے کہ ایک شخص اٹھتا ہے
کچھ خاص اصول کو معیار ٹھہراتا ہے پھر مسلمانوں کو جانچنا شروع کرتا ہے اور
آخر میں ما ارسلناک الا کافۃ للناس کے بجائے چند افراد رہ جاتے ہیں

جو اُس دین کے حامل سمجھے جاتے ہیں جو ایک عالم کی اصلاح وتنظیم کے لئے معرض وجود میں آیا تھا ناخوشی ربانی کو سب سے بڑی دعوت رحمۃ اللعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ارشادات کی سب سے زائد توہین، اجتماع وعصبیت کی سب سے اہم تحقیر تم کو ان ناپاک مقامات میں ناپاک نظر آئیگی جہاں چند بوسیدہ کتابوں کا مالک ایک مولوی اپنے کو سب سے زائد خدا کا مقرب، سب سے بڑا فرمانبردار، میدان شریعت کا یکہ تاز اور اسرار حکم قرآن کا مقدس ترین حامل سمجھتے ہوئے تمغائے خوشنودی وتکفیر تقسیم کر رہا ہو۔ بیشک علماء حامل شریعت ہیں، وہ عوام سے زیادہ بصیرت ومعرفت رکھتے ہیں اور اولی الامر ہونیکی وجہ سے اِن کے آگے ہمارے سر نیاز جھکے ہوئے ہیں اور ہمیں بھی شک نہیں کہ موجودہ دینی تغافل، ملی مداہنۃ اور مذہبی بے نیازی کے زمانہ میں احتساب اور سخت احتساب کی ضرورت ہے لیکن جعلنا کم امۃ وسطا اعتدال وامتیاز کا خیال مقدم ترین خیال ہے۔

ایک طرف ہم دیکھتے ہیں صرف لا الہ الا اللہ کہنے والے کو بشارت جنت ہے دوسری طرف چند علامات ایمان کو بہتیرے علامات کفر پر ترجیح ہے کتب عقائد میں یہ بھی نظر پڑتا ہے لا نکفر اھل القبلۃ معتبر کتابیں یہ بھی کہتی ہیں لعنت وتکفیر میں جلدی کرنا اپنے کو تکفیر کی زد میں کر دیتا ہے لیکن دوسری طرف کچھ تنگ خیال، حاسد اور نفس پرور افراد ایسے بھی نظر آتے ہیں جو باوجود دعوی اسلام وایمان نہ صرف دائرہ اسلام کو تنگ کرتے ہیں بلکہ ان پاک افراد کو جو سایۂ دامن حضرت رحمۃ للعالمین میں آچکے ہیں عذاب دوزخ کا سزاوار بناتے ہیں۔

گذشتہ ماہ میں ہمارے مکرم جناب ولی محمد صاحب اسماعیل کا معرکۃ الآرا مضمون

ناظرین نے ملاحظہ فرمایا ہوگا جو کتاب ضوء نور الحق المبین کے متعلق تھا اس مضمون کے بعد کسی مزید تفصیل کی ضرورت نہ تھی جو اس کتاب کے ناپاک جراثیم کو بتاتی لیکن اسکے جستہ جستہ مقامات جو میری نظر سے گذرے ہیں میرے قلب پر ایک دردانگیز اثر کیئے بغیر نہ رہے مصنف کو اسکا پورا اختیار تھا کہ وہ ان خیالات کی اشاعت کرتے جو ان کے نزدیک حق تھے، وہ اپنے جذبات کی ترجمانی میں قطعاً آزاد تھے لیکن یہ استحقاق انکو دنیا کا کوئی قانون نہیں دیتا کہ اپنے خیالات کی تبلیغ کے ساتھ دوسروں کی تحقیر و توہین کریں مذہبی احکام کی نہ بھی پروا کی جائے پھر بھی اگر تہذیب کے کچھ معنی ہیں اگر درشت کلامی کوئی مذموم فعل ہے اور اگر سب و شتم جنت شائستگی کے شجر ممنوعہ ہیں تو ہم کو اس کہنے میں کچھ باک نہیں کہ دوسرے مذہب کے بزرگوں کا جسطرح ذکر کیا گیا ہے وہ سخت ناگوار، مذموم، خلاف تہذیب اور انسانیت کا سب سے بڑا خون ہے۔

طاہر سیف الدین صاحب ایک جماعت کے مقتدا اور مسند نشینان علم میں ہیں ان کو سمجھنا اور غور کرنا چاہیئے کہ اپنے اثر کو قائم رکھنے حلقہ اقتدار کو وسیع کرنے کی یہ صورتیں نہیں جنکو وہ بدقسمتی سے ذریعہ کامیابی سمجھے ہوئے ہیں ہم انکو بتاتے ہیں کہ دنیا میں صرف انکے پاس علمی قوت نہیں، تنہا وہی ایک جماعت کے سرتاج نہیں، صرف ان ہی کے ارشادات واجب التعمیل نہیں سمجھے جاتے بلکہ ہندوستان میں اور بھی افراد و خاندان ہیں جنکا علمی و مذہبی اقتدار بدرجہا ان سے اعلیٰ و اوسع ہے اور یقیناً اگر تبلیغ خیالات اور خود سرانہ دعوؤں کی رفتار یہی رہی تو وہ قوتیں جو اسوقت تک خاموش تھیں خاموش نہ رہینگی۔

ایک صوفی بزرگ جناب جعفر نہروانی کی شان میں خناس، شیطان، مصاحب ابلیس اور اسی قسم کے اور الفاظ جو اور بزرگوں کے متعلق کتاب ضوء نور الحق المبین میں استعمال کئے گئے ہیں ان افراد کے لئے دل شکن اور اشتعال انگیز نہیں جو ان بزرگوں کے مرتبوں سے واقف نہیں لیکن جو ان کو نہ صرف جانتے بلکہ واجب التعظیم و مقبول بارگاہ خداوندی سمجھتے ہیں وہ جو اثر لینگے ظاہر ہے کتاب ضوء نور الحق المبین کی یاوہ گوئیاں اور منتشر عنایہ ہرزہ سرائیاں یہیں پر ختم نہیں ہوتیں بلکہ دوسروں کی توہین کے بعد جب اپنا ذکر آتا ہے تو دبے لفظوں میں سُنائی دیتا ہے۔

بعد از خدا بزرگ منم قصہ مختصر

چنانچہ اس کتاب کے صفحہ ۳۵ میں ہے۔

"خدا و رسول اور امام زماں کے قبول کرنے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک مجھکو بھی نہ پہچانا جائے اور مجھکو نہ قبول کیا جائے اسوقت تک سب گمراہ اور عذاب کے سزاوار ہیں۔

اسی صفحہ میں ایک جگہ اور ہے۔

"اس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا میرے ہاتھ میں مگو میرا سرا پکڑنا کافی ہے"، یہ اور اس قسم کے دوسرے الفاظ کے متعلق اگر علماء سے استفسار کیا جائے تو وہ ذات جو آج دوسروں کی تکفیر میں سرگرم جدوجہد ہے خود سلاسل و اغلال کفر میں مقید نظر آئیگی۔

النظامیہ اس حیثیت سے کہ وہ علمی مذہبی رسالہ ہے اور اس حیثیت سے کہ وہ اس جماعت کا ارگن ہے جو ہندوستان کے مرکز علم و مستند مرجع مذہب اس کتاب کو قابل نفرت اور ناپسندیدہ خیال کرتا ہے اور

اگر ہمکو جلد اطمینان نہ دلایا گیا تو شاید النظامیہ آیندہ بھی اسکے متعلق خاموش رہیگا

(از مدیر)

گمراہ ملاّ

ہندوستان کے سب سے بڑے ملکی و قومی شاعر ترجمان حقیقت جناب ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ بیرسٹر لاہور تحریر فرماتے ہیں۔

"طاہر سیف الدین کا رسالہ میں نے دیکھا ہے۔ اس کی تحریک بھی ویسا ہی فتنہ ہے جیسی کہ اس سے پہلے تاریخ اسلام میں گذر چکی ہیں۔ اہل سنت کیا تمام مسلمانوں کے دل اسکی تحریر سے دکھینگے میرے نزدیک یہ شخص گمراہ ہے واللہ اعلم،،

محمد اقبال ۱ مئی سنہ ۱۹ء

فلسفہ کا حکم

ہندوستانی مسلمانوں کے سب سے بڑے فلاسفر نے اُس کی کتاب کے بارہ میں یہ حکم دیا ہے کیا فرماتے ہیں مولوی عبدالماجد صاحب فلاسفر اعظم ہندوستان مصنف فلسفہ جذبات و فلسفہ اجتماع وغیرہ

از روئے علم نفسیات

اس مسئلہ میں کہ زید ایک جماعت کا مذہبی پیشوا ہے اور اوس نے دوسرے عقائد کی جماعتوں کے خلاف ایک نہایت دل آزار کتاب لکھی۔ تاکہ زید کی جماعت ان جماعتوں سے متنفر ہو جائے۔ اور زید کو قوت اجتماعی حاصل ہو کیا از روے علم نفسیات زید کا یہ فعل اسکو فائدہ مند ہو سکتا ہے یعنی اسکو اجتماعی طاقت حاصل ہو سکتی ہے۔ اور کیا زید کی جماعت کو ایسی کتاب سے کچھ فائدہ اجتماعی حاصل ہونا ممکن ہے۔ اگر ہاں تو خیر ورنہ زید کا یہ فعل اپنی ذات اور اپنی جماعت کے لئے کہاں تک مضر ہے۔ بدلیل فلسفہ نفسیات جواب مرحمت ہو۔

جواب

(۱) زید کا یہ فعل اسکی جماعت کے حق میں قطعاً مضر ہے۔ دوسرے فرقوں کی دلآزاری کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اسکی دلازاری کرینگے اور یوں مجادلہ و منافرت کا سلسلہ قایم ہو جائیگا۔ جس میں زید کی جماعت کی بہت کچھ قوت بیکار صرف ہوگی۔ خود قرآن میں جو مذہبی حیثیت سے قطع نظر کرکے علم النفس کی بھی بہترین کتاب ہے اسکی ایک سے زاید بار تاکید آئی ہے کہ دوسروں کی دلآزاری نہ کرو۔ ورنہ وہ الٹ کر تمہاری دلآزاری کرینگے یہ نفس بشری کا ایک کھلا ہوا قانون ہے۔

(۲) زید کی ذات کے لئے ممکن ہے کہ کچھ عرصہ تک یہ فعل مفید رہے۔ لیکن بالآخر اسکے لئے بھی مضر ثابت ہوگا۔

عبد الماجد ۱۰ / اگست ۱۹۱۹ء

عدوئے رب تعال

ارشاد ابو المعظم نواب سراج الدین احمد خانصاحب بہادر سائل دہلوی جانشین نواب فصیح الملک داغ دہلوی

اہل قبلہ کو جو لکھے کافر
قابلیت ہے دین کی ظاہر

طاہر سیف دین داعی نے
دینداروں سے جسکو ہیں کینے

کرکے تدوین ضو حق مبین
اپنا پیدا کیا نیا اک دین

جو مخالف ہے دین نبوی کے
جو ہے برعکس خلق علوی کے

کی امامیہ دین کی توہین
سنیوں پر ہوا ہے نکتہ چین

دونوں فرقوں کے ہوگیا ہی خلاف
دونوں کو کہہ رہا ہے کافر صاف

شرع نبوی کا ہمکو ہے ارشاد
بوئے جو کشت دیں میں تخم عناد

اوسکو جانو عدوّے ربِّ تعالٰی — اوسکا ہر قول و فعل ہے ابطال
جسکی بنیادِ دیں ہو بدگوئی — ایسی دعوت کو کیا کرے کوئی
ہم تو رہتے ہیں اوس سے کوسوں دور — جس کے مشرب میں پائیں کوئی فتور
اسقدر بھی جو لکھدیا ہمنے — فرضِ ملت کیا ادا ہمنے
ورنہ ہم تو دعا یہ کرتے ہیں — کلمے حق گوئیوں کے بھرتے ہیں
اے مُقلِّبِ قُلُوبْ کے داتا — فتنہ و شر سے تو بدوں کے بچا
لطف کر بر فرید جو نازل — پھیر بدراہیوں سے انکے دل
کاش سبھی دعا ہو یہہ مشکور — بحث سائل ہے اور غیر ضرور

چاریاری رباعیاں

ازجناب مولانا عاشق حسین صاحب سیماب اکبرآبادی مصنف کتب مشہور و شاعر بےمثل ہندوستان

طاہر تھی سیفِ دیں مشہور انام — آخر یہی رکھا گیا اک شخص کا نام
وہ شخص ہوا طہارتِ دیں کی سیف — اپنی ہی چھری سے کام اپنا ہی تمام

ہمنام طہارت ہے بظاہر طاہر — باطن میں نہیں قلب کا طاہر طاہر
لاحول ولا قوۃ اِلّا باللہ — کہتا ہے مسلمانوں کو کافر طاہر

ہیں نام خدا حضرتِ جعفر طاہر — شیعہ سُنّی کے ہیں وہ رہبر طاہر
خنّاس!! اونھیں اور تو گمراہ کہے — اللہ کے خوف سے ذرا ڈر طاہر

کی تونے مسلمانوں کی ظالم توہین — اور پھر تجھے اسلام پر اپنے ہے یقین

برعکس نہند نام زنگی کافور	یاں قاتلِ دیں کون ہے؟ سیف الدین!

⁂

تو کہتا ہے کلمہ نہیں سنّی کا قبول	خاکت بدہن ماہی یہ تیرا قول فضول
مردود ہیں سب تیری دورنگی اقوال	ہیں پھول بکائن کے اثر خاکت دھول

⁂

ایمان نہیں ہے زر کہ غارت ہو جائے	یا لیکے کوئی چور اسے چنپت ہو جائے
مومن کے بدن میں جوش آجائے اگر	ہر رونگٹا انگشت شہادت ہو جائے

⁂

ہاں کشتۂ بیداد ہیں شیعہ سنّی	ہاں منتظر داد ہیں شیعہ سنّی
انصاف ہوا ہے خسروِ ہند و برٹن	اب مائل فریاد ہیں شیعہ سنّی

⁂

مبنی ہے جہالت پہ یہ ساری توہین	ہم نوریوں کو شاق ہے ناری توہین
کسطرح حکومت سے نہ فریاد کریں	توہین حکومت ہے ہماری توہین

⁂

احساس کا خورشید درخشندہ ہے	دشمن جو ہے سنّیوں کا شرمندہ ہے
دیکھی ہے انکی زندگی اپنا ثبوت	سنّی زندہ ہیں، اُن کا دل زندہ ہے

⁂

اثنا عشری شیعہ حضرات کا ارشاد

ذیل میں اثنا عشری شیعہ حضرات کی تحریریں کتاب ضو رنور الحق المبین کے خلاف درج کیجاتی ہیں۔ جنکو پڑھ کر گورنمنٹ ہندوستان معلوم کرسکتی ہے کہ اس کتاب کے خلاف تمام اسلامی فرقوں نے یک زبان و یک قلم ہو کر اظہار ناراضامندی

کیا ہے۔ اور مسلمانوں کی ہر جماعت اس کتاب کو اپنی دل آزاری کا موجب سمجھتی ہے

پہلا ارشاد

جناب سرکار شریعت مدار حضرت شمس العلما صدر المحققین ناصر الملۃ والدین ابو الفضل نجم الدین آقا السید ناصر حسین صاحب مجتہد العصر والزمان لکھنؤ کے زیر اثر شائع ہونے والے رسالہ الجوارف لکھنؤ میں حسب ذیل ارشاد بوہروں کے مُلّا کی کتاب مذکور کے خلاف ماہ مئی ۱۹۱۹ء میں شائع ہوا ہے۔

۔یہ مضمون جو ہمارے مکرم نامہ نگار جناب ولی محمد اسمٰعیل صاحب نے ہمارے پاس بغرض اشاعت بھیجا ہے اور جسکو ہم نے اُنکی فرمائش کے مطابق لفظاً لفظاً چھاپ کر ہدیہ ناظرین کیا ہے فی الحقیقت نہایت قابل توجہ ہے مضمون کے مصنف ضو نور الحق المبین نے جیسا کہ اس مضمون کے دیکھنے سے واضح ہوتا ہے ایسے نازک وقت میں (جب کہ تمام مسلمانوں کو ایک عام سلسلہ اتفاق و اتحاد میں مسلسل ہو کر حفظ و تبلیغ اسلام کی اشد ضرورت محسوس ہو رہی ہے) اس رسالہ کے ذریعہ سے آتش نفاق کے اشتعال اور بنیاد اتفاق کے احراق وانہدام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ حالانکہ کوئی عاقل اتفاق باہمی کے محاسن و فوائد اور نزاع و نفاق باہمی کے مثالب و مضار سے ناواقف نہیں ہے اور ہر باعقل و ہوش انسان بخوبی تمام بطور بداہت کے بلا دلیل و برہان سمجھ سکتا ہے کہ کوئی قوم اسوقت تک بام ترقی پر نہیں پہونچ سکتی جبتک کہ ترقی کے زینہ پہ ریسمان اتفاق کو انتہائے استحکام سے باندھ کر دونوں ہاتھوں سے مضبوط نہ پکڑ لے۔ مگر افسوس کہ اہل اسلام نے اس زمانہ میں اس کلیہ سے بالکل قطع نظر کر لی اور جیسا کہ کسی زمانہ میں اُنکا اتفاق و اتحاد

ضرب المثل تھا ویسا ہی آج انکا نفاق ضرب المثل ہو گیا ہے اور یوماً فیوماً تفرقہ اندازیاں بڑہتی جاتی ہیں اور ایک دوسرے کو مشرک و کافر تک بناتے ہیں بھی تامل نہیں کرتا اور بعض اوقات عدالت تک نوبت پہونچ جاتی ہے۔

جیسا کہ رسالہ مذکورہ کی تصنیف و اشاعت نے بعض مقامات کے مسلمانوں کو اسپر آمادہ کر دیا اور وہ اس تحکمانہ عنوان اور طرز تحریر کو برداشت نہ کر کے عدالت تک پہونچ گئے اور بیجا نہیں پہونچے۔ کیونکہ اس آزادی کے زمانہ میں کوئی قوم اور کوئی شخص کسی کے بیجا اور نامناسب تحکم کو برداشت نہیں کر سکتا اور کسی کی کوئی بات خصوصاً مذہبی معاملات میں بے دلیل و برہان قابل سماعت نہیں ہو سکتی۔

ہر ایک عالم و مبلغ مذہب اپنے مذہب کے محاسن و فوائد اور اسکی حقیقت کے دلائل و براہین بیان کرنے کے لئے الضافاً آزاد ہے اور ہونا چاہیئے لیکن کسی کو شرعاً اور عرفاً اور قانوناً یہ حق نہیں ہے کہ وہ کسی فرقہ کے پیشوایان کے اتباع کے لئے کھلے خزانہ ایسے سخت اور درشت الفاظ استعمال کرے جیسا کہ اس رسالہ میں استعمال کئے گئے ہیں ہمارے پاس اسوقت اصل رسالہ مذکور موجود نہیں ہے مگر جو عبارات اس کے اس مضمون میں نقل کئے گئے ہیں اُن میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ محض تحکمانہ اور بے دلیل اور نہایت خلاف تہذیب اور اشتعال انگیز اور ناقابل تحمل معلوم ہوتا ہے۔

ہم تو ایسے نامناسب الفاظ کا طبع کرنا بھی پسند نہ کرتے مگر چونکہ ہمارے معزز نامہ نگار نے ان الفاظ کو نقل قول اور نقل تحریر کی حیثیت سے انصاف طلبی کی خواہش میں درج مضمون کیا ہے۔ لہذا کوئی مضائقہ نہ سمجھا گیا۔ خصوصاً اس نظر سے کہ ہمارا اثنا عشری فرقہ بھی مصنف مذکور کی ہمہ گیر عبارت

کے عام حملے سے محفوظ نہ رہ سکا اور مصنف مذکور کے سلسلہ سے الگ ہو جانیوالوں کے علاوہ اُنکی عام اور ہمہ گیر عبارت کے عموم میں اثناعشری شیعہ بھی داخل و شامل ہو گئے بخوف طول اسوقت ہم اسی اجمالی تحریر پر اختصار کرتے ہیں زندہ رہے تو انشاء اللہ آئندہ اشاعتوں میں کسی قدر تفصیل سے کلام کر کے دکھلائینگے کہ یہ حملات کس عنوان سے کئے گئے ہیں اور ہمارے عقائد کے خلاف کس عنوان سے خامہ فرسائی ہوئی ہے۔ (احقر اڈیٹر)

دوسرا ارشاد

رسالہ مبارک الکوارف مذکور بابت ماہ جون سنہ ۱۹۱۶ء میں دوسرا ارشاد یہ چھپا ہے

تنقید "ضوء نور الحق المبین" کا تبصرہ

گذشتہ نمبر میں ایک طولانی مراسلہ ہمارے معزز نامہ نگار جناب ولی محمد اسمٰعیل صاحب مُرباوہ کا زیر عنوان باب المراسلات لفظاً لفظاً شایع کیا گیا تھا جس میں شیخ البواہر ابو محمد طاہر سیف الدین صاحب کے رسالہ مذکورۃ العنوان پر ایک تفصیلی تنقید کی گئی تھی اور ہمنے بھی اُسکے آخر میں ایک مختصر نوٹ لکھکر وعدہ کر لیا تھا کہ زندہ رہے تو انشاء اللہ آیندہ اشاعتوں میں اسکے متعلق کسیقدر تفصیل سے کلام کریں گے۔

چونکہ اصل رسالہ مذکورہ ہمارے پاس موجود نہیں ہے لہذا ہمارے اس تبصرہ کا مستند وہی عبارتیں ہونگی جو معزز نامہ نگار نے اپنے تنقیدی مضمون میں اس رسالے سے نقل کی ہیں اور صحت نقل اور ترجمہ کے بابت ایک دوسری تحریر کے ذریعہ ہمکو اطمینان دلایا ہے۔

مذاہب عالم کی فہرستوں میں جہاں دنیا بھر کے مذاہب تحریر کئے گئے ہیں وہاں ایک گنجایش مذہب شیعہ کے لئے بھی نکالی گئی ہے اور مثل دیگر فرق اسلام کے اس مذہب کو بھی شعبہ ہائے کثیرہ میں منشعب کہلایا گیا ہے جیسا کہ اس موضوع کی مشہور کتاب ملل و نحل شہرستانی کے مطالعہ سے واضح و آشکار ہے لیکن ہمارے خیال میں یہ انشعاب مقابلۃً کہلایا گیا ہے اور اگر کوئی ایک شخص بھی اپنے کسی خیال میں متفرد پایا گیا ہے تو اسکو ایک فرقہ سے موسوم کردیا گیا ہے در اصل یہ مذہب اتنے شعبوں میں منشعب نہیں ہے بلکہ ہمارے خیال میں اصل مذہب شیعہ مذہب امامیہ اثنا عشریہ ہے اور بعض فرق دیگر جو موجود ہیں مثل زیدیہ و اسمعیلیہ وہ عند التحقیق اسکے دائرہ میں نہیں آسکتے اگرچہ وہ مدعی ہوں زیدی تو نصب امام میں نص کی جانب اعتنا ہی نہیں کرتے بلکہ اولاد جناب صدیقہ طاہرہ سے ہر قائم بالسیف کو امام تسلیم کرلیتے ہیں اور انکو بہت سے وجوہ سے اہل سنت سے مشابہت تامہ حاصل ہے۔

باقی رہے اسماعیلیہ جو حضرت امام ہمام جعفر بن محمد الصادق علیہما السلام کے بعد انکے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل کو امام جانتے ہیں اور انکی جماعت جو بوہرہ جماعت کہلاتی ہے اور زیادہ تر اطراف بمبئی و سورت وغیرہ وغیرہ میں پائی جاتی ہے تو انکو بھی بوجوہ عدیدہ جنکی تفصیل کا یہ محل نہیں ہے اہل سنت سے مشابہت ہے اور عجب نہیں کہ سلسلہ مذکور سے بعض منحرفین کو طریقہ اہل سنت و جماعت اختیار کرنے کا موجب صرف یہی مشابہت یا منجملہ اور وجوہ کے ایک یہ بھی ہو۔

مضمون کے طول اور اصل مطلب سے بعید ہوجانے کا خیال نہ ہوتا تو ہم اس مقام کو اس سے زیادہ بسط کے ساتھ عرض کرسکتے تھے لیکن بخوف طول

تقریب فہم کے لئے صرف اتنا ہی گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ ان بوہروں میں جو شخص انکے امام کے بعد تمام فرقہ کا واجب الاحترام اور ساری جماعت کا مطاع عام سمجھا جاتا ہے اُسکو داعی کہتے ہیں اور اُس داعی کے نائبوں کو جو اُسکی جانب سے بلاد مختلفہ میں رہا کرتے ہیں عوامل بولتے ہیں۔

چنانچہ اس زمانہ کے داعی شیخ البواہر ابو محمد طاہر سیف الدین صاحب ہیں اور انکے عوامل بلاد مختلفہ میں قیام پذیر ہیں۔

زمانہ کی رفتار ہمیشہ ایک ہی عنوان پر نہیں رہتی اور اطاعت کا قلادہ خصوصًا اس زمانہ میں بڑی مشکل سے زیب گلو رہ سکتا ہے معلوم نہیں کن وجوہ سے اس جماعت کے بعض لوگوں نے اپنے دعاۃ کے سلسلہ اطاعت سے علیحدہ ہوکر اپنی اپنی جماعتیں الگ الگ قائم کرلیں اور ہر ایک اپنی جماعت کا پیشوا بن بیٹھا۔ یہ علیحدہ ہونیوالے پانچ شخص تھے جن میں سے ایک نے تو اہل السنت و الجماعت کا طریقہ اختیار کیا اور باقی چار شخص عقائد شیعہ اسماعیلیہ باقی رہے۔

داعی مذکور نے ان سب کو اپنے رسالہ میں بہت سخت و درشت الفاظ سے یاد کیا ہے اور اپنی اشتعال انگیز تحریر کے ذریعہ سے آتش نفاق کو خوب ہی بھڑکایا ہے حالانکہ یہ وقت ایسے نزاعات باہمی کے بڑہانے کا نہیں ہے، اسلام ہر چہار جانب سے گھیرا جا رہا ہے اور دنیا کا ہر ایک فرقہ اسلام ہی کے پست کرنیکو اپنا نصب العین بنائے ہوئے ہے۔

دہریین مادیین طبیعیین زنادقہ ملاحدہ فلاسفہ اہل حکمت اہل تجربہ اور انکے علاوہ اور ملل و نحل وغیرہ وغیرہ بھی اگرچہ ہمیشہ ہی سے اسلام کے مقابلہ میں برسرپیکار رہا کرتے تھے لیکن جسقدر جرأتیں ان لوگوں کی اس زمانہ میں

بڑھ گئیں اور بڑھتی جاتی ہیں وہ اس زمانہ کے قبل عالم وجود میں موجود نہ تہیں اسلام اسقدر ضعیف وپست نہ تہا اہل علم اور اہل دولت کی ایسی کمی نہ تھی ہر ایک شخص اسلام کے مقابلہ میں آتے ہوئے ڈرتا تہا اور آتا تہا تو منھ کی کھاتا تھا بخلاف اس زمانہ کے کہ اب نہ ہمارے پاس وہ علم ہے نہ دولت نہ وہ اتفاق ہے نہ اتحاد فرق سابقہ میں ہندوستان نے آریہ سماجیوں سے اور دیگر اقالیم نے لا اوریہ اور اہل سائنس وغیرہ سے مخاصمین اسلام کے سواد میں اضافہ کر دیا ہے اور فرزندان اسلام میں سے جو لوگ سائنس کے پُر فضا میدانوں کی ہوا کہا کر نکلے ہیں اونکا نمبر ان سب سے بڑا ہوا ہے کیونکہ کہلا ہوا دشمن اسقدر مضرت رسان نہیں ہوتا جسقدر دوست نما دشمن بالجملہ یہ وقت وہ تہا کہ اسلام کے وہ تمام کلمہ گو اور نام لیوا جو توحید ونبوت وقیامت کے اصول مسلمہ کے معتقد تھے وہ سب یک دل ویک زباں ہو کر اسلام کی حمایت اور اسکی حفاظت وتبلیغ کے لئے کمر ہمت کو چُست باندہ کر کہڑے ہو جاتے اور حبل المتین اتفاق کو دونوں ہاتھوں سے مستحکم تہام کر حفظ وتبلیغ اسلام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے۔ اور وہ ڈگمگاتی ہوئی ناؤ جو جہالت کی ریگ رواں میں ہوائے مخالف کے تھپیڑوں سے ڈوبا چاہتی ہے اوسکو روک لیتے اور مدارج ترقی کے طے کرنے میں معاونت باہمی سے کام لیکر اسلام کے بول کو بالا کر دیتے مگر خدا بُرا کرے اس نفاق وخود غرضی کا جو اسوقت کی نزاکت کو ذہن میں نہیں آنے دیتی اور مسلمانوں کے باہمی مگر بے سود نزاعات ناخون سے گوشت کو جدا کرانے اور احیاء واموات دونوں کو مستحق سب وشتم قرار دینے میں کامیاب ہو رہے ہیں اور اسلام کا بول بالا کرنیکے عوض اسقدر پست کیا جارہا ہے کہ اس بول کے بولنے والے اور اس کلمہ کے کہنے والے بالکل غیر

مسموع الکلمہ اور اسلام ہی سے خارج کئے جا رہے ہیں اور انہیں مشرک و کافر تک بنانے میں تامل نہیں کیا جاتا حالانکہ کلمہ گویوں کی تکفیر تاوقتیکہ وہ ظاہر بظاہر ضروریات دین کے منکر نہوں بالاتفاق جائز نہیں ہے عہد کرامت عہد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں کسقدر منافق موجود تھے اور خداوند عالم عزاسمہ اپنے حبیب کو کس وضاحت کے ساتھہ اُن کے حالات سے واقف کرچکا تھا مگر چونکہ وہ سب بظاہر کلمہ گو اور احکام اسلام کے تابع اور ضروریات دین کے مقر تھے لہذا دائرہ اسلام میں داخل اور جماعت مسلمین میں شامل اور اموال و نفوس انکی تمام مسلمین و مومنین کیطرح محفوظ تھے مصنف ضوء نور الحق المبین اپنے بے نظیر تعصب و اعتساف کے باعث تمام مسلمانوں کو بالعموم دائرہ اسلام سے خارج کئے دیتے ہیں اور معمورۂ عالم کے رہنے والوں کے علاوہ عدم آباد کے بسنے والوں کو بھی اپنی ہمہ گیر تصنیف کی روشنی میں لا رہے ہیں لیکن جسقدر عبارتیں اس تصنیف کی ہمارے معزز نامہ نگار نے اپنے مضمون میں نقل کی ہیں اُن میں باستثناء اُن دو مقاموں کے جن میں اسلام کے دو بڑے گروہوں سنی شیعہ سے تعرض کیا گیا ہے اور کوئی مقام توجہ اہل علم اور دائرہ مباحث علمیہ میں لانے کے قابل معلوم نہیں ہوتا۔ خدا جانے کب کب کے گڑے مردہ اکھیڑے گئے ہیں اور انہیں ایسے ایسے سخت و درشت الفاظ سے یاد کیا گیا ہے کہ ہمیں تو بحیثیت نقل بھی اُنکا اعادہ اپنی مضمون میں مناسب نہیں معلوم ہوتا۔

اِن دونو مقاموں میں سے پہلا مقام سنیوں سے متعلق ہے اور دوسرا شیعوں سے پہلے مقام میں اجمالاً تمام مسلمانوں کی توحید کو باستثناء اپنی جماعت کے شرائط و حقوق توحید کے ادا اور وفا نہ کرنے سے بالکل غیر نافع اور سبب اُسکا

عبد و معبود کے درمیانی حدود کی عدم معرفت قرار دیکر تفریعاً اور تخصیصاً سنیوں کے کلمہ کو غیر مقبول و مردود قرار دیا گیا ہے۔

اور دوسرے مقام میں بالتخصیص شیعوں سے تعرض کیا گیا ہے اور اُنکے لئے فقط بنی و وصی نبی و امام زماں کی معرفت بغیر معرفت داعی وقت کے غیر کافی جانکر اُنہیں بھی گمراہ اور مستحق عذاب سخت اور غیر مقبول الشہادۃ بنایا گیا ہے اور چونکہ عام مسلمانوں اور ان داعی وقت کی معرفت نہ کہنے والوں میں شیعیان اثنا عشری بھی داخل ہیں لہذا اُنکی توحید بھی مصنف مذکور کے نزدیک عام مسلمانوں کے ضمن میں غیر نافع اور وہ بھی غیر عارف شیعونکے ساتھہ ان کلمات نامناسب کے مورد قرار پا رہے ہیں۔ حالانکہ یہ دعوائے بے دلیل کسیطرح پایۂ ثبوت کو نہیں پہونچ سکتا اور یہ تحکم بیجا کسی صورت سے قابل قبول نہیں ہو سکتا۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ محض کلمۂ توحید کا زبان سے ادا کرنا انسان کو دائرہ اسلام میں داخل نہیں کر سکتا بلکہ اسکے ساتھہ کچھہ شرائط اور بھی ہیں جو اجمالاً دو قسموں میں منقسم ہیں اوّل وہ کہ جو تمام فرق اسلام میں بالاجمال مشترک ہیں اور با وجود اختلافات کثیرہ کے تمام کلمہ گویوں کو ایک سلسلۂ اتحاد میں مسلسل کر سکتے ہیں اور کم سے کم فائدہ اُنکا جریان احکام اسلام از قبیل احترام اموال و نفوس و طہارۃ جسد و توارث باہمی و صحت معاملات ہے اور وہ نبوت عامہ اور خاصہ اور معاد جسمانی کا اعتقاد اجمالی ہے۔

دوم وہ کہ جو ہر ہر فرقہ کے ما بہ الامتیاز اور ہر ہر گروہ سے مخصوص اور اسی جماعت کے نزدیک موجب نجاۃ ہیں اور نتیجہ انکا حصول ایمان اور فائدہ اُنکا محض دار آخرت سے متعلق ہے اور وہ مباحث صفات و ذات خدا اور صفات انبیا اور مباحث عدالت و امامت اور دیگر شرائط اور اعتقادات

مخصوصہ ہیں جنکی تفصیل کا یہ محل نہیں ہے۔
قسم اول شرائط عامہ اور اصول دین کہلاتے ہیں اور قسم دوم شرائط خاصہ اور اصول مذہب کہلاتے ہیں اور کبھی تغلیباً ان سب پر بھی اصول دین کا اطلاق کیا جاتا ہے اور بہر حال دونوں اپنے اپنے فائدہ میں مستقل ہیں اور یہ ایسی باتیں ہیں جو عامہ اہل اسلام کی مجمع علیہ ہیں۔
معلوم نہیں کہ مصنف رسالہ مذکور نے شرائط توحید سے کونسے شرائط مراد لئے ہیں اور انکے نزدیک کن شرائط کے ادا اور وفا نہ کرنے سے توحید سی عامۃ النفع شئ بالکل لاینفع ہو جاتی ہے اور وہ کون سی شرائط ہیں جنکو مصنف مذکور کے اتباع جنہیں انہوں نے طائفۂ اہل حق سے تعبیر کیا ہے ادا اور وفا کر رہے ہیں اور وہ عبد و معبود کے درمیانی حدود کیا ہیں جنکی معرفت کے بغیر توحید کامل نہیں ہوتی۔
افسوس کہ اس مقام کو مصنف مذکور نے بالکل تاریک چھوڑ دیا اور ضو رنور الحق المبین نے اسے کچھ بھی مستنیر نہ کیا اپنے شرائط بیان نہ کئے اور ہمارے شرائط و حدود کو پسند نہ کیا کیونکہ اگر ہمارے بیان کردہ شرائط و حدود اُن کے نزدیک پسندیدہ ہوتے تو وہ بجز اپنے اتباع کے تمام اہل اسلام کی نسبت ایسے کلمات ارشاد فرمانا پسند نہ کرتے معلوم ہوا کہ وہ شرائط جو اُنکے پسندیدہ اور انکے اتباع کے معمول بہ ہیں وہ کچھ اور ہی ہیں مگر مصنف اُسکو اس مقام پر بیان کرنا پسند نہیں کرتے اور خلاف داب مصنفین اتنے بڑے دعوائے عظیم الشان کو بے برہان اور اتنے بڑے ادعائے پر جبروت کو بے ثبوت چھوڑے دیتے ہیں۔ خیر ہمیں تو اس سے کوئی بحث نہیں اور جس بات کو انہوں نے صراحۃً ظاہر نہیں کیا اسمیں عقل آرائی و رائے زنی کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی مگر بطور امکان عقلی کے بہت ممکن ہے کہ اُنکا ایک سچا ارادت مند سیاق عبارت کو دیکھکر یہ کہہ سکے

کہ حضور کا یہ سکوت حضور کے انکسار پر محمول ہے اور مراد ان شرائط و حدود سے خود حضور ہی کی ذات فیض آیات ہے کیونکہ جب سنیوں کا کلمہ فقط اسوجہ سے غیر مقبول و مردود ہے کہ وہ توحید کے بعد اکیلی رسالت ہی کے مقر ہیں اور شیعہ اس لئے ان نامنزا کلمات کے مستحق ہیں کہ وہ معرفت نبی و وصی اور امام زمانہ کے بعد داعی وقت کی معرفت نہیں رکھتے تو یہ امر صاف واضح ہوا جاتا ہے کہ مراد اُن شرائط و حدود سے خود حضرت ہی کی ذات فیض آیات ہے۔ حالانکہ یہ ایک ایسا تحکم ہے جسکو بجز انکے اتباع کے کوئی دوسری قوم اور اور دوسرا فرقہ گوارا نہیں کرسکتا۔

تیسرا ارشاد

سرکار علامۃ الشیخ عبد العلی ہروی الطہرانی مدظلہ العالی کے زیر اثر شائع ہونے والے ماہوار رسالہ البرہان لاہور بابتہ ماہ شعبان ۱۳۳۰ھ میں کتاب ملا کی نسبت یہ ارشاد چھپا ہے

مُلّا طاہر اور البرہان

مُلّا طاہر سیف الدین کی بابت سوائے ان امور کے جو اس خط اور اس تحریر اپیل میں مندرج ہیں ہمیں اور کچھ معلوم نہیں نہ اسکی شخصیت کی بابت ہمیں وقفیت ہے نہ یہ کہ پہلے کس عقیدے کے قائل تھے۔ اور اب ان کے تفصیلی عقاید کیا ہیں۔ اس لئے جب تک مزید واقعات معلوم نہ ہوں۔ ہم ان کی ذات اور ان کے مذہب کی بابت تفصیلی رائے زنی کو محفوظ رکھتے ہیں۔ وقتاً فوقتاً اس کے متعلق کچھ لکھتے رہینگے۔ یہاں پر تین باتوں کے متعلق کچھ لکھنا ہم ضروری سمجھتے ہیں۔

اوّل کلمہ گو مسلمانوں کو علی الاطلاق کافر و مشرک کہدینا۔ دوم اپنی پیشوائی کا ادعا

کرنا۔ اور خدا اور رسول و امام کے ساتھ اپنی اطاعت چاہنا۔ اور یہی اصل چیز ہی سوم سب وشتم و گالی گلوچ کا استعمال اور لوگوں کو سخت کلامی سے خطاب کرنا۔ یہ ایسی باتیں ہیں۔ جو ہر حال میں قابل گرفت ہیں۔ اور جن کی طرف توجہ کرنیکی ضرورت ہے کلمہ گو و اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ، کے قائل کو جبتک کہ اس سے ارتداد کا ظہور نہ ہو۔ وہ کسی ضروری دین کا صریح انکار نہ کرے۔ یا اس کے فعل سے صاف انکار ضروری اسلام ظاہر نہ ہو۔ یا وہ اپنی زبان سے اقرار نہ کرے کہ وہ دین اسلام سے خارج اور دوسرے دین میں داخل ہو گیا۔ کافر و مشرک کہنا نہایت جرأت کا کام اور بڑی دلیری ہے۔ لوگوں نے تکفیر کلمہ گو ایک معمولی امر سمجھ رکھا ہے۔ حالانکہ خداوند عالم اُن لوگوں کو بھی کافر نہیں کہتا اور کفار یا مشرکین کے لفظ سے خطاب نہیں کرتا۔ جن کے دلوں میں اعتقاد اسلام داخل بھی نہیں ہوا تھا۔ محض زبانی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے تھے۔ چنانچہ خبر دیتا ہے۔ اذ قالت الاعراب امنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم یعنی اے محمد جس وقت یہ بدو تیرے پاس آکر کہتے ہیں۔ کہ ہم ایمان لائے ہیں۔ ان سے کہدو۔ کہ تم ایمان نہیں لائے۔ لیکن یوں کہو۔ کہ ہم اسلام لائے ہیں۔ اور مسلمانوں میں داخل ہو گئے ہیں ایمان تمہارے دلوں میں ابھی داخل ہی نہیں ہوا ہے۔

ایک اور مقام پر ایسے لوگوں سے یوں خطاب فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین امنوا باللہ ورسولہ والکتاب الذی نزل علی رسولہ والکتاب الذی انزل من قبل "اے ایمان کے قائلو۔ ایمان لاؤ خدا اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی گئی ہے۔ اور اُن کتب پر جو اس سے پہلے اُتاری گئی ہیں" یہاں بھی ایسے لوگوں کو جو ایمان کامل نہیں رکھتے تھے محض زبانی کلمہ پڑھکر دائرہ اسلام

میں داخل ہوگئے تھے مطلق ایمان والوں کی فہرست میں داخل کرتا ہے۔ اور یہاں ایمان وہی یعنی مطلق اسلام ہے۔

(۳) پھر دوسرے مقام پر ایک قاعدہ کلیہ کے طور پر فرماتا ہے ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومنا (سورہ نساء رکوع ۱۳) یعنی جس شخص کے حالات اور اعتقادات سے تم واقف نہ ہو۔ اور علم نہ رکھتے ہو۔ اور وہ تمکو بطریق اسلامی سلام کہے مثلاً "السلام علیکم" کہے۔ تو تم یہ نہ کہو۔ کہ تو مومن نہیں ہے۔ یہی ایک ظاہری علامت اس کے دائرہ اسلام میں داخل اور شامل ہونے کے لئے کافی ہے۔ یہاں خدا ایسے شخص کو کافر و مشرک و بیدین کہنے سے روکتا ہے۔ جو بعض شعائر اسلامی رکھتا ہو مثلاً بطریق اسلام سلام کرے۔

(۴) کلام حمید مجید میں جابجا منافقین یعنی ان لوگوں کا ذکر ہے۔ جو محض زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے تھے۔ اور دل میں ہرگز خدا اور رسول پر اعتقاد و ایمان نہ رکھتے تھے۔ کما قال عزوجل اذا جاءک المنافقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشھد ان المنافقین لکاذبون (سورہ منافقون) اے محمد جس وقت منافقین تیرے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں۔ کہ بیشک اے محمد تو خدا کا رسول ہے۔ اور اللہ بھی جانتا ہے۔ کہ بیشک تو خدا کا رسول ہے۔ اور اللہ ہی شہادت دیتا ہے۔ کہ یہ منافقین جھوٹے ہیں یعنی ظاہراً اپنی زبان سے یہ کہتے ہیں۔ کہ اے محمد تجھ کو خدا کا رسول برحق جانتے ہیں۔ جیسا کہ تو فی الحقیقت ہے۔

لیکن دراصل یہ منافقین یہ اعتقاد و ایمان نہیں رکھتے ہیں۔ اور اس ادعا میں جھوٹے ہیں باوجود اس کے بھی منافقین خدمت رسول میں حاضر رہتے تھے اور ہم پیالہ و ہم نوالہ تھے خدا یا اس کے رسول نے ان کو کافرین و مشرکین سے

خطاب نہیں کیا۔ کیونکہ شرع ظاہری میں بنار احکام ظاہر پر ہے۔ اور وہ ظاہر
میں قایل لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ تھے۔ پس ان کو علی الظاہر کافر و مشرکین
کہنے کی کوئی ایسی حجت نہ تھی جو دوسروں کے لئے بھی دلیل ہو سکے۔ اور وہ
منافقین بھی ساکت ہو سکیں۔ کیونکہ اگر انکو علی الظاہر کافر و مشرک کہا جاتا جبکہ
وہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کہتے تھے۔ توحید و رسالت و معاد کے قائل تھے
بظاہر قرآن پر عمل کرتے تھے۔ روزے نماز میں سچے مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوتے
تھے۔ تو وہ کہ سکتے تھے۔ کہ جب لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کا قائل روزہ نماز کا قائل
قرآن کا عامل کافر و مشرک کہلاتا ہے۔ تو پھر مسلمان کس کو کہتے ہیں؟ اور ان کے
اور دوسرے لوگوں کے لئے کوئی مسکت جواب نہ تھا۔ ہاں خدا کے یہاں اور
روز قیامت چونکہ ظاہر و باطن سب کا کشف تام ہو جائیگا۔ اور وہاں ایمان
واقعی ہی کی جزا ملیگی۔ اور منافقین در باطن کافر و مشرکین ہیں تو ان کیساتھ قیامت میں وہی
سلوک کیا جائیگا۔ جو کافروں و مشرکوں کے ساتھ ہوگا۔ اور یہاں بھی انکو اور سب کو سنا دیا ہے
ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار منافقین جہنم کے سب سے بُرے درجہ میں ہونگے۔
خلاصہ یہ ہے۔ کہ کلمہ گو کو ہرگز کافر و مشرک کے لفظ سے خطاب نہیں کیا جاسکتا
جب تک قولاً یا فعلاً اس سے ارتداد ظاہر نہ ہو جائے۔ یا وہ خود اسلام سے علیحدہ
اور دوسرے دین میں چلے جانیکا اقرار و اعتراف نہ کرے۔ اور حقیقت امر یہ ہے
کہ مدار مطلق اسلام ظاہر پر ہے اور مدار ایمان باطن پر۔ اور اسلام و ایمان میں
فرق بین ہے۔ زبان سے لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کہنے اور اقرار کرنے سے
ایک شخص مسلمان کہلا سکتا ہے۔ اور دائرہ اسلامی میں داخل سمجھا جا سکتا ہے
اگرچہ دل میں معارف دین اور حقائق اسلام کا اعتقاد کامل اور صحیح نہ بھی رکھتا ہو
صرف ایسا کہنے سے اس کا جان و مال محفوظ سمجھا جائیگا۔ اس سے مناکحت

صیحح ہوگی۔ اس کا ذبیحہ حلال سمجھا جائیگا۔ اور اس کے ہاتھ کی تر چیز یا جس کو اسکا
تر ہاتھ لگ جائے طاہر سمجھی جائیگی۔ بطریق اسلام اس کو سلام کرنا اور جواب
سلام دینا درست ہوگا مسلمانوں کی مساجد میں داخل ہوسکیگا۔ غرض تمام
کلمہ گو دائرہ اسلامی میں داخل سمجھے جائینگے۔ سوائے اس کے جو مرتد ہو جائے
اور ظاہر لفظاً ہر اس سے ضروری دین کا انکار قولی یا فعلی ظاہر ہو۔ یا پیشوائے
دین کی توہین صریح ظاہر ہو۔ جیسے خروج و نصب خوارج و نواصب اور
اسی طرح غلاۃ۔ کسی کو کافر و مشرک نہیں کہا جاتا ہے۔ اور یہ حرمت و عزت
کلمۂ شہادت و صاحب شریعت ہے فافہم۔ لیکن نجات آخرت۔ دخول بہشت
رستگاری از عذاب یہ کمال ایمان پر موقوف ہے۔ کہ انسان خدا و رسول و روز
قیامت پر اعتقاد کامل رکھنے کے ساتھ کُل ان چیزوں پر ایمان رکھے۔ جو
آنحضرت منجانب اللہ لائے ہیں۔ اور ان کو دل سے مان کر پیشوایان برحق کی
پیروی اور تاسی میں عمل کرے۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر
منکم۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم۔ اطاعت کرو اللہ
کی اور اطاعت کرو اس کے رسولؐ اور اپنے اولے الامر یعنی اپنے امام وصی رسول
کی الایۃ۔ اطاعت کرو خدا اور اطاعت کرو رسول کی اور اپنے عملوں کو باطل
نہ کرو۔ جو عمل اطاعت پیغمبری سے خارج اور طریق نبوی سے جدا ہو باطل ہی
اور اگر اطاعت رسول کے ساتھ اپنے زمانے کے امام ولی الامر وصی اور جانشین
رسول کی اطاعت نکیجائے۔ عبادت حرام ہے جسطرح اقرار نبوت و اطاعت نبی لازم توحید
ہے۔ اور توحید بغیر اقرار نبوت صحیح نہیں ہوسکتی۔ اسیطرح اقرار امامت و اطاعت امام وقت لازم نبوت
و رسالت ہے۔ اور بغیر اطاعت امام اقرار نبوت مفید نہیں بلکہ انکار امامت تکذیب نبوت ہے کیونکہ ما جاء النبی میں
داخل ہے اور فی الحقیقت نبوت و رسالت اور امامت و وصایت دونو ایک سلسلہ خلافت الٰہیہ کے شعبے ہیں بلکہ ایک ہی دو شکلیں ہیں

خلافت الٰہیہ کبھی نبوت و رسالت کے منصب کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ اور جب نبی نہ ہو تو امامت و وصایت کے مناصب میں ظہور کرتی ہے۔ پس کمال ایمان کے لئے اطاعت اس ولی الامر اور امام وقت و وصی رسول کی مثل اطاعت رسول واجب ہے۔ جو منجانب اللہ مقرر کیا گیا ہے۔ اور رسول اللہ نے نص فرمائی ہے۔ اور ہم اس پر مفصل لکھ چکے ہیں (اور جو تفصیل دیکھنی چاہتے ہیں۔ وہ ہماری کتب خلافت الٰہیہ۔ کشف الاسرار۔ الصراط السوی میں دیکھلیں۔ اور نور ایمان کو روشن کریں) اسی واسطے امام ضامن ثامن حضرت علی بن موسیٰ الرضاؑ نے بہ نسبت مقدسہ و روایت سلسلۃ الذہب اقرار امامت کو شرط لا الہ الا اللہ قرار دیا ہے۔ اور بعد ذکر کلمہ توحید فرمایا۔ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا۔ لا الہ الا اللہ حصنی فمن دخل حصنی امن عذابی۔ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے پس جو شخص میرے قلعہ میں داخل ہو گیا۔ میرے عذاب سے مامون ہو گیا۔ بعد ازاں فرمایا۔ ولکن بشروطہا وشروطہا وانا من شروطہا۔ یعنی یہ ہے۔ اس کے لئے جو لا الہ الا اللہ اس کی تمام شرائط کے ساتھ قائل و عامل ہو۔ اور میں اس کی شرطوں میں سے ہوں۔ کیونکہ آپ اس وقت امام تھے۔ اور امامت شرط توحید ہے۔ اس لئے آپ نے فرمایا۔ کہ میں اس کی شرطوں میں سے ہوں۔ جو شخص لا الہ الا اللہ کہے اور ہماری امامت و ولایت کا قائل نہ ہو۔ وہ عذاب خدا سے محفوظ و مامون نہیں ہو سکتا بلکہ فائدہ اسلام محض بلا ایمان کامل و شرائط کاملہ دنیا میں وہی ظاہر ہوتا ہے۔ جو ہم نے ذکر کیا یعنی اس کا جان و مال محفوظ ہو جاتا ہے۔ مناکحت وغیرہ صحیح ہو جاتی ہے۔

قال الصادق الاسلام یحقن بہ الدم وتودی بہ الامانات وتستحل بہ الفروج والثواب علی الایمان (کما فی الکافی) یعنی اسلام ایسے

خون محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور اس کا قتل کرنا کسی مومن ومسلمان کو جائز نہیں ہوتا۔" الا بالحق"۔ امانات اس کے ذریعہ سے ادا کیجاتی ہیں مسلمانوں کے ساتھ مناکحت صحیح ہو جاتی ہے۔ اور ثواب آخرت اور جزایہ ایمان پر موقوف ہے۔ وقال علیہ السلام الاسلام ھو الظاہر الذی علیہ الناس شہادة ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ واقام الصلوة وایتاء الزکوة وحج البیت وصیام شہر رمضان فھذا الاسلام وقال الایمان معرفة ھذا الامر مع ھذا فان اقربھا ولم یعرف ھذا الامر کان مسلما وکان ضالا۔ یعنی فرمایا۔ کہ اسلام تو وہی ظاہری صورت ہے۔ جو عام اہل اسلام میں پائی جاتی ہے۔ یعنی لا الہ الا اللہ ومحمد رسول اللہ کہنا۔ نماز پڑھنا۔ زکوٰة دینا اور حج بیت اللہ اور ماہ رمضان کے روزے۔ پس یہی اسلام ہے۔ اور ایمان یہ ہے۔ کہ ان باتوں کے ساتھ ان کی معرفت بھی ہو۔ اور معرفت مقام اعتقاد واذعان ہے۔ نہ محض اقرار باللسان۔ پس ایمان میں اعتقاد قلبی مع معرفت ضروری ہے۔ پس جو شخص ان باتوں کا اقرار رکھتا ہو۔ مگر معرفت ایمانی نہ رکھتا ہو۔ وہ مسلمان سمجھا جائیگا اور راہ ایمان سے جدا سمجھا جائیگا۔ اور اسی معرفت میں معرفت ولی الامر داخل ہے۔ جو لازم نبوت ورسالت ہے۔ بلکہ اصل یہ ہے۔ کہ اگر کوئی ان تمام امور کا اقرار رکھتا ہو۔ اور عمل بھی نہ کرتا ہو۔ مگر منکر نہ ہو۔ وہ مسلمان سمجھا جاتا ہی ایمان سے گرا رہیگا۔ مگر اسلام سے اس کو بھی خارج نہیں کہہ سکتے۔ چنانچہ صادقین میں سے ایک صاحب سے مروی ہے۔ کہ فرمایا۔ الایمان اقرار وعمل۔ ایمان اقرار اور عمل ہے۔ والاسلام اقرار بلا عمل اور اسلام اقرار بلا عمل ہے۔ اور آیہ مبارکہ اذ قالت الاعراب آمنا الایہ۔ ان بزرگوار کی

نے اسلام اور ایمان کے فرق پر استدلال کیا ہے۔ اور فرمایا۔ جو انسان لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی زبانی قائل ومقر کو مسلمان نہ سمجھے وہ جھوٹا ہے۔

اور جو شخص ان کو مومن کہے۔ وہ بھی جھوٹا ہے (دیکھو اصول کافی) ایک روایت جناب باقر العلوم سے یہ بھی مروی ہے۔ الایمان ما استقر فی القلب وافضے به الی اللہ وصدقة العمل بالطاعة للہ والتسلیم لامرہ یعنی ایمان وہ ہے۔ جو قلب میں مستقر وثابت ہو۔ اور خدا تک اس سے پہنچا جائے۔ اور معرفت حق حاصل ہو جائے۔ پھر طاعت خدا اور تسلیم رضا کے ساتھ عمل اس ایمان کی تصدیق کرے یعنی جو کچھ دل میں ہے۔ وہ باخلاص عملی صورت میں ظاہر ہو۔

والاسلام ما ظہر من قول وفعل وھو الذی علیہ جماعة الناس من الفرق کلہا وبہ حقنت الدماء وعلیہ جرت المواریث وجاز النکاح واجتمعوا علی الصلوٰة والزکوٰة والصوم والحج فخرجوا بذلک من الکفر واضیفوا الی الایمان۔ اور اسلام وہی ظاہراً قول وفعل سے اقرار شہادتین ظاہر ہو۔ اور یہی وہ درجہ اسلام ہے جو تمام فرق اسلام میں پایا جاتا ہے (اور مومنین صرف ایک فرقہ ناجیہ ہے) اور اسکی وجہ سے خون محفوظ ہو جاتے ہیں آپس میں ایک دوسرے کے شرعی وارث ہوتے ہیں۔ اور نکاح آپس میں درست ہوتے ہیں۔ اور صلوٰة وزکوٰة وحرم وحج پر اجتماع رکھتے اور شریک ہوتے ہیں پس اس صورت سے وہ کفر سے نکل گئے۔ اور ایمان کی طرف منسوب ہو گئے۔

اگرچہ مومن نہ ہوں۔ والاسلام لا یشرک الایمان والایمان یشرک الاسلام وھما فی القول والفعل یجتمعان وکما صارت الکعبة فی المسجد والمسجد لیس فی الکعبة فکذلک الایمان یشرک الاسلام والاسلام لا یشرک الایمان وقد قال اللہ تعالیٰ اذ قالت الاعراب امنا الآیة۔ اور اسلام

ایمان کو شامل نہیں۔ یہ ضرور نہیں۔ کہ جو مسلمان ہے وہ مومن بھی ہو۔ اور ایمان اسلام کو شامل ہے یعنی جو مومن ہے وہ مسلمان ضرور ہے۔ اور قول و فعل کی صورت ظاہری میں وہ دونو جمیع ہوتے ہیں۔ مگر باطناً فرق ہے۔ اور ان دونو میں ایسا فرق ہے۔ جیسے کعبہ اور مسجد الحرام میں۔ کہ کعبہ مسجد الحرام کے اندر ہے۔ اور مسجد الحرام کعبہ کے اندر نہیں ہے۔ پس جو شخص کعبہ میں ہوگا۔ وہ مسجد میں ضرور ہوگا۔ اور جو مسجد میں ہو۔ اس کو ضروری نہیں ہے۔ کہ وہ کعبہ میں بھی ہو۔ بلکہ ممکن ہے کہ وہ کعبہ سے باہر مسجد میں ہو۔ پس ایمان کعبہ ہے اور اسلام مسجد الحرام۔ جو مومن ہے وہ کعبہ میں ہے اور مسجد میں بھی ہے اور جو مسلمان ہے۔ وہ مسجد میں ہے کعبہ میں نہیں ہے۔ اور کعبہ مسجد سے افضل ہے۔ یہ مضمون متعدد احادیث میں متعدد طرق سے مروی ہے۔ اور ماحصل سب کا ایک ہی ہے۔ اور ان تمام بیانات اور مستدلات و نصوص آیات و روایات سے ثابت ہے۔ کہ سوائے ان کے جو بالنص خارج از اسلام ہیں۔ تمام فرق اسلامی دائرہ اسلام میں داخل ہیں۔ اور ان کو ہرگز کافر و مشرک کے خطاب سے مخاطب نہیں کیا جاتا اور جو تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک کہتا ہے۔ وہ یقیناً جھوٹا ہے۔ اور مُلّا طاہر سیف الدین نے فی الحقیقت تمام اہل اسلام کو کافر و مشرک کہنے میں سخت جرأت کی ہے یہی وہ سنت ہے جس پر اس قسم کے مدعی چلا کرتے ہیں اور تمام اپنے مخالفین کو کافر و مشرک کہدیا کرتے ہیں۔ جیسا کہ مرزا صاحب قادیانی نے بھی تمام عالم کے مسلمانوں کے کفر کا فتوے دیدیا تھا۔ اور کتب میں موجود ہے۔ سنۃ الذین خلوا من قبل۔ یہ مُلّا طاہر صاحب کے ہم پیشہ بزرگوں کی سنت قدیمہ ہے۔ جس پر وہ چل رہے ہیں۔

چوتھا ارشاد

پھر رسالہ البرہان لاہور بابتہ رمضان سنہ ۱۳۳۷ ہجری میں یہ ارشاد شائع ہوا۔

نیا فتنہ

(ملا طاہر سیف الدین)

(نمبر ۲)

گزشتہ نمبر میں ملا صاحب موصوف کی دعوت اور فتوائے کفر اہل اسلام کے متعلق کچھ لکھا جا چکا ہے۔ یعنی یہ کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل کو جب تک کہ وہ صریح مرتد نہ ہو جائے کافر نہیں کہہ سکتے۔ اور ایمان و اسلام کا فرق اور احکام اسلامی کا بھی ذکر ہو چکا ہے۔ اور امر معلوم میں اطمینان حاصل کرنے کے لئے یہی کافی ہے۔ آخر مضمون میں ہم نے یہ بھی ظاہر کر دیا ہے۔ کہ کمال ایمان کے لئے اقرار امامت مثل اقرار نبوت لا الہ الا اللہ کو لازم ہے۔ ورنہ لا الہ الا اللہ کے کوئی معنی نہ ہونگے۔ اور اسی واسطے اقرار امامت کو مشروط لا الہ الا اللہ میں شامل کیا گیا ہے۔ الہ کے مفہوم اور اعتقاد کو جس طرح مالوہ کا تصور اور تعلق ضروری اور بدیہی ہے۔ یا یوں کہیئے۔ کہ معبود کے تصور کے ساتھ عبد اور عابد کا تصور لازمی ہے اسی طرح اس کے ساتھ عبادت کا تصور بھی لازم ہے۔ اور اسی کے اندر رسالت و امامت اور شروط لا الہ الا اللہ کا راز پوشیدہ ہے۔ اور اسی میں ملا طاہر صاحب کے ادعائے باطل کا معما مخفی ہے۔

تفصیل۔ اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ لا الہ الا اللہ کا مصداق ذات پاک واجب الوجود ذات بسیط بحت و مجرد مطلق جسم و جسمانیات سے بری اور ادراک عقل و فہم سے بالا ہے۔ اور جس طرح اس کی معرفت حاصل کئے بغیر اس کی تحمید و تسبیح ادر

تقدیس و تہلیل جو اوّل فرض عبد و مکلف ہے محال ہے۔ اسی طرح بغیر اس کی معرفت کے مکلف کے لئے یہ بھی دشوار بلکہ محال ہی ہے۔ کہ وہ عبادت خاصہ کو معلوم کر سکے۔ جو مرضی الٰہی اور پسندیدہ بارگاہ خداوندی ہے۔ آنکھ اس کے جمال کے دیکھنے سے عاجز اور خطاب پر عتاب لن ترانی ولا تدرکہ الابصار و ھو یدرک الابصار سننے والی ہے۔ اور عقل اس کے کمال کے مشاہدہ سے قاصر اور والی ربک المنتھٰی پڑھنے والی ہے۔ انقطعت دونہ الغایات وھو نھایۃ کل شیٔ۔ ھو الاول وھو الاٰخر والیہ ترجع الامور کلھا۔ اور عالم فعلی جسمانی ظلمانی میں ذات بسیط بحت و مجرد مطلق نورانی سے بلا واسطہ فیض حاصل کرنیکی قابلیت و استعداد مفقود۔ لان ارتباط الحادث بالقدیم بلا واسطہ محال۔ پس اس کے عالم اجسام میں ظہور کے لئے ایک نمونہ کمالات و آئینہ اوصاف کی ضرورت ہے۔ جو قدم و حدوث کی صورت جمعی رکھتا ہو۔ اور اسی آئینہ میں اس کی صورت صفاتی اس عالم اجسام میں نظر آسکتی ہے۔ قریب الفہم مثال بلا تشبیہ یوں ہو سکتی ہے۔ کہ آفتاب جب خط نصف النہار پر اپنی پوری تجلی پر ہوتا ہے۔ تو آنکھ اپنی قصور قابلیت کی وجہ سے اسکی طرف دیکھ نہیں سکتی۔ اور ادھر نگاہ نہیں کیجا سکتی۔ لیکن جب اس نور کی تجلی جرم قمر میں ظاہر ہو کر ہمارے سامنے سے جمال مہر نیم روز بنتی ہے۔ تو ہم نہایت آسانی سے اس آئینہ میں اس کا جلوہ دیکھتے ہیں۔ نظارہ کرتے اور تماشہ دیکھتے ہیں۔ اور نور القمر مستفاد من نور الشمس کو پیش نظر رکھکر ہم نور آفتاب کی عظمت و جلالت کو پہچانتے ہیں۔ کہ وہ کیا ہے۔ اس حسی مثال کو آپ معقولات کی طرف لے جائیں۔ اور سمجھ لیں کہ ذات واجب الوجود قدیم ازلی کے انوار جلال و جمال کی تجلی اس کے آئینہ اوصاف میں نظر آتی ہے۔ اور بغیر اس کے ہم اس کی معرفت ہرگز حاصل نہیں کر سکتے۔ اور بغیر

اس آئینہ میں دیکھنے کے اس کو نہیں پہچان سکتے۔ لا الٰہ الا اللہ کا ظہور اسی آئینہ میں ہوتا ہے۔ اور علم عابد و معبود و عبادت یہیں سمجھ میں آتا ہے۔ رازِ خالق و مخلوق و خلق۔ آمر و مامور و امر۔ صانع و مصنوع و صنع یہیں سے پہچانا جاتا ہے۔ یہی راز ان الفاظ میں جلوہ گر ہے۔ کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لکی اعرف۔ اہل عقل چشم بصیرت کھولیں۔ اور شعور فطری سے کام لیں۔ کہ ان کلمات میں کتنے راز ہائے سربستہ مخفی ہیں۔

حیف صد حیف۔ گوش سخن شنو کجا است دیدۂ اعتبار کو۔

اس آئینہ کو اصطلاح اور حقیقی اصطلاح۔ خدائی اصطلاح اور عالم الوہیت کی زبان میں خلیفہ کہا جاتا ہے۔ اور اس راز کا انی جاعل فی الارض (عالم اجسام) خلیفہ۔ انی خالق لبشراً من طین فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعولہ ساجدین۔ میں اظہار ہوتا ہے۔ عالم ملکوت نمونہ اوصاف و آئینہ کمالات خلیفہ خدا کی تعظیم و تکریم پر مامور ہوتا ہے۔ اس تعظیم سے استکبار و استنکاف کرنے والا ابلیس مردود رجیم ہو کر ابیٰ واستکبر وکان من الکافرین کا خطاب پُر عتاب سنتا ہے۔ اور خلقتنی من نار و خلقتہ من طین کے قیاس سے حکم باری میں شریک ہو کر مشرک بنتا ہے۔ اور یہاں سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ لا الٰہ الا اللہ کا قائل اور بعض صوفیہ کے خیال کے موافق اعلم علماء الموحدین ابلیس راس رئیس مشرکین قرار پاتا ہے۔ اب بھی جو شخص شروط لا الٰہ الا اللہ کا مطلب نہ سمجھے۔ اس کی عقل پر دو اشک حسرت و افسوس بہانیکے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ خدا اسکی حالت پر رحم کرے (مزید تفصیل ناظرین دوسرے مضامین آیندہ کے تحت ضمن میں ملاحظہ فرمائیں)۔

یہی خلافت اللہ ہے۔ جسکی بدولت لاکھوں بندگان خدا نے ہدایت پائی۔

اور کروڑوں گمراہ ہوئے۔ واللہ لایھدی القوم الفاسقین۔ واللہ لا یھدی القوم الکافریں۔ واللہ لایھدی القوم الظالمین۔ یہی وہ خلافت الٰہیہ ہے۔ جس کی وجہ سے سب سے پہلے اختلاف کی بنیاد قائم ہوگئی۔ یہی وہ وہ خلافت الٰہیہ ہے۔ جسکی خواہش میں ملاء اعلیٰ اور عالم ملکوت میں نحن نسبح بحمدک ونقدس لک کی صدائیں بلند ہوئیں۔ اس کی معرفت میں بڑے بڑے فحول علماء گمراہ ہوئے۔ اور ہو رہے ہیں۔ اور زبردست اختلاف پڑا ہوا ہے دلائل سابقۃ الذکر شاہد ودال ہیں۔ کہ یہ خلافت الٰہیہ تاقیام قیامت باقی ہو اور آئینہ خداوندی کا وجود عالم وجود میں ضروری ہے جب اس خلیفہ خدا کے مرتبہ عالیہ وعلوشان کی طرف نظر کیجاتی ہے۔ قطع نظر اس سے کہ وہ کسی قوم پر خصوصیت سے مامور ومبعوث ہوا ہے یا نہیں۔ تو اس کو مطلق نبی کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے۔ اور جب اس کو اس حیثیت سے دیکھا جائے۔ کہ وہ کبھی کسی خاص قوم اور ملک پر مامور ومبعوث ہوا۔ اور کچھ احکام خاص تشریعی لیکر بھیجا گیا ہے تو وہ رسول کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ لقد ارسلنا رسلنا وانزلنا معھم الکتاب والمیزان۔ اور جب اس کو بعض جبابرہ زماں کے مقابل عزم وارادہ کے ساتھ مقابلہ کے لئے کھڑا کیا جاتا ہے۔ تو اس کو اولوالعزم کا خطاب دیا جاتا ہے۔ فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل۔ اور جب اسکو تعلیم علمی وعملی دونوں میں پیشرو اور پیشوائے خاص بنا دیا جاتا ہے۔ تو اس کو امام خلق کے مبارک نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور اس لئے خلافت الٰہیہ کبھی محض صورت نبوتی میں ظاہر ہوتی ہے۔ اور کبھی صورت رسالتی میں کبھی رسالت اولعزم ہیں اور کبھی صورت رسالتی واماتتی ہیں۔ پس ہر ایک نبی رسول اور امام خلیفہ خدا ہے۔ مگر ہر ایک خلیفہ خدا ضروری نہیں ہے کہ نبی یا رسول

بھی ہو۔ کیونکہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ؐ نے نبیوں کے ختم کا اعلان
کردیا۔ اور وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم
فی الارض نے بقاء خلافت بعد نبوت خاتم النبیین ؐ کا اظہار فرمایا۔ فلا شک
یہ خلافت الٰہیہ تا یوم قیامت باقی ہے۔ جو اس کو انکار کرے وہ زمرۂ منکر
اول خلافت الٰہیہ میں داخل اور حوزہ اسلام سے خارج ہے۔ وہ ہرگز
اس لا الہ الا اللہ کا قایل نہیں ہے۔ جس کی بنیاد شیطانی قیاس پر ثابت
ہے۔ اصل توحید وہی ہے۔ جو خود خدا التعلیم دے۔ اور وہ تعلیم نہیں ہے
مگر بذریعہ خلیفہ و آئینہ جمال خدا۔ اور آیہ مجیدہ انی جاعلک للناس اماما۔
وقال من ذریتی قال لا ینال عہدی الظالمین سے جہاں یہ ثابت
ہے۔ کہ امامت منصب نبوت ورسالت کے منافی یا اس سے جدا چیز نہیں ہے
بلکہ اسی منصب رسالت پر بعض حقوق فرائض اور اختیارات کی زیادتی ہے
اور اسوقت اعلان امامت ابراہیمی سے ذریت ابراہیم کے تمام انبیاء جامع
رسالت و امامت ہیں۔ خواہ بنی اسرائیل ہوں یا رسول نبی اسمٰعیل۔ رسول مکی
مدنی عربی رسالت و امامت کو حاوی و جامع ہیں۔ فقال عزوجل ان اولی
الناس بابراھیم الذین اتبعوہ وھذا النبی والذین آمنوا واللہ ولی
المومنین (آل عمران ع ۷) بیشک منصب ابراہیمی کے مستحق اور سزاوار اور
اس کے ولی و وارث وہ لوگ ہیں جو اس کے پیچھے پیچھے آئے اور اس کے
وارث ہوئے مثل اسحاق و اسمٰعیل و یعقوب و غیرہم من انبیاء و بنی اسرائیل
اور یہ نبی (عربی) جو بنی اسمٰعیل سے ہے۔ اور وہ لوگ جو اس کے مصدق
ہیں۔ اور علماء و عملاً و قولاً و فعلاً ہر ایک حیثیت ہر ایک جہت اور ہر ایک نشأ
اور عالم میں اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور اللہ ولی ہے مومنین کا۔ وہاں یہ

بھی ثابت ہے۔ کہ قیامت تک اس سلسلہ امامتی کا انقطاع محال ہے۔ اور جعل
الٰہی کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ جو اس کے خلاف کا مدعی ہو۔ اس کو چاہیئے۔ کہ اسپر
برہان قائم کرے۔ کہ کونسی عقل استحالۂ بقاء امامت ذریت ابراہیم الی یوم القیام
پر حکم کرتی ہے یا کونسی آیت قران اس کو منسخ یا اس سلسلہ کو کسی خاص وقت پر منقطع
کرتی ہے۔ کون شے مجبور کرتی ہے۔ کہ رسالت و امامت نبوتی کے ماننے والے
اور قرآن پر اعتقاد کامل رکھنے کا ادعا کرنیوالے بعد آنحضرت صلعم سلسلہ امامت
کا انکار کریں۔ اور اسپر اعتقاد نہ رکھیں۔ الا حسداً من انفسہم۔ اتومنون
ببعض الکتاب وتکفرون ببعض۔ جو اپنے مطلب کی آیات ہوتی ہیں۔
تو اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور جو اپنے خود ساختہ عقیدے یا مقصود ولی
کے خلاف معلوم ہوتی ہیں۔ ان کا انکار کر دیتے ہیں۔ اللہ اذن لکم ام علے
اللہ تفترون۔ اور اگر یہ صحیح ہے۔ کہ ختم نبوت کے ساتھ سلسلۂ امامت بھی
ختم ہو گیا۔ تو خلاف رسولؐ اور اس کا اعتقاد اور بعض اصحاب رسول کے لئے
اس کا ادعا محض بے معنی ہیں۔ کیونکہ جب عہدۂ نبوت و امامت و خلافت الٰہیہ
ہی ختم ہو گیا اور ٹوٹ گیا۔ تو اس عہدے پر قائم مقامی کیسی؟ اور جانشینی کیا
معنی رکھتی ہے؟ زیادتی فرع پر اصل محال ہے۔ چہ جائیکہ وجود فرع بغیر اصل
یہ جانشیناں رسول کسی منصب اور عہدے میں قائم مقام رسول متصور
ہونگے؟ فافہم وتدبر فیہ ولا تکن من الجاہلین۔ بہر نہج اسلامی اعتقاد
کے موافق اور قرآنی تعلیم کے موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں چند
جہتیں ہیں۔ آپ خلیفہ خدا ہیں۔ رسول خدا ہیں۔ امام خلق ہیں۔ اور اس کے
بعد ایک خطاب خاص اور ہے۔ جو اس سے پہلے خلفاء اللہ کو نہیں دیا گیا۔
وہ ولایت مطلقہ ہے۔ کما قال عزوجل انما ولیکم اللہ ورسولہ الخ سو

اس کے نہیں ہے کہ تمہارا ولی خدا ہے اور اس کا رسول ہے الخ - اور کلام پاک سے صرف اسی قدر معلوم ہے - کہ نبیین ختم ہو گئے - اور اب آنحضرتؐ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا - اور کسی ہادی یا پیشوا یا خلیفۃ خدا کو اس لفظ سے نہ پکار سکینگے - لیکن ولایت - امامت اور خلافت کے انقطاع پر کوئی دلیل عقلی و نقلی قائم نہیں ہے ومن ادعا فعلیہ البینہ - اور منکر منکر نصوص آیات ہے - اور چونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے - کہ ظہور لا الہ الا اللہ خلافت الٰہیہ سے ہوتا ہے - اور بغیر اقرار خلافت الٰہیہ غیر متصور اور اس کا منکر نص آیات کافر ہے - تو بعد آنحضرت خلفاء اللہ کے لئے امامت و ولایت کا اقرار لازمی و حتمی ہے - اور امامت مثل نبوت لازم بیّن توحید ہے - جو توحید کہ بلا واسطہ آئینہ توحید و خلیفہ خدا حاصل ہوگی وہ توحید نہیں شرک محض ہے - وہ توحید قرآنی نہیں توحید شیطانی ہے - پس اطاعت خلیفہ خدا اطاعت خدا کے ساتھ توام ہے - بغیر اطاعت خلیفہ اطاعت خدا غیر معقول ہے - فقال اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول الخ - اللہ کی اطاعت کرو - اور اس کے رسول کی اطاعت کرو - لیکن چونکہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ خلافت کا وجود ہمیشہ ضروری ہے - اور نبوت آنحضرتؐ پر ختم ہے - اس لئے بعد رسول اللہ اطاعت خلفاء للہ لازم ہوئی - اور یہ خلفاء اللہ مناصب نبوت میں سے ولایت مطلقہ و خلافت الٰہیہ اور امامت خلق میں قائم مقام رسول اور اس کے جانشین ہونگے - اور یہی وجہ ہے - کہ یہ خلفاء اللہ خلفاء رسول اور اس کے جانشین بھی کہلاتے ہیں - وقال عزوجل اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم اطاعت کرو اللہ کی - اور اطاعت کرو اس کے رسول کی - اور اپنے میں سے اولی الامر کی" آیہ امامت سے ثابت ہو چکا ہے - کہ امامت ذریت ابراہیم میں

ہمیشہ باقی رہیگی۔ اور رسول اللہ کے بعد یہ سلسلہ قیامت تک متصل ہے۔ اور
اماموں کی یہ صفت قرآن میں ہے۔ وجعلنا منہم ائمۃ یھدون بامرنا واوحینا
الیہم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وکانوا لنا عابدین۔
یہ حکم خدا سے لوگوں کی ہدایت کرتے ہیں۔ اور خدا ان کو جملہ افعال خیر کی وحی کرتا
ہے۔ بحکم خدا باذن اللہ ہدایت کرنا اور مثل رسول اللہ وارد وحی ہونا ائمہ کی
صفت ہے۔ وقال عزوجل انما انت منذر ولکل قوم ھاد۔ سوائے
اس کے نہیں ہے کہ اے حبیب تو پیغمبر نذیر ہے۔ اور نبوت و نذارت تجھ پر
ختم ہے۔ اور ہر ایک قوم اور ہر ایک نسل اور زمانے کے لئے ایک ہادی ہوگا
پس بعد رسول اللہ ہادی خلق ائمہ ہیں۔ جو بامر خدا ہدایت کرتے ہیں۔ اور
اتباع و اطاعت ہادیان برحق واجب ہے۔ فمن تبع ھدای فلا خوف
علیہم ولا ھم یحزنون۔ "جو میرے ہادی کی ہدایت کی پیروی کرینگے۔
اُن پر کوئی خوف نہیں ہے۔ اور وہ روز قیامت محزون نہ ہونگے" لہٰذا
معلوم ہوا۔ کہ آیہ اطاعت "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر
منکم" میں اگر اولی الامر سے مراد غیر امام مفترض الطاعۃ ہادی من اللہ ہو۔
اور اس کی اطاعت فرض۔ تو تدافع و تنافی اطاعتین لازم آئیگی۔ اور اوصاف
امامت میں "یھدون بامرنا الخ" اس امر پر دال ہے۔ کہ امام جو کچھ کرتا اور
کہتا ہے۔ وہ بامر خدا کہتا اور کرتا ہے۔ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا اور کچھ
نہیں کرتا۔ اور وما تشاءون الا ان یشاء اللہ اس کی شان ہے۔ اور
کانوا لنا عابدین سے اس کی عصمت کی طرف صریح اشارہ ہے۔ اور
جعلنا نص الٰہی پر شاہد ہیں۔ پس امام کا مورد وحی اور معلم بتعلیم اللہ اور
معصوم ہوا ضروری ہوا۔ اور یہی اوصاف نبی کے ہیں۔ ما ینطق عن الہویٰ

اور یہی راز ہے ان کی اطاعت کے فرض ہونے میں۔ اور طاعت خدا کیساتھ توام ہوتے ہیں۔ کہ ایسے شخصوں کی اطاعت عین اطاعت خدا ہے۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ جو شخص رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ خدا کی اطاعت کرتا ہے۔ اور اسی طرح جانشین اور امام کی اطاعت عین اطاعت خدا ہے۔ اور اس لئے خدا نے ان کو اپنی اطاعت کے ساتھ واجب کیا۔ اور پھر رسول اور اولی الامر یعنی امام خلق کی اطاعت کو ایک ہی جیسی اطاعت قرار دیا ہے۔ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ اور یہ امر بدیہی ہے۔ کہ اہل اسلام میں سوائے اولاد رسول جو ذریت ابراہیم سے ہیں اور کسی نے دعوے عصمت و وحی والہام نہیں کیا۔ اور نہ سوائے ان کے کسی اور کے لئے یہ دعوے کلام پاک سے ثابت ہو سکتا ہے۔ اور جب اہل اسلام میں سوائے ان کے وجود معصوم و مورد وحی والہام محال ہے۔ تو غیر مسلمین میں محال اور محال ہوگا اور اس لئے اولی الامر سے شاہان وقت مراد لینا محض بے معنی ہے۔ اور آیات کو مسخ کرنا ہے۔ شاہان وقت قطع نظر اس سے کہ مسلمان ہوں یا غیر مسلمان ان کی اطاعت اطاعت رسول اور خدا سے کبھی توام نہیں ہو سکتی ہے۔ اور ان پر اولی الامر کا صدق ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بادشاہت محض اور درجہ ہے اور وہ اطاعت اس اطاعت سے علیحدہ۔

جو لوگ اس زمانہ کی ضرورت کو محسوس کر کے برخلاف لا تشتروا بایاتی ثمنا قلیلا نہ صرف آیات فروشی اور وہ بھی بثمن بخس دراہم معدودۃ کا اعلان کر رہے ہیں بلکہ مطلق دین کو علی رؤس الاشہاد بیچ رہے ہیں۔ اور اس ضرورت سے اب "منکم" کے معنی یہاں غیر مسلمین لئے جاتے ہیں۔ ان سے ہمیں بحث نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارا روئے خطاب مسلمانوں سے ہے۔ اور نیز ان

میں سے بھی اہل عقل سے۔ نہ ایسے شخصوں سے جو صریح یا ایہا الذین آمنوا
کے معنی "یا ایہا الذین کفروا" بتاتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ صاف و
صریح ترجمہ آیہ مبارکہ کا یہ ہے۔ کہ "اے ایمان والو اطاعت کرو خدا کی اور
اطاعت کرو رسول اور اپنے میں سے اولی الامر کی"۔ یعنی تم مومنین سے
جو تمہارا اور ولی امر خدا اور قائم مقام رسول ہو جس کی اطاعت عین اطاعت
خدا اور رسول ہو۔ نہ یہ کہ "منکم" کے معنی یہ لئے جائیں۔ کہ اطاعت کرو کسی غیر مسلم
بادشاہ وقت کی۔ خطاب اہل ایمان سے ہو۔ اور ضمیر "کم" راجع طرف کفار۔
"یا ایہا الذین آمنوا" کے معنی "یا ایہا الذین کفروا"۔ یہ ہے چودہوی
صدی کی تعلیم اور اس کے اثرات۔ جو لوگ کفر و ایمان و اسلام میں تمیز نہیں
کرسکتے وہ ہادی دین اور داعی اسلام ہونے کے مدعی بنتے ہیں۔ اور تمام دنیا
کو چیلنج دیتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں۔ کہ غیر مسلمین کو اپنا پیشوا
اور امام مفترض الطاعۃ بنائیں۔ اور پکے مسلمان اور داعی اسلام ہونے کا ادعا
لبیک علی الاسلام من کان باکیا خدا فرماتا ہے۔ لم یجعل اللہ علی المومنین
الکافرین سبیلا۔ خدا نے ہرگز مومنین پر کافرین کا کوئی حق قرار نہیں دیا ہے۔
وقال اللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین۔ وقال لا تتولوا قوما غضب
اللہ علیہم۔ ان لوگوں کو اپنا ولی نہ بناؤ۔ اور ولی الامر نہ کہو۔ جن پر خدا کا غضب
نازل ہو چکا ہے۔ ومن یتولہم فہو منہم۔ جو شخص ان کو اپنا ولی بنائے۔
وہ بھی انہی میں سے ہے۔ وان الکافرین لا مولی لہم۔ ولعنۃ اللہ علی
الکافرین وما دعاء الکافرین الا فی ضلال۔ ان اللہ لا یہدی القوم
الکافرین خدا کبھی کافرین کو ہدایت نہیں کرتا۔ ولا یتخذ المومنون الکافرین
اولیاء من دون المومنین ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شئ الخ

(آل عمران ۳)۔ اور مومنیں کبھی مومنیں کو چھوڑکر کافرین کو ولی الامر نہیں بناتے ہیں۔ اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں۔ ان کو خدا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ جھوٹے ہیں۔ دل میں کچھ ہے اور زبان سے کچھ کہتے ہیں۔ ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون۔ ھل یستوی الخبیث والطیب افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لایستوون۔ کیا وہ شخص جو مومن ہیں وہ مثل فاسقین کے ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ یہ سب برابر نہیں ہو سکتے۔ ویرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات۔ اللہ تم میں سے اہل ایمان اور ان کو جنہیں علم دیا گیا دوسروں پر بدرجہا فضیلت دیتا ہے اور بلند مرتبہ قرار دیتا ہے۔ ھل یستوی الاعمیٰ والبصیر۔ فاعتبروا یا اولی الابصار وذوی البصائر۔ منکم کے معنی حجاج بن المسلم سے پوچھئے۔ جو یہ حدیث لکھتے ہیں۔ کیف اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم۔ کیا ہوگا اس وقت جب عیسےٰ بن مریم نازل ہوگا حالانکہ تمہارا امام تم میں سے ہے یعنی مسلمانوں پر عیسیٰ کی امامت فرض نہیں ہو سکتی۔ ان کا امام خود انہی میں سے ہوگا۔ یعنی مہدی آخر الزماں۔ اور سب اس کے مطیع ہونگے۔ یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اور اس کی تفصیل بھی آئندہ کسی ضرورت کے موقع پر آئیگی۔ یہاں مقصود صرف یہ ہے کہ دینی اطاعت کے تین درجہ ہیں۔ اول اطاعت خدا۔ دوم اطاعت رسول۔ سوم اطاعت اولی الامر و امام زمانہ۔ اور ہر ایک امر میں رجوع انہی طرف ہے۔ فقال عزوجل فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والی الرسول الخ۔ جب کسی امر میں اختلاف و تنازع ہو۔ تو اس امر متنازع فیہ میں خدا اور اوسکے رسول کی طرف رجوع کرو۔ اگر کلام خدا میں صریح حکم کا پتہ نہ ملے تو قول رسول اور بیان پیغمبری سے حل کرو۔ اور بیان نبوی سے بھی حل نہ ہو۔ تو اولی الامر سے

پوچھو۔ کہ وہی اسکی حقیقت کو جانتے اور اسکو خوب سمجھتے ہیں۔ واذا جاءھم
امر من الامن من الخوف اذاعوہ ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر
منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ
لاتبعتم الشیطن الا قلیلا (نساء ع ۱۰) اور جب کوئی امر امن
یا خوف کا پیش آیا۔ تو ان لوگوں نے اس کی اذاعت واشاعت کر کے
اس کو ضائع کر دیا۔ اور اگر اس کو رسول اور اپنے ولی الامر کی طرف لوٹاتے
اور پیش کرتے۔ تو بیشک وہ اس کو سمجھ لیتے۔ جو اس کی حقیقت کو جانتے ہیں
اور استنباط کرتے ہیں۔ اور اگر خدا کا فضل اور اسکی رحمت تم پر نہ ہوتی۔ تو
سوائے قدرے قلیل تو سب کے سب شیطان کے پیچھے لگ جاتے۔
پس بعد رسول تمام امور دینی و دنیوی میں اولی الامر کی طرف رجوع کرنا
واجب ہے۔ اور اطاعت خدا کے ساتھ ان دونو کی اطاعت اپنے اپنے
وقت پر فرض۔ اور علت اسکی یہی ہے۔ کہ انکی اطاعت عین اطاعت خدا
ہے۔ کیونکہ یہ معصوم ہیں۔ کبھی خطا نہیں کرتے۔ اور علم تعلیم الہی ہوتے
ہیں۔ کبھی ان سے غلطی نہیں ہو سکتی۔ اور ما تشاءون الا ان یشاء اللہ
ان کی شان ہے۔ اور عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ
یعملون انکا خاصیہ وہ خدا کے مکرم بندے ہیں۔ کبھی کسی امر میں رسول
سے سبقت نہیں کرتے۔ اور اپنی بات اور اپنی رائے کو حکم خدا پر ترجیح نہیں
دیتے۔ اور اس کے امر پر عمل کرتے ہیں۔ اور اس لئے یہ اطاعت رسول
و اولی الامر لا الہ الا اللہ کے منافی نہیں بلکہ عین معنی لا الہ الا اللہ میں داخل
ہے۔ کیونکہ اسی کے حکم اور اذن اور تعلیم کے موافق ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا۔ تو کبھی
اطاعت خدا کے ساتھ انکی اطاعت فرض نہ کی جاتی۔ اور جب علت یہ ہے

توجہاں علت نہ پائی جائیگی معلول متحقق نہ ہوگا۔ جہاں عصمت و تعلیم الٰہی
اور حبل الٰہی نہ ہو۔ وہاں اطاعت فرض نہ ہوگی۔ اور کلام پاک میں کہیں
چوتھی قسم کی اطاعت کا ذکر نہیں۔ نہ عالم کی نہ غیر عالم کی۔ ہاں دنیاوی امر
میں بادشاہ کی فرماں برداری ضروری ہے۔ مگر وہ علیحدہ شے ہے۔ اس کو
اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اسی طرح سے ولایت بھی تین ہی درجے رکھتی ہے
انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین اٰمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون
الزکوٰۃ وھم راکعون۔ خدا کی ولایت رسول کی ولایت اور ان مومنین و
مصدقین رسول کی ولایت جو نماز کے قائم کرنے والے اور حق زکوٰۃ ادا کرنے
والے راکعین ہیں۔ وارکعوا مع الراکعین۔ یہی خالق و مخلوق کے درمیان
واسطہ ہیں۔ اور اس سے بھی معلوم ہے۔ کہ اطاعت الٰہی کی ہو سکتی ہے۔ جو
حق تصرف ولایتی رکھتے ہوں۔ پس اولی الامر اور ولی درجہ سوم ایک ہیں اور
اولی الامر ایک۔ لہذا ان کے بعد جو کوئی اپنے مطاع اور مقتدا ہر
ہونے کا دعوے کرے۔ خواہ وہ کوئی ہو۔ اس دعوے میں جھوٹا
ہے۔ اطاعت دینی اور ولایت اس تیسرے درجہ پر ختم ہے اور اسواسطے
ملا طاہر سیف الدین کا یہ دعوے کرنا کہ بعد امامت کے اقرار کے
اس داعی کی پیشوائی کا اقرار ہر مسلمان پر واجب ہے اور اسوقت
داعی اسلام وہ ہے اور اس کی اطاعت فرض ہے محض بے بنیاد
ہے۔ اس کی اصل کتاب و سنت میں نہیں ہے۔ اور کوئی مسلمان
مسلمان ہو کر ازروئے اصول و قواعد اسلام یہ دعوے نہیں کر سکتا
کونسی دلیل ہے کونسی آیت ہے کونسی حدیث ہے جس کی رو سے
ملا صاحب مسلمانوں کو اپنی اطاعت اور اپنے پر ایمان لانیکی دعوت

دیتے ہیں۔ اور کس حکم خدا کی رُو سے مسلمان انکی اطاعت پر مامور
اور مجبور رہیں؟ بیانات سابقہ سے بخوبی واضح ہے۔ کہ ایسا مدعی دین اسلام
سے خود بہرہ ور نہیں ہے چہ جائیکہ تمام کلمہ گویوں کو دین اسلام سے خارج
بتلائے۔ مسلمانوں پر بعد رسول اللہ اگر کسی کی اطاعت دینا فرض ہے۔ تو بس
جانشینان رسول اور پیشوایان برحق کی۔ نہ کسی اور شخص کی۔ اور یہ اطاعت اور
یہ امر ایسا ضروری تہا۔ کہ مسلمانوں نے اپنے خیال میں اس کے انتخاب و تقرری
اور خانہ پری کو تجہیز و تکفین صاحب شریعت پر مقام رکھا (دیکھو درمختار۔ ذکر
امامت کبریٰ) اور تمام اہل اسلام کے نزدیک بغیر خلافت و امامت پر اعتقاد
رکھے مومن نہیں ہو سکتا۔ نہ سنّی نہ شیعہ۔ اگرچہ تشخیص میں اختلاف ڈالا گیا تہا
مگر جس طرح شیعوں کے نزدیک بغیر امامت اہل البیت کے قائل ہونے
کے کوئی شخص مومن نہیں کہلا سکتا۔ اسی طرح سُنیوں کے نزدیک بھی کوئی
مسلمان خلافت اصحاب رسول خصوصاً اصحاب ثلثہ پر اعتقاد رکھے بغیر پکا
مسلمان اور مستحق نجات نہیں ہو سکتا اور یہ قول محض مہمل ہے۔ کہ یہ اعتقاد
شیعوں سے مخصوص ہے۔ ہاں اعتقاد امامت ائمہ اولاد رسول صلی اللہ علیہ
وسلم بیشک شیعوں سے مختص ہے۔ اور اہل سنت اس میں حصّہ نہیں رکھتے لیکن
بعد اس امامت کے چوتھے مرتبہ پر اہل اسلام کے نزدیک کسی کی اطاعت
دینی فرض نہیں ہے۔ بلکہ ایسا کہنا اصول اسلام سے باہر ہو جاتا ہے۔ ہاں
مُلّا طاہر سیف الدین صاحب نے جہان سے یہ ادعا کیا ہے۔ اسکو ہم آئندہ
ظاہر کرتے ہیں۔ اور اس کی حقیقت کھولتے ہیں۔ کہ یہ کونسے عقیدے کو زندہ
کیا گیا ہے۔ اور یہ کونسے بام پر چڑہنے کا زینہ ہے۔ اور یہیں سے اس قسم کی ترقی
کرنے والے درجہ بدرجہ ترقی کیا کرتے ہیں۔ اور گو نام مختلف ہوتے ہیں مگر مطلب

اور مقصد ایک کوئی پہلے مجدد ہونے کا مدعی ہوتا ہے۔ اور کوئی باب امام۔ اور کوئی داعی اسلام وغیرہا۔ لیکن بقول آئے ع

بہر رنگے کہ خواہی جامہ میپوش • من انداز قدت را می شناسم

ہم ہر ایک کو ہر ایک لباس میں پہچانتے ہیں۔ اور انکی حقیقت کو خوب جانتے ہیں۔ اور ہمارے پیشوایان برحق ائمہ معصومین علیہم الصلوۃ والسلام پہلے ہی سے ایسے لوگوں کی خبریں ہم کو دے چکے ہیں۔ اور انکا پردہ فاش کر چکے ہیں۔

پانچواں ارشاد

تیسری بار رسالہ البرہان لاہور بابتہ ماہ شوال سنہ ۱۳۴۷ھ میں یہ ارشاد اشاعت پذیر ہوا۔

نیا فتنہ

(ملا طاہر سیف الدین)

(نمبر ۳)

ہمارے بیان سابق سے محقق و مبرہن ہو چکا ہے۔ کہ اطاعت منحصر ہے اولیاءؑ میں۔ اور اولیاء کے تین ہی درجہ ہیں۔ اوّل خدا ولی ہے۔ اللہ ھو الولی۔ دوم رسولؐ اور سوم ائمہ واولی الامر ولی ہیں۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا الذین یقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون۔ اور خدا کی اطاعت کے ساتھ اطاعت رسول وامام کا شریک ہونا اسی وجہ سے ہے کہ وہ معصوم ہوتے ہیں کبھی خطا نہیں کرتے۔ وہ منجانب اللہ مقرر اور ملہم بالہام ربانی ومعلم بتعلیم الٰہی اور مورد وحی ہوتے ہیں۔ اس لئے انکا قول عین قول خدا ہے۔ اور ان کا ہر ایک فعل عین مطابق منشاء الٰہی۔ پس انکی اطاعت عین اطاعت

الہی ہے۔ اور تینوں اطاعتیں در اصل ایک ہی اطاعت ہے یعنی باقی دونو اطاعتیں بھی اطاعت خدا ہی طرف راجع ہیں۔ اور بلا ائمہ کسی کی عصمت ثابت نہیں ہے۔ اور کوئی منجانب اللہ ہادی مقرر نہیں۔ اور کوئی مورد وحی و معلم بتعلیم الٰہی نہیں ہے پس غیر رسول و امام کے لئے بل عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون۔ وجعلنٰھم ائمۃ یھدون بامرنا۔ وما یشاؤن الا ان یشاء اللہ ثابت نہیں ہوسکتا۔ اس لئے بعد خدا و رسول و ائمہ ہدیٰ کسی کی اطاعت اطاعت خدا کے ساتھ شریک نہیں ہوسکتی ہے۔ اور کوئی دلیل عقلی و نقلی چوتھی اطاعت پر قائم نہیں ہے۔ اور کسی کی معرفت عینا ثابت نہیں ہے۔ جو دعوٰے کرے جھوٹا ہے پس ملا طاہر سیف الدین صاحب کا یہ ادعا کہ بندہ پہلے خدا کی معرفت حاصل کرے۔ رسول مقبول اور وصی حضرت علی اور امام وقت کی معرفت حاصل کرے۔ اور پھر میری اطاعت و معرفت کرے۔ تو وہ فی الحقیقت توحید کرنیوالا اجنبی ہے۔ اور جس نے خدا کی وحدانیت اور رسول مقبول کی رسالت اور حضرت علی کی ولایت اور ائمہ معصومین کی ولایت کا اقرار کیا۔ اور مجھ کو داعی الوقت نائب العصر اپنا نہ مانا اور نہ جانا۔ تو اس کی توحید اور رسالت و ولایت کا اقرار اس کو ذرہ بھر کام نہ آئیگا الخ۔ محض لغو اور بالکل بے بنیاد ہے خدا اور رسول اور ائمہ کے بعد یہ میری اطاعت و معرفت کا ادعا کذب صریح ہے اس کا کوئی مدرک و منشاء قرآن میں نہیں ہے۔ اوّل نص و جعل الٰہی اپنی ولایت ثابت کریں۔ پھر دعوٰے اطاعت و معرفت کریں۔ یہ اپنی اطاعت کو بعد اطاعت واجب گردانا اور شریک اطاعت ثلٰثہ قرار دینا توحید نہیں۔ خالص شرک ہے۔ خدا اور ولی الامر کی اطاعت کو نص قرآن خود خدا نے قرار دیا ہے۔ اور ملا صاحب نے اپنی اطاعت محض اپنی رائے سے شامل کی ہے۔ نہ کہ خدا نے۔

پس ملا صاحب شریک خدا بنے - اور مشرک ٹھیرے نہ کہ موحد - خدا فرماتا ہے -
اللہ یخلق مایشاء ویختار ماکان لہم الخیرۃ سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون
خدا ہی جو کچھ چاہتا ہے خلق کرتا ہے - اور جس کام کے لئے چاہتا ہے اختیار
اور پسند فرماتا ہے - لوگوں کو اس میں کوئی اختیار نہیں ہے - کہ وہ کسی کو نبی بنا دیں
اور امام مقرر کر دیں یا ولایت کا درجہ عطا کر دیں - خدا کی ذات پاک ہے اس سے
جو لوگ اس کے ساتھ شرک کرتے ہیں تعین وجعل امام وولی میں اس کے شریک
بنتے ہیں - پس جو لوگ امامت و ولایت ائمہ ہدےٰ واولی الامر واوصیاء رسول
کو چھوڑ کر اپنی طرف سے دوسروں کو پیشوا اور امام بناتے ہیں یا بعد ائمہ ہدےٰ کسی
کو ان کے درجہ میں سمجھتے ہیں - اور ہادی خلق اور داعی الحق بنتے ہیں - اور انکی
اطاعت واجب جانتے ہیں - یا اپنے لئے اس کا ادعا کرتے ہیں - وہ موحد نہیں
بلکہ صریح شرک کے مرتکب ہو رہے ہیں -

بہر حال کسی مسلمان کو جو قران پر ایمان رکھتا ہے - رسول خدا کو اپنا سچا رسول
جانتا ہے اس کے لئے کوئی راہ نہیں کہ وہ چوتھے درجہ میں کسی کی اطاعت ومعرفت
وولایت کا قائل ہو - صرف مسلمانوں میں دو چیزیں ایسی ہیں جسکی آڑ میں خود
غرض لوگ خود گمراہ ہوتے ہیں - اور دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں
ایک وجود مہدی آخر الزماں کا اعتقاد اور دوسرا نزول عیسیٰ - چنانچہ جسقدر
لوگوں نے اہل اسلام میں اس قسم کے ادعا کئے ہیں اور باوجود خود بیدین ہونیکے
کل مسلمانوں کو جو انکی بات نہ مانے اور انکی پیروی نہ کرے کافر بنایا ہے - اور اپنی
جماعت پیدا کی ہے - وہ اسی سلسلہ میں ہیں - اور عام طور پر اس میں مسئلہ ارتقا کے
موافق درجہ بدرجہ ترقی کیجاتی ہے - اور اسطرح سے لوگوں کو پھنسایا جاتا ہے - اگر
اہل سنت میں کوئی شخص ایسا دعوےٰ پیشوائیت کرتا ہے - وہ پہلے مجدد ہونیکا مدعی

ہوتا ہے۔ بعد ازاں رفتہ رفتہ جزئی نبی ہونیکا دعوےٰ کرتا ہے۔ پھر عیسویت کا دعوےٰ
کرتا ہے۔ اور جب اس جال میں کچھ لوگ پھنس گئے۔ تو پھر صاحب شریعت پیغمبر ہونیکا
مدعی ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض نے یہاں سے خدائی تک ترقی کی ہے
یہ اپنی اپنی ہمت پر مبنی ہے۔ "فکر ہر کس بقدر ہمت اوست"۔ اور اگر شیعوں میں
کوئی ایسا مدعی پیدا ہوتا ہے اور دعوےٰ پیشوائی کرتا ہے۔ تو پہلے نائب خاص امام
عصر اور انکی طرف باب ہونیکا دعوےٰ کرتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ خود مہدی عصر ہونیکا
مدعی ہو جاتا ہے۔ پھر صاحب شریعت پیغمبر بھی وہی ہو جاتا ہے۔ وقس علیٰ ذالک
چنانچہ اس قسم کے جتنے مدعی گزرے ہیں۔ سب نے اپنے ادعا کی ابتدا یہیں سے کی ہے
اور یہیں سے ملا طاہر صاحب چلے ہیں۔ اور آیندہ معلوم نہیں کہاں تک پہنچیں
مہدویت کے دعوےٰ تک ترقی تو ضروری اور لازمی ہے۔ اس سے آگے بڑھ
جائیں تو انکی ہمت۔ وفیہ ما فیہ۔ ملا طاہر صاحب نے نیابت امام عصر کے دعوےٰ
سے اپنی اطاعت اور معرفت کا بندگان خدا پر فرض و لازم ہونا قرار دیا ہے۔
مگر اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ کہ وہ کس طرح سے امام زماں کے نائب خاص قرار
پائے۔ اس کی سند اور دلیل کیا ہے۔ جبکہ ہمارے علماء کے نزدیک مسلم ہے۔
کہ یہ نیابت بغیر نص امام ثابت نہیں ہوتی ہے۔ چنانچہ جو نواب خاص امام زماں
گزرے ہیں۔ مثلاً عثمان بن سعید و محمد بن عثمان بن سعید و محمد بن عثمان و حسین
بن روح و محمد سمری یہ سب کے سب نص امام زماں سے ہیں۔ چنانچہ ہم کتاب الصراط
السوی فی احوال المہدی" میں مفصل لکھ چکے ہیں۔ اور حصہ دوم میں بھی اس کا ثبوت
دیا گیا ہے۔ ملا طاہر سیف الدین صاحب کیا اپنی نیابت خاصہ کے ثبوت میں کوئی
سند تحریری امام عصر کی دکھلا سکتے ہیں؟
اگر کسی الہام یا خواب کا دعوےٰ کریں۔ جیسا کہ اس قسم کے مدعی اکثر کیا کرتے ہیں

کیونکہ یہ باطنی شے ہے۔ کسی شخص کو کیا علم ہو سکتا ہے۔ کہ فلاں شخص جو دعوئے الہام کرتا ہے۔ الہام ہوا ہے یا نہیں ہے۔ اور کذب وصدق دیر میں معلوم ہوتا ہے۔ ہاں اہل علم وعقل جو الہام کی حقیقت سے واقف ہیں۔ وہ فوراً ملہم شخص کو پہچان سکتے ہیں۔ مگر عوام بیچارے اس فریب سے آگاہ نہیں ہو سکتے۔ اور وہ اکثر اس جال میں پھنس جاتے ہیں۔ پنجاب میں قادیانی کے ادعا۔ کو دیکھو تو سوائے اپنے خود ساختہ الہاموں کے ادعا کے اور کوئی آیت بینہ وہ اپنی نبوت کے ثبوت میں پیش نہیں کر سکتے تھے۔ بلکہ آیات وبینات ومعجزات انبیاء کے منکر تھے۔ اور ایسا ہی آج کل ان کے جانشین اور مرید کر رہے ہیں۔ اور یہ محض عام فریبی ہے ملا طاہر سیف الدین پہلے اس کا ثبوت دیں۔ کہ وہ منجانب اللہ داعی حق ہیں اور نائب العصر۔ بعد ازاں دعوت دیں۔ ثانیاً نواب خاص امام عصر کی اطاعت ومعرفت مثل اطاعت ومعرفت رسول وامام کسی عالم کے نزدیک ثابت نہیں ہے۔ اور کوئی ثبوت اس کا قرآن وحدیث میں نہیں ہے۔ اور نہ کسی نائب العصر نے یہ دعوے کیا۔ کہ جو مجھ کو نہ پہچانیگا۔ اور میری اطاعت کو فرض نہ جانیگا۔ وہ معاذ اللہ جہنمی ہوگا۔ کوئی ثبوت اس کا ملا صاحب نہیں دے سکتے۔ لہذا یہ دعوے محض تحکم ہی جو عقلاء کے نزدیک ہرگز قابل حجت وسند نہیں ہو سکتا۔ ثالثاً کسی نائب عصر نے نائب مطلق ہونے کا دعوے نہیں کیا۔ کہ جملہ امور متعلقہ امامت وولایت میں وہ قائم مقام امام ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض امور خاص میں نیابت امام رکھتے تھے۔

ان کا فرض یہ تھا۔ کہ چونکہ امام عصر مخالفین وجباران زمانہ کی وجہ سے پوشیدہ رہتے تھے۔ اور عام لوگوں سے نہ ملتے تھے۔ عوام انکی خدمت میں حاضر نہ ہو سکتے تھے۔ اس لئے نواب خاص مقرر کئے تھے۔ کہ عام مومنین اپنی ضروریات نائب کے سامنے پیش کر دیں۔ اور مسائل وغیرہ ان سے دریافت کریں۔ اور وہ امام عصر تک

ان مسائل کو پہنچادیں۔ اور جواب امام کی طرف سے ان سائلین کو دیدیں۔ اور جو حقوق و وجوہات از قسم سہام امام وغیرہ وہ لائیں۔ وہ نائب کے سپرد کریں۔ اور نواب ان کو حسب حکم امام صرف کردیں۔ اور مستحقین کو پہنچادیں۔ اسیواسطے وہ نواب وکلاء کہلاتے تہے۔ نہ یہ کہ وہ امامت و ولایت میں قائم مقام امام تھے۔ معاذ اللہ! معاذ اللہ! یہ مومنین کاملین و عارفین محل و منصب ایسا ادعا کرسکتے تہے؟ ہرگز نہیں۔ نہ کبھی ایسا کیا نہ کرسکتے تہے۔ اس وکالت کو وجوب اطاعت و معرفت سے کوئی تعلق نہیں۔ رابعًا توقیع امام محمد بن سمری کے نام صریحًا صادر ہوچکی ہے۔ کہ اس کے بعد کوئی نائب خاص امام عصر نہ ہوگا۔ کیونکہ غیبت کبرٰے واقع ہوگئی۔ چنانچہ ہم کتاب موصوف میں لکھ چکے ہیں۔ یعنی حضرت نے تحریر فرمایا۔ کہ علی بن محمد سمری خدا تیری مصیبت میں تیرے برادران ایمانی کا اجر زیادہ کرے۔ تو چہہ روز بعد اس دنیا سے رحلت کرجائیگا۔ پس تیاری کر۔ اور اپنے بعد کسی کو اپنا قائم مقام مت کر۔ کیونکہ غیبت نامہ واقع ہوگئی۔ اور اس کے بعد اس طرح سے کسی کے لئے ہم ظاہر نہونگے مگر بعد اذن خدائے تعالٰے اور یہ ظہور اس وقت ہوگا۔ جبکہ زمانہ غیبت بہت طولانی ہوجائیگا۔ اور لوگوں کے دل بہت سخت ہوجائینگے۔ اور زمین ظلم و جور سے پُر ہوجائیگی اور اس کے بعد کچھ لوگ ہمارے اس طرح کے مشاہدے کا ادعا کرینگے۔ جو شخص قبل خروج سفیانی و ندائے سماوی ایسا دعوٰے کرے۔ کہ وہ ہم سے ملتا ہے اور ہماری طرف سے وکیل و نائب ہے وہ دروغ گو اور افتراء کرنے والا ہے۔ وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

پس ۳۲۹ھ یعنی اول غیبت کبرٰے سے بعد علی بن محمد سمری جو شخص نائب امام العصر ہونے کا دعوٰے کرے۔ وہ کاذب و مفتری ہے۔ چہ جائیکہ اس کی اطاعت و معرفت

واجب ہو۔
اس میں شک نہیں۔ کہ بعد علی بن سمری اس زمانہ سے ایسے لوگ ہوئے اور ہوتے رہے ہیں۔ جن کا ہم آئندہ ذکر کرینگے۔ اور کتاب موصوف میں ہم نے مفصل لکھا ہے۔ اور یہ سلسلہ جو ملا طاہر صاحب نے شروع کیا ہے۔ وہی سلسلہ اور فرقہ رکنیہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور آئندہ یہ صاحب شریعت اور امام عصر ہونے کا دعوے کرینگے۔ اسوقت میں تمام اہل اسلام کا فرض ہے۔ کہ اس اٹھتے ہوئے طوفان کو یہیں روکنے کی پوری کوشش کریں اور سب سے اولین فرض یہ ہے۔ کہ تمام اہل اسلام پر خوب واضح کر دیں۔ کہ ایسے اشخاص کو جو اس قسم کے دعاوی کریں۔ ان کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اہل اسلام ان سے علیحدہ اور محترز رہیں۔ تو یہ طوفان بڑہنے سے رک جائیگا۔ اور عوام اس جال میں زیادہ نہ پھنسینگے۔ اور گورنمنٹ عالیہ میں بھی ضرور کوشش کریں۔ کہ اس کی زبان درازی کم ہو۔

چھٹا ارشاد

شیعہ حضرات کے ماہوار اخبار اتحاد امروہہ کے ایڈیٹر صاحب اپنے پرچہ مورخہ ۱۶ مئی سنہ ۱۹۱۹ء میں رقم طراز ہیں۔

رسالہ ضوء نور الحق المبین کی عبارت پر سرسری نظر

(نمبر ۱)

افسوس صد افسوس کہ فی زماننا اہل قلم کے قلم و زبان سے ایسے ایسے دلشکن اور دلخراش اور مخرب اخلاق مضامین مذہبی جامہ پہنکر نکل رہی ہیں جو دوسرے مذاہب حقہ کے روشن اور پرضیا نجوم کو تاریکی اور ظلمت کے گڑھے میں ڈالکر

نیست ونابود کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن حق تعالیٰ قرآن مجید میں مذہب حق کی تائید کرتے ہوئے یوں ارشاد فرماتا ہے۔ یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواہہم (پ ۱۰ سورۂ توبہ) ویابی اللہ ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون ۵ (مشرکین یہ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور (اسلام) کو منہ سے (پھونک مار کر) بجھاویں اور خدا کو منظور ہے کہ ہر طرح پر اپنے نور (کی روشنی) کو پورا کرکے رہے اگرچہ کافروں کو برا ہی کیوں نہ لگے۔ ناظرین غور فرمائیں کہ اس آیہ مبارکہ اور اس شعر کے موافق۔

چراغے را کہ ایزد برفروزد   اگر کس پف زند ریشش بسوزد

کہیں نور خدا اور شمع دین ائمہ ہدیٰ بھی کسی کی پف لگانے سے فرو ہو سکتا ہے۔ جس دین کی خدائے برتر نے خود تصدیق وتائید فرمائی ہو۔ جس ملت کو اپنے افضال غیر متناہیہ سے رونق بخشی ہو کسی کے محو کرنے سے محو ہو سکتا ہے۔

این خیال است محال است وجنوں

اخبار الاتحاد مورخہ ۸ مئی ۱۹ء میں ایک مضمون جو بطور تنقید مرتبہ مکرمی ولی محمد اسمعیل سرپادہ ساکن ریاست جوناگڈہ (کاٹھیاواڑ) زاد توفیقانہ نقل کیا گیا تھا جسکو نہایت کراہت کے ساتھ ہمنے دیکھا اور نقل کیا۔ رسالہ موصوفہ شیخ بوہر طاہر سیف الدین (برادر غلام احمد قادیانی) کی تصنیف ہے یہ رسالہ بزبان عربی ۱۳۳۵ھ برٹش انڈیا پریس بمبئی میں پانچہزار کی تعداد میں طبع ہو کر شایع ہوا ہے۔ اور مصنف نے اپنے علماء کو اس کی ایک ایک کاپی دیکر یہ حکم فرمایا کہ اسکو مختلف بلاد وامصار مین مجالس عشرہ میں برسر منبر ڈنکی کی چوٹ پڑہکر سنائیں اور علی الاعلان عوام کالانعام کو دام مکر وتزویر میں پہانسیں۔ چنانچہ وہ صاحبان اسکی تعلیم میں سرگرم ہیں اور ہر ممکن طریقہ سے اسمیں کوشاں ہیں۔

ہم مصنف کی رائے۔ عقل۔ علم۔ پر نہایت افسوس کرتے ہیں کہ اسنے یہ رسالہ لکھکر

اسلام اور ربانی اسلام کے قلوب کو سخت صدمہ پہنچایا اور بجائے ضیا گستری کے تمام عوام الناس کو گمراہی و ضلالت کے گڈھے میں دھکیل دیا۔ اور اپنے دین و دنیا کو خراب کر کر ضلالت کی یونیورسٹی سے "غادی و ضال" کا سرٹیفکیٹ حاصل کر لیا۔ اور قادیانی صاحب کے دوش بدوش چلنے اور اتباع و پیروی کرنے کا تمام عالم پر اظہار کر دیا۔

ہم مصنف صاحب سے خطاب کر کے کہتے ہیں کہ کیوں جناب حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو حدیث ثقلین (انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی لن یفترق حتی یردا علی الحوض) فرما کر صرف تمسک بالقرآن واہلبیت کا حکم دیا ہے۔ نہ آپ کی ذات الصفات کی متابعت کا۔ اور آپ کے ضوء نور الحق المبین صفحہ ۳۵ سطر ۱ سے ۱۲ تک کی عبارت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سنّی و شیعہ دونوں فریق چونکہ آپ کو اپنا داعی و مجتہد و ہادی نہیں جانتے اور نہیں مانتے اس لئے مشرک و کافر ہیں۔ ماشاء اللہ کیا دعوٰے ہے اور کیا ثبوت ہے۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

ساتواں ارشاد

پھر ایڈیٹر صاحب اخبار اتحاد اپنے پرچہ مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۱۹ء میں تحریر فرماتے ہیں

رسالہ ضوء نور الحق المبین کی عبارت پر سرسری نظر

(نمبر ۲)

بسلسلۂ سابق ایسی ہی تحریروں اور تقریروں نے اسلام میں بہت سے تفرقے کرا دیئے اسکی مستحکم بنیاد کو ہلا ڈالا۔ صدہا فرقے پیدا ہو گئے اور مختلف عقاید کے

لوگ انھیں مسلمانوں میں اپنا ایک نیا مذہب ایجاد کر کے الگ ہو بیٹھے۔
سب سے زیادہ اور خطرناک طرز عمل آجکل مناظرہ کرنے والے حضرات کا دیکھا جا رہا ہے۔ اور اس اکھاڑہ میں کودنے کے لئے خم ٹھونک کر جو لوگ آمادہ ہوتے ہیں ان میں بڑا حصہ نیم ملاؤں) اور جاہل لوگونکا ہوتا ہے۔ تھوڑی سی عربی فارسی حاصل کرنے کے بعد وہ اپنی شہرت اور اپنا اثر قائم کرنے کے لئے یا تو وعظ کہنا اور لیکچر دینا شروع کر دیتے ہیں یا تنہائی میں بیٹھکر دوسرے فرقوں پر اعتراض کرتے ہیں اور پھر لطف یہ ہے کہ اس قسم کی تالیفات میں اخلاق محمدی کو قطعی طور پر دل سے محو کر دیتے ہیں انکے مباحثہ اور مناظرہ کا انحصار محض گالی گلوچ پر ہوتا ہے تاکہ عوام کی نگاہ میں انکی قابلیت اور دریدہ دہنی کی وقعت قائم ہو کر انکا دائرہ وسعت دن بدن ترقی حاصل کرے۔
ہماری مجالس عزا میں بھی بعض ذاکرین اور واعظین کا یہی طرز عمل دیکھا جا رہا ہے کہ وہ منبر پر بیٹھکر بجائے ائمہ اطہار علیہم السلام کے اوصاف حمیدہ بیان کرنے کے دوسرے لوگوں پر چوٹیں کرتے ہیں اور بعض اوقات نہایت رکیک الفاظ استعمال کرنے لگتے ہیں۔ جسکا ظاہری نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی دوسرے مذہب کا شخص ان مجالس میں موجود ہے تو وہ بجائے اسکے کہ اس مجلس کی شرکت سے ائمہ اطہار علیہم السلام کے فضائل اور مراتب سے آگاہی حاصل کرتا اور واقعات کربلائے معلی اور جناب سید الشہدا علیہ السلام کے جانکاہ واقعہ پر آنسو بہا کر کچھ اثر لیتا ان ذاکر صاحب کے طرز عمل پر اور بھی بدظن ہو جاتا ہے اور پھر کبھی ہماری مجلس عزا میں شرکت کا نام نہیں لیتا۔
ہم نے چند مرتبہ بچشم خود یہ بھی دیکھا ہے کہ انہیں مجالس میں محض ذاکرین حضرات کے بیان اور واعظین کے موعظہ پر دوسرے فرقوں کے مسلمان حضرات اپنا مذہب

چھوڑ کر شیعہ ہو گئے ہیں غرض مناظرہ ہو یا ذاکری ہمیشہ مہذب الفاظ میں ہونا چاہئے تاکہ اُس سے اصلی مقصد فوت نہو سکے۔

طاہر سیف الدین صاحب نے اپنی تالیف میں جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ فرو دلشکن ہیں اور طریقہ مناظرہ کے بالکل منافی ہیں آپ توحید کے سلسلہ میں تحریر کرتے ہیں کہ بندہ پہلے خدا کی معرفت کرے اور رسول مقبول اور وصی حضرت علی اور امام وقت کی معرفت کرے خیر یہانتک تو اُن کے عقائد صحیح و درست ہیں لیکن اسکے بعد آپ فرماتے ہیں کہ "میری اطاعت و معرفت کرے جو ایسا کریگا وہ فی الحقیقت توحید کرنیوالا جنتی ہے اور ائمہ معصومین سلام اللہ علیہ کی ولایت کا اقرار کیا اور مجھکو داعی الوقت نائب العصر اپنا نہ جانا اور مانا تو اسکی توحید اور رسالت و ولایت کا اقرار اسکو ذرہ بھر کام نہ آیگا۔ وہ توحید و رسالت و ولایت کی گٹھری باندھکر بالائے طاق رکھدے سب فرق اسلام کیا سنّی اور کیا شیعہ دونوں مردود لشہادۃ ہونیکی وجہ سے مشرک و کافر ہیں۔ کیونکہ میں صاحب العصر کا ہمرتبہ ہوں اور رسول مقبول کا ہمسر اور خدا کی عرش پر خدا کے ساتھ برابر کا بیٹھنے والا ہوں خدا کی وحدانیت کی شہادت میری طاعت بغیر نامقبول اور مردود ہے فرق اسلام کے تمام پیر و مرشد اور ائمہ معصومین جو کہ میرے سلسلہ سے الگ ہو کر میری مخالفت پر نیا مذہب قایم کرکے میری طاعت سے لوگونکو ہٹکا رہے ہیں وہ سب فی الواقع گمراہ ہیں۔

آٹھواں ارشاد

پھر ایڈیٹر صاحب اتحاد یکم جون ۱۹۱۶ء کے پرچہ میں یہ ارشاد شائع کرتے ہیں

مُلّا طاہر سیف الدین صاحب کو مشورہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

آپ نے یہ جو فرمایا ہے کہ میری اطاعت و معرفت کرو۔ کیونکہ میں صاحب ہیں صاحب العصر کا
ہم رتبہ ہوں اور رسول مقبول کا ہمسر اور خدا کے عرش پر خدا کے ساتھ برابر کا بیٹھنے والا
ہوں۔ خدا کی وحدانیت کی شہادت میری طاعت بغیر نامقبول اور مردود ہے
اسلام کے پیر و مرشد اور ائمہ معصومین جو کہ میرے سلسلہ سے الگ
ہو کر میری مخالفت پر نیا مذہب قائم کر کے میری طاعت سے لوگوں کو بہکا
رہے ہیں۔ وہ سب فی الواقع گمراہ ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکو علمی قابلیت تو کچھ نہیں ہے لیکن اپنا ذاتی
ایک نیا مذہب گھڑنے اور سہ

تا کہ مشہور ہوں ہزاروں میں — ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں

کا اپنے آپ کو مصداق بنانے کے لئے یہ ڈھکوسلے بازی کرنی شروع کی ہے
(خداوند عالم آپ کو اس فعل سے باز رکھے اور لوگوں کو آپ کے دام فریب سے
محفوظ رکھے اور جو نادان آپ کی خدائی کے پھندے پھنس چکے ہوں اون کو
اپنی توفیق سے رہائی بخشے۔)

لیکن آپ کو یہ ضرور خیال کر لینا چاہئے کہ آپ سے پہلے بہت سے لوگ مثل
فرعون وہامان وشداد و نمرود یہی دعوے (جو اسوقت آپ کر رہے ہیں) کر کر کے
گذر گئے (ہمیں یہ خوف ہے کہ کہیں تھوڑے دن کی دنیوی زندگی میں لوگوں کو
گمراہ کرنے کا وبال سمیٹ کر آپ بھی انہیں کے ساتھ میں شمار نہ کئے جا دیں)
حضرت ذرا سوچئے اور غور سے کام لیجئے اور اپنے اشتعال کے طریقے کو چھوڑ دیجئے
آپ بحیثیت ایک انسان اور صاحب دماغ ہونے کے ضرور ہماری تحریر کو سمجھ
سکتے ہیں اور فیصلہ کر سکتے ہیں اور اگر خدانخواستہ آپکی عقل اسکے سمجھنے سے
قاصر ہے تو دوسرے عالموں سے مدد لیجئے یا دوسمجھنے کا ارادہ کیجئے خدا آپ کی مدد کریگا

غور کیجئے کہ آپ کو مسلمان ہونیکا دعوے ہے اور مسلمان بھی کیسا؟ رسول مقبول کا ہمسر۔ کیا رسول مقبول کی برابری کرنیوالا اپنے کو مسلمان کہہ سکتا ہے جبکہ آنحضرت خاتم النبیین تھے تو اس حیثیت سے آپ بھی خاتم النبیین ہوئے اور یہ ممکن نہیں کہ جسپر نبوت ختم ہو چکی ہو اسی کی مثل و مانند وہی نبوت کا ختم کرنے والا نبی ہو سکے لہذا آپ نبی تو یقیناً نہیں۔ یہاں سے آپ کا رسول مقبول کی ہمسری کا دعویٰ تو صاف طور پر باطل ثابت ہو گیا۔ اگر ہماری اس پیش کردہ دلیل کے ثبوت کو آپ ناکافی سمجھتے ہوں تو اور دیکھئے۔ یہاں تو۔ دروغ گو را تا بہ دروازہ بایدرسانید پر عمل کیا جاتا ہے۔

آپ پر مثل قران کے کونسی نئی کتاب اتری ہے ذرا اس کتاب کو بھی تو لوگوں کو دکھلائیے جو قران کے بعد آپ پر آپکے پاس بیٹھنے والے خدا نے اتاری ہو یا آپ پرلائے نال پر یا حسین کہنے والے ہیں یعنی اسی قران کو جو محمد مصطفےٰ صلعم پر منجانب اللہ نازل ہوا ہے اپنے ہاتھوں میں لیکر رسول مقبول کی ہمسری کا دعویٰ کرتے ہیں؟ اگر ایسا نہیں اور آپ پر بفرض محال کوئی کتاب یا ورق اترا ہے تو وہ ضرور ناسخ قرآن مانا جانا چاہیئے۔ تو اس صورت میں آپ کا دعویٰ باطل ہو گیا کیونکہ آپکا دعوی تو ہمسر ہونے یعنی برابر ہونیکا ہے۔ اور اس حیثیت سے آپ رسول مقبول سے افضل تر ہوئے جاتے ہیں لہذا ثابت ہو گیا کہ آپ غلطی پر ہیں۔ اور اگر یہ نہیں اور اسی رسول مقبول کے قران کو لیکر آپ دعوی کریں کہ میں رسول مقبول کا ہمسر ہوں اس حیثیت سے کہ جو ہدایات و فرائض خدا کے انکے ہاتھ میں تھے۔ میری بھی ہاتھ میں ہیں تو اس طریقہ سے بھی آپ کا قول غلط ہوتا ہے کیونکہ جب آپ پر کوئی قران کریم جیسی کتاب نہیں اتری اور آپنے رسول مقبول ہی کے قران کو اپنے ہاتھ میں لیا تو اس سے آپ کی مجبوری پائی جاتی ہے اور دوسرے کی

کتاب کے آپ محتاج ثابت ہوتے ہیں اور اس محتاجی کی وجہ سے آپ کے ہمسر رسول ہونے کا دعوےٰ آپ کی غلطی ثابت کرتا ہے۔

افسوس تو یہ ہے کہ آپ نے رسول مقبول کے ہمسر ہونے کا جو دعوےٰ کیا ہے۔ اس کی حیثیت اور نوعیت تحریر نہیں کی۔ اگر ہم ہر ہر حیثیت سے آپ کا رسول مقبول کے ہمسر ہونے کا جداگانہ بطلان کریں تو اس میں نہایت طوالت ہوگی۔ اس لئے ہم اختصار سے کام لیتے ہوئے آپ کو تنبیہ کرتے ہیں کہ آپ اپنے ایمان کے کھوجوں نہ پڑیں۔ اور اپنی پیمبری، نبوت، معصومیت، اور خدائیت کے اسپ تیز رفتار کو میدان عمل جولاں نہ ہونے دیں۔

نواں ارشاد

حضرات شیعہ کے مشہور رسالہ الکلام کجوہ ضلع سارن کے ایڈیٹر صاحب اپنے رسالہ میں یہ رائے ظاہر فرماتے ہیں

الکلام

قائل توحید و مدعی اسلام کو کافر و مشرک کہنا ارشاد الٰہی و احکام رسول و ائمہ کے خلاف ہے جو لوگ دل سے اسلام نہ لائے بلکہ نفاق کو دل میں پوشیدہ رکھے رہے انکو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام سے خارج نہ کیا تو اس زمانہ کے موحدین مسلمین کو کافر اور مشرک کہنا یقیناً خدا اور رسول و ائمہ طاہرین کی تکذیب کرنی ہے۔ بڑے تعجب کا یہ امر ہے کہ ملا طاہر کی صاحب کی وہ عبارتیں جو اس رسالہ میں نقل کی گئی ہیں بکثرت لفظی و معنوی اور اصولی فروعی غلطیوں سے پُر ہیں پس ایسی استعداد کے بزرگ کا داعی اور نائبِ امام ہونے کا دعوی کرنا کس درجہ حیرت خیز ہے۔ اگر موقع ملا اور اصل کتاب ضوء نور الحق المبین نظر سے گذری تو آیندہ نمبروں میں اس کتاب اور اس کے عقائد پر تحقیقی نظر ڈالی جائے گی۔

﴿ واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا ﴾

الرسالة المسماة

ضوء نور الحق المبين

٧٠٨ ٢٥٦ ١٣٩ ١٣٣

١٣٣٥

في

الاعتصام بحبل الله المتين

(بمبئي)

سنه ١٣٣٥ هجرية

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الكبير المتعال * رب العظمة والجلال * الملك
القدوس شديد المحال * له دعوة الحق والذين يدعون من
دونه لا يستجيبون لهم بشيء الا كباسط كفيه الى الماء
ليبلغ فاه وما هو ببالغه وما دعاء الكافرين الا في ضلال *
نحمده علي ما اسبغ علينا من نعمته * واكمل لنا من منته *
واسكننا حرماً آمناً من دعوته * وجعلنا من المعتصمين
بعروته * السالكين طريقا يؤدي الى جنته * بولاية خيرته

وشفعاءنا * واجمع على التقوى امرنا * واصلح لنا
شؤوننا * وتب علينا * وسق سوابغ نعمك الينا *
وثبتنا على طاعتك * وطاعة اوليائك * وانصرنا
على اعدائك * واعزنا بعزك الذي لا يضام *
واحرسنا بعينك التي لا تنام * والحقنا باوليائك الكرام
في دار السلام * انك اعز الناصرين * وخير الغافرين *
واكرم الاكرمين * وارحم الراحمين * ﴿ امــا بعــد ﴾
فاني عبد آل محمد ن الموالي الفراثمة المؤمنين المفلحين *
ومملوكهم المعتمد على امدادهم وتائيدهم في كل حين *
المبتهل الى مولاه ومالك امره وصاحب عصره الوارث
مجد آبائه الطيبين * في التماس النصر العزيز والفتح المبين *
ابو محمد طاهر سيف الدين * نجل داعي امام المتقين *
سابع الاسبوع السابع من الدعاة المطلقين * علم الاعلام
المفردين * المقدس في اعلى غرفات الخالدين * مولانا محمد
برهان الهدى والدين * اسمى لآثار دعاة قبلي هداة مقتفيا *
وبهداهم مقتديا * ادعو الى ما دعوا من الحق * واسالكم

بما سلكوا من سبيل الصدق * ادعوكم الى توحيد رب العالمين * والي اتباع اولياءه ائمة الهدى الغر الميامين * ودعاتهم الافاضل الاكرمين * وانا لكم ناصح امين * ادعو الي الله على بصيرة انا ومن اتبعني وسبحن الله وما انا من المشركين * ان صلوتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين * لا شريك له وبذلك امرت وانا من المسلمين * اخصكم يا اخواني المؤمنين * وبني دعوة الحق المبين * بسلام هو تحية الملئكة الكرام * في دار السلام * واوصيكم كما اوصى بعض دعاة آل محمد المؤيدين المؤيدين الهادين المهتدين بتقوى الله العظيم * واتباع صراطه المستقيم * والوفاء بعهده الذي تقلدتم منه ثقلا ثقيلا * والانتهاء عما نهى الله سبحانه عنه بقوله ولا تنقضوا الايمان بعد توكيدها وقد جعلتم الله عليكم كفيلا * والاستعاذة به من قوم عاهدوا الله فنكثوا * واقسموا به لوليه فحنثوا * وقد دخلوا في ولايته فارتدوا على ادبارهم * ونكصوا على اعقابهم لادبارهم * وبدلوا الطاعة عصيانا * والنصرة

المعبود * وبالاعتصام بهم يحصل النجاة من طوفان الضلال
اذ هم عروة الله الوثقى وحبل الله الممدود * ونذكر ههنا
فصلا جاء عن بعض العلماء الموحدين * فى رسالة
النجم الثاقب للمهتدين * والعذاب الواصب
للمعتدين * اعلى الله قدسه في غرفات المخلدين *
(معشر المؤمنين) واخواني المحسنين الموفين بعهد الله
وايمانهم * والموتين كتابهم بايمانهم * اعلموا احسن
الله توفيقكم * وسدد على الهدى طريقكم * ان اول
المعارف فى الدين * توحيد رب العالمين * وانه منتهى
طاعة العابدين * وغاية خشية المتقين * وعبادة ملائكته
المقربين * وانه هو الذي دعى اليه كل قائم من الانام *
وادعاه كل فرقة من فرق الاسلام * ولانعلم احدا
يقول بغير التوحيد مقالا لنحلته * اومعتقدا لسره وعلانيته *
وهم بشرائطه غير موفين * ولحقوقه غير مؤدين * فلا
يغني توحيدهم عنهم فتيلا * ولاتهدي لذلك غير طائفة
اهل الحق سبيلا * وذلك ان توحيد العبد للمعبود *

لايكون الا بمعرفة ما بينه وبينه من الحدود * فالمسلمون الذين يشهدون بكلمة الاخلاص وهم كافة اهل الجماعة والسنة * وكلمة الاخلاص هي التي قال فيها رسول الله صلى الله عليه واله انه من قالها مخلصا دخل الجنة * وهي لا تقبل منهم وترد عليهم لانهم لم يقروا الا بالرسول وحده * وانكروا مرتبة الوصي الذي هو اول الحدود بعده * ولو كان اقرار الرسول دون اقرار الوصي صادق القبول * كانت الشهادة لله كافية دون الشهادة للرسول * وابى الله ان يقبل ممن اخل بحد من الحدود شهادة * او يرفع له عملا او يشكر له عبادة * بل لا يقبل شهادة الاعلى منهم دون شهادة الادنى * ولا ينفعها اقراره للاول اذا جحد للاخر مقامه الاسنى * لانه حبل الله الذي طرف منه بيد الله وطرف منه بيد العباد * وانه لانجاة لاحد دون معرفة عاليهم ودانيهم فى المعاد * قال الله تعالى واعتصموا بحبل الله جميعا و اذا عرفتم هذا بالوجيز من المقالة * لان الرسالة لا

تحمل الاطالة * فنقول ان الحبل الذي ندبكم الله
الى الاعتصام به احد طرفيه بايديكم * هو اخو كتم
واقل عبيد امامكم الذي يدعوكم اليه ويهديكم *
و الطرف الآخر الذي بيد الله هو منتهى حدود
عالم النفس * وهو رسول ربكم المؤيد بروح القدس *
الحال من عالم الدين محل الشمس * وان امام زمانكم
محله من الدين محل الرسول * فهو في وقته منتهى
حدود عالم الطبيعة و مطرح اشعة عالم العقول *
فمن زعم ان معرفته لنبيه او وصي نبيه او امام
زمانه * تكفيه دون معرفة داعي اوانه * ضل عن قصد
السبيل * وباء بالعذاب الوبيل * وكانت شهادته لله غير
مقبولة * لان اسبابه بجميع الحدود غير موصولة * وقد
جاء عن باب الابواب المؤيد في الدين في بعض مجالسه
اعلى الله قدسه * ورزقنا شفاعته وانسه * وذلك ان
للدين وسائط منهم اكبر الكبير في دار العقل * واصغر
الصغير في دار الحس * والتوبة ههنا ها الانابة والرجوع *

الفلك المشحون * ومن ركبها فاولئك هم المفلحون * ومن تأخر عن الفلك * فقد تعرض للعطب والهلك * لم تزل سلفنا الدعاة الكرام * قدس الله ارواحهم في دار السلام * بحيازيمها امواج الفتن يمخرون * وان سخر منهم الاضداد قالوا ان تسخروا منا فانا نسخر منكم كما تسخرون * ان استضعفوهم لم تضعف منهم العزائم * ولم تاخذهم في الله لومة لائم * وان كذبوهم واذوهم صبروا على ما كذبوا واوذوا * ولم يلوذوا بغير ربهم ولم يعوذوا * وان تواعدهم ظالم بالقتل * قالوا اقض ما انت قاض انما تقضي هذه الحيوة الدنيا * وان قتل منهم قالوا لا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله اموانا بل احياء * لم يكن همهم في هذه المحن الا ان يجعلوا كلمة الذين كفروا السفلى وكلمة الله هي العليا * ولولاهم لم يقم للدين منار * ولم تعمر بذكر الامام الطيب ٢٤ دار * فمن وسواس خناس * وسوس في صدور الناس * فضل واضل كثيرا من الناس * (يعني جعفر النهروالي النهرواني قرين ابليس الواقع به عن

رحمة الله الا بلاس *) حتى رجعوا القهقرى * وناصبوا سادات الورى * ارادان يستفزكم من الارض * ويعيركم بالالحاد والرفض * او تدينوا بدين النصب لاولياء الله والبغض * ومسكم ذلك الشيطان و مواليكم بنصب وعذاب * فاعاذكم الله بسعيهم من فتنة في الدين رحمة منه وذكري لاولي الالباب * ومن مدع للامر وهو منه خلي * منكر للنص الجلي * مباهت للعيان * متعلق بدعوى بلا برهان * (يعني عدو الله سليمان * المتبدل للكفر بالايمان *) بباطل للناس لفقه * وكتاب نص افتعله واختلقه بعد سنين * كان فيها لمولاه من المذعنين * يكاتبه بما يكاتب بمثله العبد مواليه المحسنين وقد قال الله تعالى فيه وفي امثاله ومن احسن من الله قيلا * فويل للذين يكتبون الكتاب بايديهم ثم يقولون هذا من عند الله ليشتروا به ثمنا قليلا * عصمكم الله بارشادهم من سحره * ورد كيده في نحره * فخرج منها مذؤما مدحورا * وقيل له اذهب فمن تبعك منهم فان

جهنم جزاؤكم جزاء موفورا * و آخر مثله قام بدعوى زور
اثما * بعد ماقام لمولاه بحق الطاعة ملازما * (يعني رئيس
الفرقة العليلية المريض القلب العليل * الهائم في وادي
الهلاك الضليل *) ثم رجع لما بناه هادما * وعما جناه
تائبا نادما * ثم ادبر يسعى في وادي غيه هائما * يضل
الناس و يكذب على مولاه مفتريا ظالما * فكان قول
الله جل ذكره عليه دليلا * ان الذين آمنوا ثم كفروا ثم
آمنوا ثم ازدادوا كفرا لم يكن الله ليغفر لهم ولا ليهديهم
سبيلا * حماكم الله بهدايتهم من فتنته للصماء * و ان غويت
به شرذمة عمياء صماء * ومن مغتاظ و جم * نبغ بمقالة
واهية و نجم * وعلى مولاه بمن ساعده على باطله هجم *
كف الله بعواليكم ايديهم عنكم و ايديكم عنهم * ثم اظفركم
عليهم و مكنكم منهم * و هدوا بموعظتهم الحسنة و قولهم
السديد * الى الطيب من القول وهدوا الى صراط
الحميد * (يعني المحجوبين العائدين * باسرهم الى حرم
الدين * في زمن الداعي مولانا زين الدين * علم الهداة

المهتدين *) ومن رجل افترى على الله كذبا * اوقال اوحي
الي ولم يوح اليه شيئ * وزعم ان له اتصالا بالامام
عليه صلوات الله الحي * (يعني المجدوع الشيطان الذي
تراءي للناس من زي العلماء في زي *) وخلط كل
حسن من القول وسيئ * حتى فتن به رهط من
العلماء الراشدين * الى ان تبين الرشد من الغي * محي
الله آية الليل وجعل آية النهار من داعيه المؤيد
مبصرة * وكان الله مليابان يؤيده ونصره * وهتك ع ع
ستر الرجل فرفضه الذين كانوا له مستجيبين *
وعلموا انهم كانوا في احسانهم الظن به غير مصيبين *
ورجعوا الى مولاهم تائبين * ومن هفوتهم منيبين *
ثم ذكر رجلا من اهل الهند ادعى في عصر آخر دعاة
اليمن * مولانا محمد بن الداعي الحسن * ان له اتصالا
بصاحب العصر سلام الله عليه * بوساطة جني يرسله اليه *
فاغتر به بعض الناس * وسلموا اليه النذور والصلات و
الاخماس * وزعم انه يوصلها الى الامام عليه السلام وهوى

به طمع حطام الدنيا في مهاويه * وافترى من اعطاه مساويك
ما ظهرت به مساويه * فاعتنى بابطال فريته الداعي يوسف
منصوص الداعي محمد * كما امره مولاه الاوحد * فبين
في الناس افتراءه * وامرهم باطراحه ورفضه والبراءة * حتى
تاب الرجل واناب * ودخل ساجدا الباب * فامتحنه
بامتحانات فصبر * فتلا في الداعي يوسف كسره باخذ
العهد عليه وجبر * الى ان قال قس * فمن بدع اضدا
ماحدث في زماننا هذا من هذا القائل المدعي ما ليس له
بحق * والمتقول كل قول مختلق * (يعني شيطان عصره
المدعي الذي ارتد من الدين ومرق *) ينسب الى مجد
بعض الدعاة العظام * والحدود الفضلاء الكرام * رضي
الله عنهم ورضوا عنه * ما برء الله سوحهم منه * وان طولب
بدليل * اتى بالاضاليل والاضاليل * او تعلق بقول عليل *
فاياكم وان تصغوا الى مقالة حشوها بطالة * ونشوها من
غي وضلالة * فالرجل ممن عرفتم حال ابيه وحاله * قال الله
تعالى ما اجل اجلاله * يا ايها الذين آمنوا ان جاءكم فاسق

بنبأ فتبينوا ان تصيبوا قوما بجهالة * وان الذين اتبعوه منا * فما يتبع اكثرهم الا ظنا * وعن كثب سيرجع ذو دين وتقوى انخدع بظاهر حاله * اذا تحقق باطن حاله * ان الذين اتقوا اذا مسهم طائف من الشيطان تذكروا فاذاهم مبصرون * واخوانهم يمدونهم في الغي ثم لا يقصرون * (فصل) واعلموا علم اليقين * ان الله اصطفى لكم الدين * من دعوة دعاتنا المهتدين * فبها فاعتصموا فانها حبل الله * وبها فاستظلوا فانها ظل الله * وبها فاستمسكوا فانها العروة الوثقى * ولا يتجنبها الا الاشقى * وتيقنوا ان هذه واشباهها من المحن يبين الله بها منازل عباده الابرار * فلا تركنوا الى الذين كفروا فتمسكم النار * وليعمل كل امرء منكم ابتغاء وجه ربه * واعلموا ان الله يحول بين المرء و قلبه * واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة واعلموا ان الله شديد العقاب * ان الذين يحبون ان تشيع الفاحشة في الذين آمنوا لهم عذاب * وان ذوي البصيرة الذائدين عن حوزة الدعوة كل وسواس خناس من الناس *